

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

الحقائق في الحقائق

المعروف

شرح حقائق بخشش

(جلد ہفتم)

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

() ☆ ☆ ☆ ()

() ☆ ☆ ()

() ☆ ()

خوشخبری

مسلم اہلسنت و جماعت کے عقائد و

نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان

کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے

اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور

والیپپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاثرات

ابونعمان حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالعزیز حنفی دامت برکاتہم العالیہ

سرکارِ دو عالم ﷺ کی مدح اور آپ کے کمالات، محاسن اور خوبی اور اوصاف بیان کرنا مسلمان کے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔ آپ کی تعریف خواہ نثر میں خواہ نظم میں کی جائے مومن کے لئے بڑی خوش نصیبی کا باعث ہے۔ یوں تو بہت سے نعت گو وغیرہ شعراء نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس سلسلے میں نعتیں لکھیں اور دیوان کی صورت میں وہ شائع ہو چکے ہیں مگر اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت حضرت مفتی الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضورِ فخرِ دو عالم، رحمت للعالمین ﷺ کی شان میں جو نعتیں لکھی ہیں وہ انفرادی مقام کی حامل ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ کلام امام الکلام ہے آپ نے اپنی نعتیہ شاعری میں دراصل قرآن و احادیث و اقوال صحابہ اور سلف صالحین کی ترجمانی کی ہے اور اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ عشق و محبت سے سرشار ہو کر لکھا ہے جس میں تصنع و تکلفات کا دخل نہیں ہے چنانچہ خود ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں

آکچھ سنادے عشق کے بولوں میں رضا مشتاق طبع لذت سوز جگر کی ہے

یہی وجہ ہے کہ جو سوز و گداز اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی لکھی ہوئی نعتوں میں ہے وہ کہیں اور محسوس نہیں ہوتا اور جو مقبولیت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کلام کو حاصل ہے وہ کسی اور کے کلام کو حاصل نہیں۔ اطراف و اکناف عالم میں منعقد ہونے والی محافل جن میں کلامِ رضا پڑھا جاتا ہے یہ اس بات کا بین ثبوت ہے اور یوں تو ہر ایک نعت اپنے اندر عشق و محبت کا سمندر لئے ہوئے ہے مگر سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں سلام کا جو نذرانہ جس کا پہلا مصرعہ ہے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

یہ تو ایسا عقیدت بھرا سلام ہے کہ جس میں آپ نے نبی کریم ﷺ کے سر مبارک سے لے کر پائے مبارک تک آپ کے ہر عضو اور آپ کی ہر خوبی کا اس میں بیان کیا ہے اور یہ اپنی مثال آپ ہے۔ فصاحت و بلاغت اور ادب کے حوالہ سے بھی یہ ایسا اعلیٰ شاہکار ہے کہ جس کی مثال کہیں نظر نہیں آتی۔ الغرض اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا نعتیہ کلام اپنی جامعیت و معنویت کے اعتبار سے ایک امتیازی اور انفرادی شان کا حامل ہے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ آپ کے اس کلام میں جو مطالب اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے جو اوصاف کمالات بیان

ہوئے ہیں عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنے کے لئے اس کی کوئی شرح لکھی جاتی تاکہ ہر سطح کا ذہن رکھنے والا مسلمان اس کی معنویت کو سمجھ سکے تو بحمد اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ نے اس کی شرح لکھ کر بہت ہی مستحسن کام انجام دیا ہے آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی نعتوں کی شرح میں بہت ہی عرق ریزی کی ہے اور بہت کاوش سے حسن خوبی کے ساتھ شرح لکھی ہے۔ مشکل الفاظ کے پہلے معنی بیان کئے اور پھر اشعار کا مطلب اور اس کے بعد قرآن و احادیث وغیرہ سے ان اشعار میں جو مفہوم اور مطلب ذکر ہوا ہے اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے یا کہیں کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوا ہے تو واقعہ کو مفصل طور پر بحوالہ تحریر کیا ہے۔ اس سلسلے میں جو لکھا ہے وہ مدلل طریقے سے تحریر کیا ہے۔ آپ کی یہ شرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کلام بنام حدائق بخشش کی بڑی جامع شرح ہے اور جو لوگ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی لکھی ہوئی نعتوں کے سمجھنے کا ذوق رکھتے ہیں ان کے لئے بہت ہی مفید شرح ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت علامہ کی لکھی ہوئی شرح کو قبولیت عطا فرمائے اور عامۃ المسلمین بالعموم اور بالخصوص عوام اہل سنت کو اس سے کما حقہ مستفید ہونے اور اس سے بہرہ مند ہونے کی توفیق عنایت فرمائے اور مکتبہ وقار العلوم کراچی نے اس شرح کو زیور طباعت سے مرصع کر کے مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اس ادارہ کو ترقی عطا فرمائے اور آئندہ کے نیک عزائم و مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ **اللہم**

امین

عبدالعزیز حنفی غفرلہ

مفتی دارالعلوم امجدیہ

کراچی

نعت شریف ۶۰

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

حل لغات

پیش، آگے۔ مژدہ، خوشخبری، مبارک باد۔

شرح

حضور اکرم ﷺ قیامت میں گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کی خوشخبری سناتے جائیں گے خود تو گریہ فرمائیں گے لیکن ہم گنہگاروں کو ہنساتے جائیں گے۔

احادیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میدانِ محشر کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا جب لوگ قبور سے نکلیں گے تو میں ان میں اول ہوں گا جب اللہ کے حضور جائیں گے تو میں ان کی قیادت کر رہا ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ان کی نمائندگی کروں گا جب وہ ناامید ہوں گے تو میں شفاعت کروں گا اور جب وہ پریشان حال ہوں گے تو میں انہیں خوش کروں گا۔ کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اولادِ آدم میں سے میرا مقام اللہ کے ہاں سب سے بلند ہوگا۔

یطوف علی الف خادم کانہم لؤلؤ مکنون۔ (الترمذی)

چمکدار موتیوں سے بڑھ کر خوبصورت ہزار خادم ارد گرد ہوں گے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہر روز بارگاہِ نبوی میں ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام فرشتے حاضر ہو کر اپنے پُروں کو قبرانور کے ساتھ لگا کر زیارت و برکت حاصل کرتے ہوئے درود و سلام عرض کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ جب میدانِ محشر میں تشریف لائیں گے

خرج فی سبعین الفامن الملائکۃ یوقرونہ (ﷺ) (الذکرہ للقرطبی صفحہ ۳۱۴)

تو ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ہوں گے۔

امام احمد بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انى لقائم انتظر امتى تعبر عن الصراط اذ جاء نى عيسى عليه الصلوة والسلام فقال هذه الانبياء قد جاء تك يا محمد يسالون تدعوا الله ان يفرق بين جمع الامم الى حيث يشاء الله لعظم ما هم فيه فالخلق يلحمون فى العرق وفاما المؤمن فهو عليه كالزكمة وأما الكافر فتغشاه الموت قال يا عيسى انتظر حتى ارجع اليك فذهب نبي الله ﷺ فقام تحت العرش فلقي ما لم يلق ملك مصطفى ولا نبي مرسل. (الحديث)

میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا رہوں گا کہ صراط پر گزر جائے اتنے میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آ کر عرض کریں گے اے محمد یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق فرما دے کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں پسینہ لگام کی مانند ہو گیا ہے (حدیث میں فرمایا مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے گی) حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے اے عیسیٰ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں پھر حضور زیر عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کو ملا نہ کسی نبی مرسل نے پایا۔ مسند احمد صحیح مسلم میں انہیں سے مروی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اتى باب الجنة يوم القيمة فاستفتح فيقول الخازن من انت فاقول محمد فيقول بك امرت ان لا افتح لاحد قبلك

میں روز قیامت در جنت پر تشریف لا کر کھلو آؤں گا دار و نہ عرض کریگا کون ہے؟ میں فرماؤں گا محمد (ﷺ) عرض کرے گا مجھے حضور کے لئے ہی حکم تھا کہ آپ سے پہلے میں کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

انتباہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شفاعت کے بارے میں حدائق بخشش میں زیادہ اشعار لکھے ہیں۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ آپ کے دور میں وہابیت مختلف رنگ و روپ میں خطہ ہند میں قدم جما رہی تھی آپ نے جس طرح مردانہ وار مقابلہ فرمایا وہ آپ کا حصہ ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے دور سے زیادہ خطرناک ہے اس وقت ریال کا اتنا چرچہ نہ تھا لیکن آج تو ریال کی شاہی ہے کہ اس سے وہابیت کی گردن اور موٹی ہو گئی۔ اس سے ہی وہ ہر ملک میں اپنا سکہ بٹھانا چاہتی ہے اس لئے فقیر ہر ممکن جا بجا اپنے مسلک کے دلائل قائم کرتا چلا جا رہا ہے جس سے وہابیت خود بخود کمزور ہوتی چلی جائے گی۔ (انشاء اللہ)

انکار شفاعت

یاد رہے کہ انکارِ شفاعت ہی اکثر مسائل مختلف فیہا کی جڑ ہے اور وہابیت نجدیت کا زیادہ زور بھی شفاعت کے انکار پر ہے یہاں تک کہ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں صاف لکھ دیا کہ شفاعت کا عقیدہ اصلی شرک ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ

اہل سنت کے نزدیک عقیدہ شفاعت حق ہے کیونکہ قرآن پاک میں مجبوبانِ حق کی شفاعت کا اثبات ہے اور کفار کو شفاعت سے مایوس کیا گیا ہے اور ان کے اس اعتقاد کا ابطال کیا گیا ہے کہ بت بارگاہِ الہی میں شفیع ہیں کیونکہ شفاعت مقررین کی ہو سکتی ہے نہ کہ مغضوبین کی۔ یہی آیتیں جو بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہیں وہابیہ انہیں سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے اور ان آیات کے معانی میں تحریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم کافروں اور بتوں پر صادر فرمایا ہے وہ اس کے محبوبوں اور مقربوں پر لگاتے ہیں باوجودیکہ قرآن حکیم میں جا بجا بتوں اور کافروں کی شفاعت کے انکار کے ساتھ ساتھ مومنین و مجہدین کی شفاعت کا اثبات کیا گیا ہے اور مقبولانِ بارگاہ کا استثناء فرمایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر چند آیتیں حاضر ہیں

آیت نمبر ۱

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ میں ہے

والمعنى لا يشفع عنده احد الا بامرہ و ارادته ، و ذالك ان المشرکين زعموا ان الاصنام تشفع لهم

فأخبر أنه لا شفاعۃ لأحد عنده إلا ما استثناء بقوله (إلا بإذنه) يريد بذلك شفاعۃ النبي ﷺ و شفاعۃ

بعض الأنبياء والملائكة و شفاعۃ المؤمنين بعضهم لبعض

یعنی معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر اس کے امر و ارادہ سے یہ اس لئے فرمایا کہ مشرکین کا گمان

تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گے اس کا رد فرمایا اور خبر دی کہ اللہ کے حضور کوئی شفاعت نہیں سوائے اس کے جس کو اس

نے ”إلا بإذنه“ کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا اور اس سے نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور بعض انبیاء و ملائکہ کی شفاعت اور بعض

مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

اس آیت میں بتوں کافروں کی شفاعت کی نفی ہے مگر مقربانِ بارگاہ کا استثناء فرما کر ان کی شفاعت ثابت کر دی۔

آیت نمبر ۲

مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ۝ (پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۳)

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد

اس میں بھی بتوں کی شفاعت کی نفی اور مقربینِ مازونین کا استثناء ہے۔

آیت نمبر ۳

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝ (پارہ ۱۶، سورہ مریم، آیت ۸۷)

لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمن کے پاس قرار کر رکھا ہے۔

آیت نمبر ۴

يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ (پارہ ۱۶، سورہ طہ، آیت ۱۰۹)

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

فائدہ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

الشفاعة ثابتة على اجمع عليه اهل السنة لقوله تعالى ”يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ

وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا“ بمنع الخوارج وبعض المعتزلة مستدلين بقوله تعالى ”فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

الشَّافِعِينَ“ فانه مخصوص بالكافرين واما تخصيصهم احاديث الشفاعة بزيادة الدرجات في الجنة

فباطل لتصريح الادلة باخراج من دخل النار من المؤمنين منها. (شرح شفاء للملا علی قاری جلد ۱ صفحہ ۶۰)

شفاعت باجماع اہل السنۃ ثابت ہے قرآن میں فرمایا اور قیامت میں شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس کے لئے رحمت نے

اذن فرمایا اور اس سے راضی ہوا اور خوارج و معتزلہ کے انکار کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کا استدلال آیۃ ”فَمَا تَنْفَعُهُمْ

شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ“ سے درست نہیں کیونکہ یہ آیت کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کو شفاعت کرنے والوں

کو شفاعت سے نفع نہ ہوگا اور معتزلہ کا احادیث شفاعت کو شفاعت رفع درجات اہل جنت کے ساتھ خاص کرنا باطل ہے

کیونکہ دلائل کی صراحت سے ثابت ہے کہ مومنین کو جہنم سے بھی نکالیں گے۔

فائدہ

اس سے ظاہر ہو گیا کہ انکارِ شفاعت خوارج و معتزلہ کی گمراہی تھی وہابیہ نے ان کا اتباع کیا اور خارجی و معتزلی اپنی دلیل وہ آیت پیش کرتے تھے جو کفار کے ساتھ مخصوص ہے یہی روش وہابیہ نے اختیار کی اور اتنا اور اضافہ کیا کہ معتزلہ وغیرہ تو ایک طرح تو مانتے بھی تھے یہ کسی طرح نہیں مانتے اور وہ فقط وہ آیتیں شفاعت میں پیش کرتے تھے جو کافروں کی شان میں وارد ہیں یہ ان کے ساتھ ایسی آیتیں بھی پیش کرتے ہیں جو بتوں کے حق میں ہیں اور معاذ اللہ انبیاء و اولیاء کو اس کا مصداق ٹھہرا کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کرتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”فضل اللہ فی تفریق من دون اللہ“ و ”محبوب میں فرق“

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائینگے

شرح

حضور اکرم ﷺ کی گریہ و زاری سے حق تو یہ ہے دل نکل جائے کہ ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ مَحْبُوبٌ“ آنکھوں سے ہمارے جیسے پیاسوں کے لئے آنسو کے دریا بہا دیں گے۔

شفاعت ہی شفاعت

اس غزل میں سوائے آخری تین شعروں کے تمام اشعار میں شفاعت ہی شفاعت کا بیان ہے وہ چونکہ مزار سے اٹھنے سے لے کر جنت کے داخلے تک مختلف اطوار پر مشتمل ہے اسی لئے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر شعر میں نئے رنگ اور نئی طرز طریقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی لئے فقیر بھی تیمنا و تبرکاً احادیث مبارکہ لکھتا چلا آ رہا ہے۔

احادیث شفاعت

احمد، بخاری، مسلم، ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سيد الناس يوم القيمة وهل تدرون مما ذلک يجمع الله الاخيرين في صعيد واحد الحديث بطولہ
میں روزِ قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کرے گا۔ پھر یہ حدیث طویل شفاعت ارشاد ہوئی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور کے لئے ترید گوشت حاضر آیا حضور نے دست گوسفند کو ایک بار دندانِ اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا

انا سید الناس یوم القیمة
میں قیامت کے دن سردار جہانیاں ہوں
جب حضور ﷺ نے دیکھا کہ مکرر فرمانے پر بھی صحابہ کو وجہ نہیں پوچھتے فرمایا
الا تقولون کیفہ
پوچھتے ہیں نہیں کہ یہ کیونکر ہے۔

فائدہ

اجمالاً حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی مع ہذا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے چون و چرا کی کیا مجال لہذا وجہ نہ پوچھی مگر نہ جانا کہ حضور اکرم ﷺ اس وقت تفصیلاً اپنی سیادت کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ ارفع فی النفس ہو آخر جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے حضور نے خود متنبہ فرما کر سوال لیا اور جواب ارشاد کیا (ﷺ) صحابہ نے عرض کی

کیف ہو یا رسول اللہ
ہاں اے اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے

فرمایا

يقوم الناس لرب العلمین
رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے
پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

مسلم، ابوداؤد انہیں سے راوی ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سید ولد آدم یوم القیمة اول من ینشق عنه القبر اول شافع واول مشفع

میں قیامت کے روز تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔

احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سید ولد آدم یوم القیمة ولا فخر بیدی لواء الحمد ولا فخر و مامن نبی یومئذ آدم فمن سواہ

الا تحت لوائی . (الحديث)

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہو گا اور یہ براہ فخر نہیں

کہتا اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میری زیر لواء ہوں گے۔

دارمی، بیہقی، ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سيد الناس يوم القيمة ولا فخر وانا اول من يدخل الجنة ولا فخر

میں قیامت میں تمام لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ فخر بھی نہیں اور میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور یہ فخر بھی نہیں۔

**کشتگان گرمی محشر کو وہ جان مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے**

شرح

محشر کی گرمی کے ماروں کو وہ جان مسیح یعنی نبی پاک ﷺ آج کے دن بھری آہوں سے زندہ فرماتے جائیں گے یعنی سب کو شاد کام بنائیں گے۔

دامن کی ٹھنڈی ہوا کا منظر

حاکم و بیہقی کتاب الرویۃ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

**انا سيد الناس يوم القيمة ولا فخر ما من احد الا وهو تحت لوائى يوم القيمة ينتظر الفرج و ان
معى لواء الحمد انا امشى و يمشى الناس معى حتى اتى باب الجنة فاستفتح فيقال من هذا فاقول
مرحبا بمحمد فيقال فاذا رأيت ربى خربت له ساجدا انظر اليه**

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں ہر شخص قیامت میں میرے ہی نشان (جھنڈے) کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا اور میرے ساتھ ہی ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ میں جاؤں گا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ جنت پر تشریف لے جا کر کھلو اؤں گا پوچھا جائے گا کون ہے میں کہوں گا محمد۔ کہا جائے گا محمد کو ﷺ۔ پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا اس کی وجہ کریم کی طرف نظر کرتا۔

ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں

ارسلت الى الجن والانس والى كل احمر واحمر واسود واحلت لى الغنائم دون الانبياء وجعلت

لی الارض کلها طهورا ومسجد اونصرت بالرعب امامی شهر او اعطیت خواتیم سورة البقرة
وكانت من كنوز العرش وخصصت بهادون الانبياء واعطيت المثنى مكان التوراة والمئين مكان
الانجيل والحواميم مكان الزبور وفضلت بالمفصل وانا سيد ولد آدم فى الدنيا والاخرة ولا فخر
وانا اول من تنشق الارض عنى وعن امتى ولا فخر وبيدى لواء الحمد يوم القيمة وجميع الانبياء
تحتة ولا فخر والى مفاتيح الجنة يوم القيمة ولا فخر وبنى تفتح الشفاعة ولا فخر وانا سابق الخلق
الى الجنة ولا فخر وانا سابق الخلق الى الجنة ولا فخر وانا اما مهم وامتى بالاثر.

میں جن والنس اور ہر سرخ و سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لئے تمام غنیمتیں حلال کی گئیں
اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی
اور مجھے ”سورة بقرہ“ کی پچھلی آیتیں کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں۔ یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا اور
مجھے ”تورایت“ کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں اور ”انجیل“ کی جگہ سو سو آیت والیاں اور
”زبور“ کے عوض ”حم“ کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفصیل دی گئی کہ ”سورة حجرات“ سے آخر قرآن تک ہے اور میں
دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر
نہیں اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں ”لواء الحمد“ ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے اور کچھ فخر نہیں اور مجھ سے شفاعت
کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

اللهم اجعلنى منهم وفيهم ومعهم بجاهه عندك (امين)

فقیر کہتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ اس نفیس حدیث کو حفظ کر لے تاکہ اپنے آقا کے فضائل و خصائص پر مطلع
رہے ﷺ

گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

دل لغات

گل کھلنا، کلی پھولنا، کسی انوکھی بات کا ظاہر ہونا، بھید کھلنا، شور مچنا، دھوم پڑنا، آفت آنا، بہتان لگنا، حشر برپا ہونا،
طوفان اٹھنا۔ نسیم، نرم اور بھینی بھینی ہوا۔ مسکرانا، ہونٹوں پہ ہنسنا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی تسنیم فیض سے آج بھید کھلے گا کہ خود بخوبی گریہ فرماتے آئیں گے لیکن ہم خوشیوں سے لبریز ہوں گے کہ ہمارے لئے راحت و آرام کے اسباب بن جائیں گے۔

احادیث مبارکہ

احمد، بزار، ابویعلیٰ اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب افضل الاولیاء والین والآخرین سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں راوی ہیں لوگ آدم و نوح و خلیل و کلیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے پاس حاضر ہوں گے۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

لیس ذاکم عندی ولكن انطلقوا الی سید ولد آدم

تمہارا یہ کام مجھ نہ نکلے گا مگر اس کے پاس حاضر ہو جاؤ جو تمام بنی آدم کا سردار ہے۔

لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے حضور والا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنے رب کے پاس اذن لینے بھیجیں گے رب تعالیٰ اذن دے گا حضور حاضر ہو کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے رب تعالیٰ فرمائے گا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسموع ہوگی اور شفاعت کرو کہ قبول ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ سر اٹھائیں گے تو رب عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے پھر فوراً سجدے میں گریں گے ایک ہفتہ اور ساجد رہیں گے رب تعالیٰ پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا حضور ﷺ سر مبارک اٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے۔ جبریل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور اپنے رب کریم سے عرض کریں گے

یا رب جعلتني سيد ولد آدم ولا فخر

اے رب میرے نے مجھے سردار بنی آدم کیا اور کچھ فخر نہیں۔ (الی اخر الحدیث)
حاکم و بیہقی

صححه الحاكم قاله ابن حجر المکی فی افصلا لقری و اقره علیه وفي الحديث قصة قلت واما انا فانما اور دتہ فی المتابعات

فضائل صحابہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

”انا سيد العلمين“ میں تمام عالم کا سردار ہوں

میں اللہ کا حبیب ہوں

دارمی، ترمذی، ابو نعیم بہ سند حسن

تحسينه هو الذي حققه السراج البلقيني في فتاوى كما اثر عنه في افضل القرى وان خالف فيه ابو

عيسى رحمة الله تعالى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں در اقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور کے انتظار میں باتیں کر رہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے انہیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا دوسرا ابولا حضرت موسیٰ سے بلا واسطہ کلام فرمایا تیسرے نے کہا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں چوتھے نے کہا آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ جب وہ سب کہہ چکے حضور اکرم ﷺ قریب آئے اور ارشاد فرمایا میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں

الا وانا حبيب الله ولا فخر وانا حامل لواء الحمد يوم القيمة تحته آدم فمن دونه ولا فخر وانا اول

شافع واول مشفع يوم القيمة ولا فخر وانا اول من يحرك حلق الجنة فيفتح الله فيدخلنيها ومعى

فقراء المؤمنين ولا فخر وانا اكرم الاولين والاخرين على الله ولا فخر

سن لو اور میں اللہ کا پیار حبیب ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میں روز قیامت ”لواء الحمد“ اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں اور میں پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعت ہوں اور کچھ افتخار نہیں اور سب سے پہلے میں دروازہ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے دروازہ کھول کر مجھے اندر لے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا اور میں سب اگلوں پچھلوں سے اللہ کے حضور زیادہ عزت والا ہوں اور یہ بڑائی کے طور پر نہیں فرماتا۔

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

حل لغات

حسرت، افسوس، آرزو، ارمان، شوق۔

شرح

ہاں اے شوق والو چلو محشر میدان میں اس لئے کہ آج وہ دن آگیا جس کے متعلق سنتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ جلوہ دکھائیں گے

روئے محشر ہے ان کی زیارت کا دن ایسے یومِ سعادت پہ لاکھوں سلام

حدیث شریف

دارمی، ترمذی (ہو عند الترمذی مختصراً) بافاۃ تحسین اور ابو یعلیٰ و ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدہم اذا وفدوا وانا خطیبہم اذا انصتروا وانا مستشفیعہم اذا حبسوا وانا مبشرہم اذا يسوا الكرامة والمفاتيح يومئذ بیدی والواء الحمد يومئذ بیدی انا اکرم ولد آدم علی ربی طیوف علی الف خادم کانہم بیض مکنون ولؤلؤ منشور

میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود رہ جائیں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا جب عرصہ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انہیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزانہ رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

فائدہ

ظاہر حدیث یہ ہے کہ یہ خادم حضور کے گرد و پیش عرصاتِ محشر میں ہوں گے اور وہاں دوسرے کے لئے خدام ہونا معلوم نہیں۔

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
امروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

دل لغات

عید، مسلمانوں کے جشن کا روز، خوشی، تہوار، نہایت خوشی۔ پیوستہ، ملا ہوا، یک جان۔

شرح

یومِ محشر عاشقوں کی عید کا دن ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا آج حضور اکرم ﷺ ابرو پیوستہ کی طرح ہمارے ساتھ مل کر میدان طے کریں گے اور ہم زیارت سے سرشار ہوں گے اس سے ہمیں میدان کی تمام نعمتیں و مشقتیں بھول جائیں گی زیارت کی وجہ سے تازہ بہار ہوں گے۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا اکثر الانبياء تبعاً يوم القيمة وانا اول من يقرع باب الجنة

روزِ قیامت میں سب انبیاء سے کثرتِ امت میں زائد ہوں گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھاؤں گا
مسلم کی دوسری حدیث یوں ہے

انا اول الناس يشفع في الجنة واكثر الانبياء تبعاً

میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں اور میرے پیرو سب انبیاء کی امتوں سے افزوں
ابن النجار نے ان لفظوں سے روایت کی

انا اول من يدق باب الجنة فلم تسمع الاذان احسن من طنين الحلق على تلك المصاريح

میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کوٹوں گا زنجیروں کی جھکاکر جو ان کوڑوں پر ہوگی اس سے بہتر آواز کسی کان نے نہیں سنی ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

ان لكل نبي يوم القيمة منبرا من نور واني لعلی اطولها وانورها فيجى مناد فينادى أين النبی الأمی

قال فيقول الأنبياء كلنا نبی أمی فالی أینا أرسل فيرجع الثانية فيقول أين النبی الأمی العربی قال

فينزل محمد حتى يأتي باب الجنة فيقرعه (وساق الحديث الى ان قال) فيفتح له فيدخل فيتجلى له الرب

ولا يتجلى لنبي قبله فيخبر الله ساجدا. الحديث (صحیح ابن حبان)

قیامت میں ہر نبی کے لئے ایک منبر نور کا ہوگا اور میں سب سے زیادہ بلند و نورانی منبر پر ہوں گا۔ منادی آکر ندا کرے گا
کہاں نبی امی ﷺ! انبیاء کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں کسے یاد فرمایا ہے؟ منادی واپس جائے گا دوبارہ آکر یوں ندا

کرے گا کہاں ہیں نبی امی عربی ﷺ! اب حضور اکرم ﷺ اپنے منبر اطہر سے اتر کر جنت میں تشریف لے جائیں گے۔
دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے رب عز وجل ان کے لئے تجلی فرمائے گا اور ان سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا۔ حضور اپنے
رب کے لئے سجدہ میں گریں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

يَضْرِبُ الصَّرَاطَ بَيْنَ ظَهْرَانِي جَهَنَّمَ فَكُونَ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرِّسْلِ بَامْتِهِ

جب پشت جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ و حضرت ابو ہریرہ اور تصانیف طبرانی وابن ابی حاتم وابن مردویہ میں عقبہ بن عامر

رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

يَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا أَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ وَهَلْ

أَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيئَةً أَبَيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ أَذْهَبُوا إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ قَالَ

فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ أَعْمَدُوا إِلَى مُوسَى الَّذِي كَلِمَهُ

تَكْلِيمًا قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ أَذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةَ اللَّهِ وَرُوحَهُ فَيَقُولُ

عِيسَى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا ﷺ فَيَقُولُ لِي هَذَا الْحَدِيثُ هَذَا حَدِيثُ مُسْلِمٍ وَمَعْنَى

الْبَاقِينَ إِذَا جُمِعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَقَضِيَ بَيْنَهُمْ وَفَرَّغَ مِنَ الْقَضَاءِ يَقُولُ الْمُؤْمِنُونَ قَدْ قَضَى

بَيْنَنَا رَبَّنَا وَفَرَّغَ مِنَ الْقَضَاءِ يَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَقُولُونَ آدَمُ خَلَقَهُ اللَّهُ بِيَدِهِ وَكَلِمَهُ فَيَأْتُونَهُ فَيَأْتُونَهُ

فَيَقُولُونَ قَدْ قَضَى رَبَّنَا وَفَرَّغَ مِنَ الْقَضَاءِ قُمْ أَنْتَ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَقُولُ أَتَوْرَاحُ لِقَاسِ الْحَدِيثِ إِلَى أَنْ

قَالَ) فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ ادْتَكُمُ عَلَى الْعَرَبِيِّ الْأَمِيِّ فَيَأْتُونِي فَيَاذَنَ اللَّهُ لِي أَنْ أَقُومَ إِلَيْهِ فَيُثَرِّمُ مِنْ

أَطِيبَ رِيحٍ مَا شَمَهَا أَحَدٌ قَطًّا حَتَّى أَتَى رَبِّي فَيُشْفَعُنِي وَيَجْعَلُ لِي نُورًا مِنْ شَعْرِ رَأْسِي إِلَى ظَفَرِ قَدَمِي

إِعْنِي جَبَّ مُسْلِمَانِوْنَ كَا حَسَابِ كِتَابِ اور ان کا فیصلہ ہو چکے گا جنت ان سے نزدیک جائے گی۔ مسلمان آدم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ ہمارا حساب ہو چکا آپ حق سبحانہ سے عرض کر کے ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوا

دیتے آدَم علیہ الصلوٰۃ والسلام عذر کریں گے اور فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم نوح کے پاس جاؤ وہ بھی انکار کر کے

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تم عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ کے پاس

جاؤ وہ فرمائیں گے میں اس کام نہیں مگر میں تمہیں عرب والے نبی امی کی راہ بتاتا ہوں۔ لوگ میری خدمت میں حاضر آئیں گے اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا میرے کھڑے ہوتے ہی وہ خوشبو مہکے گی جو آج تک کسی دماغ نے نہ سونگھی ہوگی یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پاس حاضر ہوں گا وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخنوں تک نور کر دے گا۔

طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن اور دارقطنی وابن النجار امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

الجنة حرمت علی الانبیاء حتی ادخلها و حرمت علی الامم حتی تدخلها امتی

جنت پیغمبر پر حرام ہے جب تک میں اس میں نہ داخل ہوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت نہ داخل ہو۔ اسی طرح طبرانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

اسحق بن راہویہ اپنی مسند اور ابن ابی شیبہ **”مصنف“** میں امام محمول تابعی سے راوی ہیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا۔ اس سے فرمایا قسم اس کی جس نے محمد ﷺ کو تمام انسانوں پر فضیلت بخشی میں تجھے نہ چھوڑوں گا یہودی نے قسم کھا کر حضور کرا فضیلت مطلقہ کا انکار کیا۔ امیر المومنین نے اسے طمانچہ مارا یہودی بارگاہ رسالت میں ناشی آیا حضور اکرم ﷺ نے امیر المومنین کو تو حکم دیا تم نے اسے تھپڑ مارا ہے راضی کر لو اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا

بل یا یہودی آدم صفی اللہ و ابراہیم خلیل اللہ و موسیٰ نجی اللہ و عیسیٰ روح اللہ و انا حبیب اللہ

بل یا یہودی تسمی اللہ باسمین سمی بہما امتی هو السلام وسمی بہا امتی المسلمین و هو

المؤمن وسمی بہا امتی المومنین بل یا یہودی ان الجنة محرمة علی الانبیاء حتی ادخلها وھی

محرمة علی الامم حتی تدخلها امتی

بلکہ او یہودی آدم صفی اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نجی اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں بلکہ او یہودی اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ تعالیٰ سلام ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا بلکہ او یہودی بہشت سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں اس میں تشریف لے جاؤں اور سب امتوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میری امت داخل ہو۔

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنی صدقے میں لٹاتے جائیں گے

شرح

اے فقیر و مفلسو کچھ تمہیں معلوم ہوا یا نہیں آج وہ دن ہے جس میں رسول اللہ ﷺ جنت کی نعمتیں تقسیم فرمائیں گے کیونکہ آپ قاسم رزق اور مالک ملک اللہ باذن اللہ ہیں اس کے لئے دلائل دینے کی ضرورت نہیں اسی لئے اسی شرح حدائق بخشش میں فقیر متعدد مقامات پر آپ کے اختیارِ کلی کے دلائل قائم کئے ہیں۔

اس شعر میں گویا احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ میدانِ حشر میں کھڑے ہیں اور اپنے دوستوں کو یاد دلا رہے ہیں کہ اے فقیر و مفلسو آج وہی دن (حشر) تو ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں غریبوں مسکینوں پر لٹائیں گے ذرہ جھولیاں کھولو اور اپنی خالی جھولیاں خوب بھر لو کہ بحرِ کرم جوش پر ہے۔

احادیث مبارکہ

امام احمد و ابن ماجہ (ہو عند ابن ماجہ مختصراً) و ابوداؤد و طیالسی و ابویعلیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انه لم یکن نبی الا له دعوة تنجزها فی الدنيا وانی اختبات دعوتی شفاعۃ لامتی وانا سید ولد آدم یوم القيامة ولا فخر وانا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر ویدی لواء الحمد ولا فخر آدم فمن دونه تحت لوائی ولا فخر (ثم ساق حدیث الشفاعۃ الی ان قال) فاذا اراد الله عز وجل ان یصدع بین خلقه نادى مناد ابن احمد وامته فنحن الآخرون الأولون فنحن آخر الأمم وأول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا فنمضی غرا محجلین من اثر الطهور وتقول الامم کادت هذه الامة ان تكون

انبیاء کلها

ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کرچکا اور میں نے اپنی دعا روزِ قیامت کے لئے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے۔ میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقدِ اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر نہیں منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواءِ الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں۔ آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیرِ نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں

احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں۔ ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر و ضو سے رخشندہ رُخ تابندہ اعضاء۔ سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری کی انبیاء ہو جائے

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد و گرنہ من همان خاکم کہ ہستم

اس کے پُر تو جمال نے مجھ پر اثر کیا ہے ورنہ میں تو خاک ہوں جو سب کو معلوم ہے۔
مالک، بخاری مسلم، ترمذی، نسائی، جہیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا الحاشر الذی يحشر الناس على قدمی

میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔
یعنی روزِ محشر حضور اکرم ﷺ آگے ہوں گے اور تمام اولین و آخرین حضور کے پیچھے۔

خاک افتادو بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدے میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

حل لغات

خاک افتادہ، عاجز اور ذلیل و خوار۔

شرح

اے عاجز کیوں پریشان ہو ذرا صبر کرو بس حضور اکرم ﷺ کی تشریف لانے کی دیر ہے پھر دیکھنا کہ تمہارے غم ٹل جائیں گے اس لئے کہ آپ تشریف لاتے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اذنِ اجازت بخشے گا تو ہم سب عاجزوں کو اسی قیامت کی ذلت و خواری سے بچا کر جنت میں لے جائیں گے۔

اسی مشہور طویل حدیث شفاعت کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت میں شفاعت کے لئے انبیاء مرسلین و ملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم سب سر بگربیاں وہ ساجد و قائم، سب محلِ خوف ہیں وہ امن و ناعم، سب اپنی فکر میں انہیں فکرِ عوالم، سب زیرِ حکومت وہ مالک و حاکم۔ بارگاہِ الہی سجدہ کریں گے ان کا رب انہیں فرمائے گا

یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تعطہ و اشفع تشفع

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت

مقبول ہے۔

اس وقت اولین و آخرین میں حضور کی حمد و ثنا کا غلغلہ پڑ جائے گا اور دوست دشمن، موافق مخالف ہر شخص حضور کی افضلیت کبریٰ و سیادت عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔ (والحمد للہ رب العلمین)

مقام تو محمود و نامت محمد بدیساں و نامی کہ دارد

آپ کا مقام محمود اور آپ کا اسم گرامی محمد ﷺ۔ ایسا بلند مقام اور ایسا ٹیٹھا نام سوائے آپ کے اور کس کا ہے۔

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

حل لغات

وسعتیں، وسعت کی جمع، چوڑائی، گنجائش۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کے دامن مبارک کو خوب وسعتیں بخشی ہیں کہ اگر ہمارے جرم کھلیں بھی تو آپ اپنے دامن مبارک میں چھپالیں گے۔

میدان حشر کا جس طرح منظر احادیث مبارکہ میں ہے فقیر نے بھی اسی شرح حدائق میں مفصل بیان کیا ہے اور اپنی تصنیف منظر شفاعت میں تو مفصل سے مفصل تر عرض کیا ہے۔ ایسے حال میں اس کریم ﷺ کا یہ حال ہوگا کہ امت کو گرم ہوا تک لگنے نہ دیں گے بلکہ اپنے قریب تر مقام محمود کے سامنے اونچے ٹیلوں پر جگہ دلوائیں گے یہ دامن محبوب ﷺ وسعت نہیں تو اور کیا ہے۔

احادیث ملاحظہ ہوں

صحیح بخاری شریف صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

نحن الاخرون السابقون يوم القيمة. (بخاری)

امام مسلم کی روایت اس سے یوں زائد ہے کہ

ونحن اول من يدخل الجنة

ہم (زمانے میں) پچھلے اور قیامت کے دن (بفضل میں) اگلے ہیں اور ہم سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے۔

اسی میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ امم سابقہ کی نسبت فرماتے ہیں

ہم تبع لنا يوم القيمة نحن الاخرون من اهل الدنيا ولا ولون يوم القيمة المقضى لهم قبل الخلائق
وہ قیامت میں ہمارے توابع ہوں گے ہم دنیا میں پیچھے آئے اور قیامت میں پیشی رکھیں گے تمام جہان سے پہلے ہمارے
ہی لئے اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا۔

دارمی عمرو بن قیس ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

ان الله تعالى ادرک بی الاجل المرحوم واختصر لی اختصارا فنحن الاخرون ونحن السابقون يوم
القيمة وانی قائل قولاً غیر فخر ابراهيم خليل الله وموسى صفي الله وانا حبيب الله ومعى لواء
الحمد يوم القيمة. الحديث

جب رحمت خاص کا زمانہ آیا اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے لئے کمال اختصار کیا ہم ظہور میں پچھلے اور روز قیامت
رتبے میں اگلے ہیں اور میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر و ناز کو دخل نہیں۔ ابراہیم اللہ کے خلیل اور موسیٰ اللہ کے صفی
اور میں اللہ کا حبیب اور میرے ساتھ روز قیامت لواء الحمد ہوگا۔

فائدہ

اس کی شرح میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ ”قوله صلى الله تعالى عليه وسلم

اختصر لي اختصارا“ فرماتے ہیں یعنی مجھے اختصار کا کام بخشا کہ لفظ ہوں اور معنی کثیر یا میرے لئے زمانہ مختصر کیا
کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔

فائدہ

میرے لئے امت کی عمریں کم کیں کہ مکار دنیا سے جلد خلاصی پائیں، گناہ کم ہوں نعمت باقی تک جلد پہنچی یا کہ
میرے غلاموں کے لئے پل صراط کی راہ کہ پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے یا
جیسے بجلی کو ند گئی۔ ”كما في الصحيحين من ابى سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه“ یا یہ کہ قیامت کا دن کہ
پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لئے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے ”كما
في حديث احمد وابى يعلى وابن جرير وابن عدی والبيهقي عنه رضي الله تعالى عنه“ یا یہ
کہ علوم و معارف جو ہزار ہا سال کی محنت و ریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں میری چند روزہ خدمت گاری میں میرے اصحاب

پر منکشف فرمادیئے یا یہ کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہو لیا یا یہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے محدود درقوں میں تمام اشیائے گذشتہ و آئندہ کا روشن مفصل بیان جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں اس سے زیادہ اور کیا اختصار متصور ہوگا کہ شرق و غرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرما دیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والے ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں

کامنا انظر الی کافی هذه جیسا اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں

”کما فی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عند الطبرانی وغیرہ“ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا۔

”کما فی حدیث الاجراء فی الصحیحین قال ذالک فضلی اتیہ من اشاء“

یا اگلی امتوں پر جو اعمال شاقہ طویلہ تھے ان سے اٹھائے پچاس نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب ثواب میں پوری پچاس۔

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمن عسیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

حل لغات

لو (اردو) اس کے کئی معانی ہیں، خطاب، لوا دھر دیکھو یہاں یہی معنی ہے، تعجب لو کیا سے کیا ہو گیا، استفسار، لو بچ کہو کہ تو نے اسے کیا کہا، تنبیہ لو اس کا نتیجہ دیکھ لیا، تزمین کلام لو آؤ خدا کو مانو۔ خرمن کھلیان، اناج کا ڈھیر۔

شرح

اے مجرمو وہ دیکھو ہمارے غمگسار نبی تشریف لائے ہیں اب ہم اگرچہ کتنے ہی جرائم کے قیدی ہیں لیکن ہمارے ہاں مسکراتے تشریف لارہے ہیں اور تشریف لاتے ہی ہمارے گناہوں کی کھلیان پر بجلی گرا کر انہیں نیست و نابود فرمائیں گے۔

فائدہ

اس میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے شفاعت کبریٰ کے بعد کا ذکر فرمایا ہے جو خالص اہل ایمان کے لئے ہوگی۔ دوسرے مصرعہ میں خرمن عسیاں پر بجلی گرانے سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

احادیث صحیحہ میں طالبین شفاعت کے لئے صریح لفظ ”مومنون“ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ”یجمع

المومنون الخ“ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۰۸) میں ہے ”یحبس المومنون الخ“

سوال

اسی بخاری شریف میں طالبین شفاعت میں لفظ ”الناس“ عام کا تخصّص ہے جیسا کہ علم اصول میں ہے۔

جواب

فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۱۹۶ پارہ ۲۷ میں قاعدہ لکھا ہے کہ تفصیل و تصریح اور اجمال ابہام کا بیان ہوئی ہے

چنانچہ ان کی عبارت ملاحظہ ہو

بان هذا الذى وصف من كلام اهل الموقف كله يقع عند نصب الصراط بعد تساقط

الكفار فى النار

اہل موقف کی یہ گفتگو کفار کے جہنم میں گر چکنے کے بعد صراط کے نصب کے وقت واقع ہوگی

لطیفہ

شفاعت کی طلب کفار کو سرے سے ہوگی ہی نہیں اور یہ طلب بھی اہل ایمان کو نصیب ہے۔

یاد رہے کہ آج دنیا میں جسے شفاعت کا انکار ہے وہ بھی کفار کے زمرہ کے میں شامل ہو کر جہنم رسید ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے

عن انس رضى الله تعالى عنه قال من كذب بالشفاعة فلا نصب لله باری صفحہ ۱۹۰، جلد ۲۷ قال

(اخرج سعيد بن منصور و بسند صحيح)

جو شفاعت کو جھٹلاتا ہے شفاعت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

وہابی دیوبندی جواب دیں

تقویۃ الایمان مصنفہ شاہ اسماعیل دہلوی میں متعدد مقامات پہ شفاعت کا صاف انکار مذکور ہے مثلاً حضور اکرم

ﷺ کے لئے لکھتا ہے میں آپ ہی ڈرتا ہوں دوسروں کو کیا بچا سکوں گا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۳)

اللہ تعالیٰ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن

سکتا۔

اسی طرح کی متعدد عبارات تقویۃ الایمان میں موجود ہے۔ ہمارا سوال ہے کہ تقویۃ الایمان کی عبارات مذکورہ تمہارے نزدیک اور مبنی بر صواب ہیں تو تم بھی منکرین شفاعت کے زمرے میں ہو اگر یہ عبارات مبنی بر خطاء ہیں تو صاف اقرار کرو۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

آنکھ کھولو غمزدہ دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوح دل سے نقشِ غم کو اب مٹاتے جائیں گے

دل لغات

آنکھ کھولنا، جاگنا، ہوشیار ہونا، ہوش سنبھالنا۔ گریاں، روتا ہوا۔ لوح، لکھنے کی تختی، پتھر کی چوڑی، سل۔ نقش،

چھاپ، مہر۔

شرح

اے مجرمو ہوش میں آؤ وہ دیکھو تمہارا آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ گریہ فرماتے ہوئے تشریف لائے ہیں اب تمہارے دلوں پر گناہ کی چھاپ مٹا کر رکھ دیں گے۔

اہل سنت کو مبارک

یہ مژدہ شفاعت بھی حضور اکرم ﷺ ان خوش قسمت لوگوں کے لئے سنائیں گے جو دنیا میں آپ کی شفاعت اور وسیلہ کے قائل ہوں گے منکرین شفاعت اور منکرین وسیلہ رسول ﷺ کو محرومی ہی ہوگی (ان شاء اللہ) شفاعت کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے شارح بخاری امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری صفحہ ۹۹ پارہ ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ

وفیه ان الناس یوم القیمۃ یتصحبون جاء ہم فی الدنیا من التوسل الی اللہ فی حوائجہم بانبیائہم

والباعث علی ذلک الالہام

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت میں لوگ اس حال میں ہوں گے کہ جو دنیا میں تھا کہ اپنی حاجات میں انبیاء علیہم السلام سے تسل کرتے تھے اور طلب شفاعت کا باعث الہام ہوگا۔

فائدہ

فیصلہ ہی ہو گیا کہ الحمد للہ اہل سنت ہی آج اپنے نبی کریم ﷺ کے وسیلہ کے قائل ہیں اور اپنی حوائج میں آپ ہی کو

یا دکر تے ہیں اور منکرین خود ہی شفاعت سے بے نصیب ہو گئے وہ وسیلہ رسول ﷺ کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ نجدی وہابی اور ہندی وہابی بر ملا وسیلہ کو شرک کہتے ہیں ابتداء دیوبندی وہابی شرماتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ بھی ان کے ساتھی ہیں۔

غمزدوں کو مژدہ

یہ جملہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد گرامی کی ترجمانی میں فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

انی لقائم انتظر امتی تعیر الصراط اذ جاء عیسیٰ فقال یا محمد هذه الانبیاء قد جاء تک یسئلونک

دعوا اللہ ان یفرق جمیع الامم الی حیث شاء لغم ماہم فیہ۔ (فتح الباری صفحہ ۹۰۶ پارہ ۲۷)

میں منتظر کھڑا ہوں گا کہ میری امت پلصراط پر گزرے اُس وقت عیسیٰ علیہ السلام حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی امت میں حاضر ہوئے ہیں درخواست کرتے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ تمام امتوں کو جہاں چاہے متفرق کر دے تاکہ جس غم میں ہیں اس سے نجات ملے۔

سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آئے ہیں
آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

دل لغات

سوختہ، جلا ہوا، جھلسا ہوا، اندوہگین، یعنی دل سوختہ، دل جلا عاشق، بجھانا، ٹھنڈا کرنا، دھیمہ کرنا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ اب ایسی پر جوش رحمت سے تشریف لائے ہیں کہ آبِ کوثر سے دل جلوں کے جو دل جل گئے تھے اب ان کی ساری آگ کو بجھا دیں گے۔

الکوثر جنت کی وہ نہر ہے جس کی تعریف و توصیف خود محبوب کریم ﷺ نے اپنی زبانِ اقدس سے فرمائی اس کے کنارے موتیوں سے بنے ہوئے ہیں اس کی تہ خالص کستوری سے ہے، پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس پر ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی مانند ہیں جو ان پرندوں کا گوشت کھا لے گا اور اس نہر کا پانی پی لے گا وہ پھر کبھی بھوک اور پیاس محسوس نہیں کرے گا اس کے بعد اس کا پینا محض تلذذ کے طور پر ہوگا نہ کہ بھوک اور پیاس دور کرنے کے لئے۔

دنیا کی نہر اور جنت کی دوسری تمام نہروں کو لفظ نہر سے ہی تعبیر کیا گیا ہے تو اس قاعدہ اور اطلاق واستعمال کی رو سے اسے بھی لفظ نہر سے ہی تعبیر کیا جانا چاہیے تھا لیکن اسے کوثر کہہ کر واضح فرما دیا کہ دنیا و آخرت کی کسی نہر کو اس نہر سے نسبت نہیں ہے جو میں نے اپنے محبوب کو عطا کی ہے۔ اس نہر کا پانی سب سے زیادہ اس میں منافع اور فوائد سب سے زیادہ اس سے سیراب ہونے والے سب سے زیادہ جنت کی تمام انہار کا منبع اور سرچشمہ بھی یہی ہے وہ سب نہر کہلانے میں، جاری رہنے میں، پیاسوں کو سیراب کرنے میں اس کی طرف محتاج ہیں۔ تمام انبیاء کرام اور ائمہ سابقہ جن نہروں سے اپنی پیاس اور تشنگی دور کریں گے وہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس نہر سے جاری ہوں گی لہذا یہ نہر نہر نہیں بلکہ کوثر ہے اس لئے فرمایا

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱)

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

اسی کوثر سے ایک حوض نکالا جائے گا یہ حوض ہے جو میدانِ محشر میں ہوگا اور گرمی محشر سے گھبرائے ہوئے امتیوں کو حساب و میزان کی ہولناکیوں سے پریشان غلاموں کو اس حوض پر ساقی مئے وحدت کے دستِ اقدس سے ایک جام ملے گا تو ساری تلخی اور گھبراہٹ کافور ہو جائے گی، دل کو آرام و سکون نصیب ہوگا اور پھر کبھی پیاس نہ ستائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ان موعدکم الحوض وانی لا نظر الیہ وانا فی مقامی هذا

میری اور تمہاری ملاقات کا مقام موعود و حوض کوثر ہے اور میں اب اپنے اس مقام پر کھڑا ہونے کے باوجود اس حوض کو دیکھ رہا ہوں۔

ولا یتہ اکثر من نجوم السماء

اس حوض پر جو برتن رکھے ہوئے ہیں وہ آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں

روایہ سواء

اس کے کنارے برابر اور مربع شکل کے ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ لذیذ و شیریں ہے۔

آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صرصر جوش بلا سے جھلملاتے جائیں گے

حل لغات

آفتاب، سورج۔ چراغ، دیا، گیس، لالٹین۔ صرصر، آندھی، تیز ہوا۔ جھلملانا، چراغ یا ستارے کا کم کم چمکنا۔

شرح

قیامت کے میدان میں حضور اکرم ﷺ کا سورج ہی چمک رہا ہوگا جب کہ دوسروں کے چراغ جوش بلا کی آندھی سے ٹٹماتے جائیں گے۔

جیسا کہ حدیث شفاعت میں تفصیل گزری ہے کہ خلق خدا میدانِ حشر میں جب تمام انبیاء علیہم السلام سے مایوس ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوکھٹ پر جب فرسائی کرے گا اور تکمیلِ مدعا و مراد کے لئے عرض پرداز ہوگا لیکن کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے اعزاز اور مقامِ امتیاز کا مالک مجسمہٴ عجز نظر آئے گا اور بے بسی کا پیکر بن کر کسی اور کریم کی بارگاہِ بے کس پناہ پر حاضری کا مشورہ دیں گے اور فرمائیں گے کہ تم محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دو وہاں جا کر اپنے دامنِ امید کو پھیلاؤ صرف وہی ذات اقدس ہیں جنہیں مغفرت و بخشش کی بشارت دنیا ہی میں دے دی گئی ہے۔ آج انہیں اپنی ذات کے لئے کوئی خوف و خطر نہیں اور نہ اپنے انجام کا کوئی ڈر ہے اگر تمہارے لئے پناہ گاہ بن سکتی ہے تو اسی کریم کی بارگاہ اگر تمہارا ملجا و ماویٰ بن سکتا ہے تو وہی بیکس پناہ اگر تمہارا دامنِ تمنا و مقصود و مراد سے بہرہ ور ہو سکتا ہے تو صرف انہی کے دربارِ گوہر بار پر آج بارگاہِ رب جبار و قہار میں صرف وہی زبانِ شفاعت کھول سکتے ہیں، بابِ شفاعت کی کلید صرف انہی کے دستِ کریم میں ہے اور بیقراروں کے لئے آرامِ جان صرف انہی کی کلامِ راحت نشان ہے۔

جب سب اہل محشر اس کریم کے درِ اقدس پر اپنی زبوں حالی اور کسمپرسی کی داستانِ غم اور حکایتِ رنج و الم زبانِ بے زبانی سے عرض کریں گے تو محبوبِ خدا، محمودِ خدا، امامِ الانبیاء، فخرِ الاولین والآخرین ﷺ فرمائیں گے ”انا لھا“ شفاعت کے لئے تو میں ہی تھا یہ تو حصہ ہی میرا تھا تم کہا بھٹکتے رہے ہو؟ اور کہاں ٹھوکریں کھاتے پھرے ہو وہ مجرموں اور عاصیوں کا سہارا بن کر ان کے لئے پیغامِ امن و راحت بن کر بارگاہِ رب العالمین میں سجدہ ریز ہو کر حمد و ثناء کے پھول، تسبیح و تہلیل، تکبیر و تہمید کے جواہر بارگاہِ کبریا میں پیش کریں گے عجز و نیاز کا پیکر بن کر اللہ تعالیٰ سے اہل محشر کے لئے شفاعت کے طلبگار ہوں گے۔

آفتابِ مدینہ علیہ وسلم

سیدنا محی الدین ابن العربی قدس سرہ فتوحاتِ مکیہ شریف میں لکھتے ہیں کہ مقامِ محمود قیامت میں مرکزی مقام ہے بلکہ تمام اسماءِ الہیہ کی نظارہ گاہ ہے اور وہ صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ سے خاص ہے اور بابِ شفاعت سے کھلے گا

اے ذاتِ تو در دو کون مقصود وجود نام تو محمد و مقامت محمود

اے محبوب ﷺ آپ دونوں جہانوں اور جملہ آکوان کے مقصود ہیں آپ کا نام مبارک محمد اور آپ کا مقام محمود ہے (ﷺ)
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

مقامِ محمود مقامِ نیست کہ ستودہ شود صاحب و بزبانِ ہمہ کس رشکِ برونِ برئِ ہمہ خلایق و آن مقامِ قرب و شفاعت است کہ تمام عالمیان حیران و سرگران باشند و هیچکس از انبیاء و رسل از ہیبت و دشتِ دم نتوان زد و سربالا کرد پس آنحضرت ﷺ در سراپردہٗ عزت در آید و این را بکشاید مقامِ محمود وہ مقام ہے کہ جس کا مالک ہر شخص کے نزدیک قابلِ ستائش ہوگا اور تمام مخلوق انہیں نگاہِ رشک سے دیکھے گی اور مقامِ محمود مقامِ قرب و شفاعت ہے کہ جب تمام جہان والے حیران و سرگرداں ہوں گے اور انبیاء و رسل میں سے کوئی بھی ہیبت و دہشت کی وجہ سے دم نہ مار سکے گا اور اپنا سر بلند نہ کر سکے گا تو اسی مقام کے مالک آنحضرت ﷺ سراپردہٗ عزت و جلال میں حاضر ہو کر دروازہٗ شفاعت کھولیں گے۔

و نیز آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بر عرش بنشانند

و خلعت خاص از حله خضراء پیوشانند و اذن و ہند کہ ہر چہ

خواہد بگوید و ہر چہ رضائے اوست بخواہد آن روز معلوم شود کہ

مقامِ محمدی چیست و صدر و سلطان آن مجلس و معرکہ کیست؟

در مقامی کہ صدارت بہ بزرگان بخشند

چشمِ دارم کہ بجاہ از ہمہ افزوں باشی

اور روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو عرشِ عظیم پر بٹھایا جائے گا اور خلعتِ خاصِ حلیہٗ سبز زیب تن کرایا جائے گا اور اجازت دی جائے گی کہ جو چاہیں کہیں اور جو پسند کریں طلب کریں اس دن معلوم ہوگا کہ مقامِ محمدی کیا ہے اور اس مجلس و معرکہ کا صدر و سلطان کون ہے؟

کاں ماہ مجلس آرا اندر صدارت آید

امروز جائے ہر کس پیدا شود زخویان

پائے کو ہاں پل سے گزریں گے تری آواز پر
رب سلم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

حل لغات

کوبان، اونٹ کی پیٹھ کی بلندی، بیل کا اونچا کندھا۔

شرح

اے حبیب پاک ﷺ آپ کی آواز پر ہم تو ان شاء اللہ تعالیٰ پل صراط پر اونچی پرواز سے گزریں گے بلکہ آپ کی رب سلم کی پکار پر تو ہم وجد میں ہی آجائیں گے۔

پل صراط پر وجد

یہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عشق نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت کا اظہار فرمایا یہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پل صراط پر سب سے پہلے خود حضور اکرم ﷺ قدم رکھیں گے اور آپ کے پیچھے آپ کی امت ہوگی آپ گزرتے وقت رب سلم کی پروردگار فرمائیں گے تو سننے والے وجد میں آجائیں گے یہ سب کو معلوم ہے کہ جب محبت محبوب کی آواز سنتا ہے اسے دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی۔

یاد رہے کہ پل صراط کے طول کی تین ہزار سال کی چڑھائی ہے اور ایک ہزار سال برابر پھر ایک ہزار سال نیچے اترنا ہوگا۔ اس کی صورت یوں ہے۔

جب امت مصطفیٰ ﷺ گزر جائے گی اس کے بعد انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو لے کر چلیں گے حضور اکرم ﷺ کی امت کے گزر جانے کے بعد سب سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو لے کر چلیں گے اسی طرح ہر نبی علیہ السلام باری باری اپنی امتوں کو لے کر پل صراط سے گزریں گے سب سے آخر میں نوح علیہ السلام اپنی امت کو لے کر گزریں گے پل صراط کے سرے پر جبریل علیہ السلام اور درمیان میں میکائیل علیہ السلام کھڑے ہوں گے ہر ایک سے دو سوال کرتے رہیں گے کہ دنیا میں زندگی کیسے گزاری اور کیا کیا عمل کئے۔

پل صراط جہنم کی پشت پر بصورت مسطورہ بالا سمجھی ہوئی ہے

بال سے باریک تر اور تلوار سے تیز تر

اذق من الشعرة وواحدہ من السیف

اس کے صرف دو راستے ہی ہوں گے دائیں بائیں۔ دائیں راستے پر مومن چلیں گے جس کا منتہی جنت ہے اور بائیں راستے پر کافر چلیں گے ان کا گھرنا ہی جہنم ہوگا۔

عبور کرنے کا طریقہ

پل صراط پر بعض کا عبور مختلف طریقوں سے ہوگا بعض تو برق رفتار ہوں گے بعض ہوا کی طرح گزریں گے بعض کی پرواز پرندوں جیسی ہوگی بعض کی رفتار آدمی کی طرح لیکن دھکے دھکے سے بعض اٹے سر چلیں گے۔ (معاذ اللہ)

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطان سدا کب تک دباتے جائیں گے

حل لغات

سرورِ دیں، دین کے سردار حضور اکرم ﷺ۔ ناتواں، عاجز۔ سدا، اے سردار نبی پاک کو التجاء و عرض کے طور خطاب۔ دبانا، نقصان دینا وغیرہ۔

شرح

اے حضور سرورِ دین عالم ﷺ اپنے عاجز غلاموں کی خبر لیجئے اے میرے سردارِ کریم ﷺ نفس و شیطان کب تک ہمارا نقصان کرتے رہیں گے۔

اس شعر میں نفس و شیطان کی شرارت کی شکایت بارگاہِ حبیب ﷺ میں پیش کی ہے کیونکہ آپ ہی جملہ عالمین کے مرشد کامل ہیں اور ان دو موزی دشمنوں سے نجات مشکل ہے جب تک مرشد کامل کی نگاہ نہ ہو۔ حضرت مولانا محمد یار بہاولپوری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے سرائیکی زبان میں اس مضمون کو یوں ادا فرمایا

پیردے ہتھ وچ ہتھ کون ڈیکر نفس دی ہانہ مروڑ

تاں توں ہلک تھیویں

یعنی مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نفس کا بازو مروڑ (مٹا دے) تاکہ تجھے مقامِ فنا نصیب ہو۔

نفس و شیطان کی شرارت

ان کی شرارت نے بیٹھارزاہدوں کو تباہ کیا۔ اسی لئے بار بار امام احمد رضا قدس سرہ ان کی شرارت کا ذکر فرماتے ہیں منجملہ ان کے برصیصیا کا قصہ ملاحظہ ہو۔

برصیصیا کا قصہ

بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے بنی اسرائیل کا برصیصیا مراد ہے اس کا واقعہ یوں ہے کہ دورِ فترت میں اس نے گرجا (عبادت خانہ) بنا رکھا تھا۔ اس میں ستر سال عبادتِ الہی میں مشغول رہا۔ شیطان اس کے گمراہ کرنے سے عاجز آچکا کوئی چارہ نہ رہا۔ ایک دن گروہِ شیطاں کو جمع کر کے کہا کوئی تم میں سے ایسا ہے جو اسے گمراہ کر لے ایک نے دم مارا یہ کہہ کر برصیصیا کے گرجا میں راہبوں کی شکل بنا کر چلا گیا اور کہا مجھے اپنے ساتھ رہنے دیجئے میں بھی تنہا عبادتِ خداوندی میں مشغول ہونا چاہتا ہوں۔ برصیصیا نے کہا تمہارا میرے ساتھ کیا سروکار تیرے ساتھ رہنے میں میری عبادت میں خلل آئے گا کیونکہ وہ دس دن تک مسلسل نماز میں گزار دیتا اور ساتھ روزہ بھی رکھتا دس دن افطار (روزہ نہ رکھتا) کرتا شیطان نے گرجا کے باہر نماز شروع کر دی اور چالیس روز تک کھائے پئے بغیر مسلسل نماز میں رہا۔ برصیصیا کو اس کی یہ اداسپند آگئی ایک سال یکجا گزار کر شیطان نے کہا کہ میرا ایک اور ساتھی ہے میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے سمجھا کہ آپ اس سے بڑھ کر ہوں گے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے اسی لئے اب یہاں میرا رہنا میری عبادت کی مشغولی میں کمی کا خطرہ ہے۔ برصیصیا نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس سے جدا ہو لیکن شیطان بضد تھا۔ برصیصیا کو اس کی عبادت کا طریقہ کار پسند آیا بہت بڑی منت سماجت کی لیکن شیطان نہ مانا کہا میں نے لازماً جانا ہے البتہ تجھے ایک گرسکھا دوں جس سے اللہ تعالیٰ ہر بیماری بالخصوص جنون، دیوانگی اور دیگر عسیر العلّاج بیماریاں اس دعا کی برکت سے شفاء بخشنے گا اور یہ کام تیری ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے کیونکہ بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع دے۔ برصیصیا نے کہا یہ کام میرے بس سے باہر ہے لیکن شیطان نے خوب سبز باغ دکھا کر منوالیا اور وہ دعا سکھا کر الوداع کی۔ ابلیس کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں نے برصیصیا کو ہلاک کر ڈالا (قابو میں لے لیا) اور اپنی کاروائی سنائی۔ اس کے بعد ایک شخص سے وہی کیا جو جنات کرتے ہیں پھر خود طبیب بن کر اس کے گھر والوں کے پاس اس کے علاج کے لئے پہنچ گیا۔ معمولی دیکھ بھال کے بعد کہا اس کا علاج برصیصیا کے پاس ہے اس کی دعا سے یہ ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ اس پر دیو کا اثر ہے اور وہ میرے قابو میں نہیں آسکتا وہ لوگ اس جوان کو برصیصیا کے پاس لے گئے۔ برصیصیا نے دعا کی تو اُسے آرام ہو گیا۔ پھر اُس نے بنی اسرائیل کے بادشاہ کی لڑکی پر جنون و دیوانگی ڈال دی وہ شہزادی حسن و جمال میں پری پیکر اور دنیا بھر میں اپنی مثال خود تھی۔ اس کے تین بھائی تھے شیطان بصورتِ ڈاکٹر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گیا اسے دیکھ کر کہا اس پر دیو کا اثر ہے اور ہے بھی سرکش میرے قابو میں نہیں آسکے گا البتہ میں تمہیں ایک شخص کا نام بتا دوں اگر وہ دعا کرے تو شہزادی تندرست ہو سکتی ہے بادشاہ نے کہا کہ وہ

شخص کون ہے کہا برصیصا۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مستغنی ہے کسی کے پاس آتا جاتا نہیں۔ شیطان نے کہا اس کی آسان صورت یہ ہے کہ اس کی عبادت گاہ (گرجا) کے ساتھ شہزادی کا کمرہ تیار کریں اور برصیصا سے کہیں کہ یہ آپ کی امانت ہے اس پر نظر کرم فرمائیے شفا یاب ہو جائے گی تو آپ کو اجر عظیم ملے گا۔ ایسے کیا گیا شیطان نے برصیصا کے پاس پہنچ کر دوسرے ڈالا کہ ایسی حسن و جمال کی پری پیکر پھر کہاں اس سے جماع کر لے تو پھر توبہ کر لینا رحمت حق وسیع اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ برصیصا پر شہوت کا بھوت سوار ہوا شہزادی سے جماع کیا تو وہ حاملہ ہو گئی برصیصا اس سے سخت پریشان ہوا۔ شیطان دوست کی صورت میں آیا اسے تمام ماجرا سنایا تو شیطان نے کہا یہ کام آسان ہے شہزادی کو قتل کر کے کمرہ کے باہر کہیں دفن کر دے اس کے ورثاء آئیں تو کہہ دینا کہ اسے دیو لے گیا۔ بد بخت برصیصا نے وہی کیا چند دنوں کے بعد شہزادی کے بھائی آئے پوچھا تو وہی کہہ دیا۔ انہوں نے برصیصا کی بات کو مان لیا گھر واپس گئے شیطان مسلسل تین بار خواب میں آیا اور برصیصا کی تمام کہانی بتادی اور مدفونہ شہزادی کے دفن کی نشاندہی بھی کر دی۔ تینوں بھائی آئے اور شہزادی کو مدفن سے نکال کر برصیصا کو گرفتار کیا اس کے گرجا کو تباہ و برباد کر کے اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ کو حال سنایا تو اس نے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دیا۔ پھانسی پر لٹکانے سے پہلے برصیصا کے پاس شیطان نے آکر کہا یہ تمام کاروائی میں نے کی ہے اگر اب میرا کہا مان لے تو تیری جان کی رہائی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ تو مجھے سجدہ کر لے۔ برصیصا نے سجدہ کیا تو ایمان گیا پھانسی پر لٹکا تو جان گئی آخر میں شیطان نے کہا ”انسا بری“ (میں تیرے سے بیزار ہوں) (روح البیان سورۃ المحشر)

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

حل لغات

مولیٰ، مالک حضور اکرم ﷺ۔ دھوم ڈالنا، غل مچانا، ہنگامہ برپا کرنا، شہرت و افواہ۔

شرح

تاقیامت ہم اپنے نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کے چرچے کریں گے جیسے فارس کے قلعے ولادت کے وقت گر پڑے اب ہم نجد کے قلعے گرائیں گے یعنی ان کے انکار کے قلعوں کو زکریا رسول ﷺ سے مناکر رکھ دیں گے۔

فراست رضوی

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی فراست سے مستقبل کو تاقیامت واضح فرمایا کہ نجدی، وہابی، دیوبندی جتنا ہی زور لگائیں لگائیں لیکن ہم سنی (جماعت) تاقیامت میلادِ مصطفیٰ ذکر حبیب اللہ کے نہ صرف چرچے کرتے رہیں گے بلکہ ان کے مضبوط قلعے (جو انہوں نے میلاد شریف اور ذکر رسول ﷺ کے منانے کے لئے کر رکھے ہوں گے) مٹاتے رہیں گے یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی فراست نہیں تو اور کیا ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے محافل میلاد و مجالس ذکر رسول (ﷺ) نت نئی آن بان اور محبوبی شان کے ساتھ اجاگر ہوتی جا رہی ہیں۔ پہلے یہ محافل و مجالس محلوں تک محدود تھیں اب ویرانوں جنگلوں تک پھیل گئی ہیں۔ پہلے صرف غریبوں اور مسکینوں کے جھونپڑوں میں ان کا انعقاد ہوتا تھا اب امراء، وزراء اور بڑی کوٹھی اور اونچے بنگلوں میں سجائی جا رہی ہیں۔

روکنے والوں نے بھی حد کر دی کبھی اسے کنھیا کے جنم سے تشبیہ دی کبھی اس پر بدعت و کفر کے ڈوگر برسائے اور کبھی اس کی خوشی کو شیعہ کے ماتم سے ملایا کبھی اس کی بارہویں تاریخ سے اختلاف وغیرہ وغیرہ لیکن ہر دور میں ان کا زور ٹوٹتا رہے گا خود مٹ جائیں گے لیکن ذکر رسول ﷺ ہر روز نئی آن اور بڑی شان سے ہوتا رہے گا۔

اسلاف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اور میلاد شریف

ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے ماضی میں ذکر میلاد پر لازوال (ماضی) ہمیشہ رہا کہتے آئے چنانچہ نمونہ کے دو چار عبارات زینت قرطاس کرتا ہوں

لا زال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الکبار يعلمون المولد. (سیرت حلبیہ صفحہ ۸۰)

ہمیشہ اہل اسلام تمام علاقوں اور بڑے بڑے شہروں میں محافل میلاد کا انعقاد کرتے رہے ہیں۔

صاحب جواہر البہار علامہ امام یوسف نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ محافل میلاد کا منعقد کرنا جہاں تبلیغ دین اور شوکت اسلام کا اظہار ہے وہاں پر منکرین میلاد کے لئے بھی بغض کا باعث ہے چنانچہ فرماتے ہیں

وفیه اغاظة الکفرة والمنافقین صرف منافقین اور کفار ہی محفل میلاد سے بغض رکھتے ہیں

حرم کعبہ مکہ مکرمہ میں ہمیشہ میلاد شریف ۱۲ ربیع الاول کو منایا جاتا رہا ہے۔ ۱۹۲۳ء میں جب سے موجودہ نجدی سعودی قابض ہوئے ہیں اس وقت سے نہ صرف حرمین طہیین مکہ مکرمہ اور مدینہ کے احترام و جلال کو تباہ کیا گیا ہے، مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا اور صحابہ کبار کی قبروں اور مزارات مقدسہ کو حذف بربریت بنایا گیا بلکہ چودہ سو سال سے مکہ شریف میں منعقد ہونے والی نورانی محافل میلاد کو بھی بند کر دیا گیا ورنہ اس سے پہلے تو تمام اہل مکہ ۱۲ ربیع الاول کی رات کو

کعبۃ اللہ شریف میں جمع ہو کر نبی کریم ﷺ کا میلاد مناتے تھے۔

چنانچہ علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اہل مکہ یذہبون الیہ کل عام لیلۃ المولد ویحتطفون بذلک اعظم من احتفال بالاعیاد۔

(جواہر البھار صفحہ ۱۱۲۲)

اہل مکہ ہر سال عید میلاد کی رات نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت میں حاضر ہوتے اور عیدوں سے بڑھ کر محفل کرتے۔

فائدہ

سلف اور خلف میں محافل میلاد کا انعقاد نہ صرف معمول رہا بلکہ لاکھوں برکات کا موجب بھی رہا چنانچہ منکرین میلاد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نام پر اپنی سیاسی اور مذہبی دکان چکانے کے باوجود ان کے میلاد شریف سے متعلق عقائد اور عمل پر بڑی سنگ دلی سے پردہ ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی بھی اکابر اسلاف کی طرح محفل میلاد کو اپنا معمول اور وظیفہ رکھتے تھے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی ان احادیث مقدسہ کا مجموعہ مرتب فرمایا جو فخر کون و مکاں نے خواب میں مشرف فرماتے ہوئے زبان وحی ترجمان سے ارشاد فرمائیں اس مجموعہ میں اپنے والد ماجد کا وہ مشہور واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی فرماتے ہیں میں ہر سال عید میلاد کے مبارک موقع پر حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں کھانے پکا کر تقسیم کیا کرتا مگر ایک سال کچھ میسر نہ ہوا تو میں نے صرف بھنے ہوئے چنے ہی تقسیم کر دیئے تھے مگر جب رات کو جمال جہاں آراء اور حسن ازل روئے انور اور جمال مصطفیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضور کی بارگاہ میں وہی چنے موجود دیکھے اور حضور اکرم ﷺ اس پر خوشی کا اظہار فرما رہے تھے۔ (در ثبین فی مبشرات نبی الامین صفحہ ۸)

مکہ معظمہ میں عید میلاد النبی ﷺ

روزِ پیدائش حضور اکرم ﷺ مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اس کو عید یوم ولادت رسول اللہ کہتے ہیں اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں، حرم شریف میں حنفی مصلے کے پیچھے مکلف فرش بچھایا جاتا ہے، شریف مکہ اور کمانڈر حجاز مع اسٹاف کے لباس فاخرہ زرق برق کا پہنے ہوئے موجود ہوتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف سے مولد النبی تک دو رویہ لائٹنوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔ جائے ولادت اُس روز بقعہ نور بنی ہوئی ہے جاتے

وقت ان کے آگے مولود خوان نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اربع الاول بعد نمازِ عشاء حرم محترم میں محفلِ میلاد منعقد دہوتی ہے۔ ۲ بجے شب تک نعت، مولود اور ختم پڑھتے ہیں اور اس رات مولد النبی پر مختلف جماعتیں جا کر نعت خوانی کرتی ہیں۔ اربع الاول کی مغرب سے ۲ اربع الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپ سلامی کی قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ سر کرتا ہے ان دنوں میں اہل مکہ بہت جشن کرتے ہیں نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالس میلاد منعقد کرتے ہیں۔ (ماہنامہ طریقت لاہور، جنوری ۱۹۱۷ء صفحہ ۲، ۳)

مکہ معظمہ کی تقریب میلاد

گیارہویں ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کے درو دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جب کہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کے لئے اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی ﷺ پر مبارک باد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلیٰ پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف صاحب کو عید میلاد کی مبارک باد دی پھر تمام وزراء اور ارکانِ سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیانِ شہر بھی شامل تھے نبی کریم ﷺ کے مقامِ ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ مولد النبی ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولد النبی ﷺ تک راستے میں یہ دورو یہ اعلیٰ درجے کی روشنی سے کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبی تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشکِ جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا مجمع وہاں پہنچ کر مودب کھڑا ہو گیا اور ایک شخص نے نہایت موثر طریقے سے سیرتِ احمدیہ بیان کی جس کو تمام حاضرین نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عام سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا ایسے متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی تھی اور اس یومِ سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کئے ہوئے تھی۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلابِ عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب و خلاصۃ الموجودات تھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آخر میں فاضل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محفوظ ہوئے اس سے فارغ ہو کر سب نے مقامِ ولادت کی ایک ایک زیارت کی پھر واپس ہو کر حرم شریف کے ایک دکان میں مقررہ سالانہ بیانِ میلاد سننے کے لئے جمع ہو گئے یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق و اوصافِ نبی کریم ﷺ بیان کئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچھریوں، دفاتر اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاول کو ایک دن کے لئے بند کر دیئے گئے

اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ آمین
ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد (ماخوذ از اخبار ”القبلة“ مکرمرمہ)

انتباہ

سابق دور میں سب سے بازی لے گیا شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جسے آج کل مشرک گرد ترین بادشاہ سمجھتے ہیں
حالانکہ وہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہنوئی تھا اور صلاح و تقویٰ و طہارت میں صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ سے دو قدم آگے تھا اس کا مختصر سا تعارف یاد رکھئے۔ سلطنت چلانے کے لئے اپنا مشیر کا رسیدنا شہاب الدین
سہروردی (بانی سلسلہ سہروردیہ) کو منتخب کیا تھا جس کی سلطنت میں حرام کاری کا تو تصور تک نہ تھا وہاں خلافِ اولیٰ اور مکرہ
تجزیہ کو بھی جگہ نہ ملتی تھی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ”شاہ اربل کا تحفہ میلاد“

نوٹ

فراست رضوی تائیدات اگلے شعر میں ملاحظہ ہوں
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حل لغات

خاک، مٹی، راکھ۔ عدو، دشمن۔ دم، جان، روح، سانس۔

شرح

دشمنانِ دین بالخصوص مکررین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ جل کر راکھ ہو جائیں ہم تو جب تک جان میں جان ہے حضور
سرورِ عالم ﷺ کا ذکر مبارک سناتے رہیں گے۔

خدا اہل سنت کو آباد رکھے محمد (ﷺ) کا میلاد ہوتا رہے گا

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انعقادِ محفلِ میلاد کے لئے ایک
بہترین دلیل قائم فرمائی وہ یہ کہ جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا تمام لک و ملکوت میں محفلِ میلاد دہی، عرش پر محفل

میلا د، ملائکہ میں مجلس میلا دہور ہی تھی۔ خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں، دولہا کا انتظار ہو رہا ہے، جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے، سبع سادات میں عرش و فرش پر دھوم ہے۔

ذرا انصاف کرو تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے اسے انتظار ہو کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا؟

وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار برس پیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا ہے اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المرادیں ظہور فرمانے والے ہیں یہ قادر علیٰ کل شئی کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔

شیاطین اب بھی جلتے ہیں ور ہمیشہ جلیں گے غلام تو خوش ہو رہے ہیں ان کے ہاتھ تو ایسا دامن آیا کہ یہ گر رہے تھے اس نے بچالیا ایسا سنبھالنے والا ملا کہ اس کی نظیر نہیں۔

ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے دو کو بچا سکتا یہ کوئی قوی ہو گا زیادہ سے زیادہ بیس کو بچا لے گا یہاں کروڑوں، اربوں پھیلنے والے اور بچانے والے وہی ایک

انا اخذ بحبجز کم عن النار هم الی

میں تمہارا کمر بند پکڑے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ۔ **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم**
درو دو سلام اے خدا بھیج بے حد بروح محمد و آل محمد ﷺ

علامہ اقبال مرحوم اور مجالس و محافل میلاد

اپنے دور میں علامہ اقبال نے محافل میلاد کے انعقاد کے لئے بھرپور کوشش کی چند نمونے حاضر ہیں۔

۱۹۳۰ء میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سجادہ نشین صاحبان، علمائے کرام، مشاہیر قوم اور سیاسی اکابرین کے ساتھ مل کر میلاد شریف کو منانے کے لئے اخبارات میں مندرجہ ذیل اپیل شائع کی۔

اتحاد اسلام کی تقویت اور حضور سرور کائنات احترام و اجلال حضور کی سیرت پاک کی اشاعت اور ملک میں بانیاں مذاہب کا صحیح احترام قائم کرنے کے لئے ۱۲ ربیع الاول کو ہندوستان کے طول و عرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین ﷺ کی عظمت قدر کے شایان شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے۔

اس دن ہر ایک آبادی میں علم اسلام بلند کیا جائے اور تمام فرزندان اسلام بلا استثناء اس علم کے نیچے جمع ہو کر خداوند پاک سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم پر رسول اللہ کا نقش قدم تلاش کریں گے ان ہی کی محبت میں زندہ رہیں گے اور ان ہی کی

اطاعت میں جان دیں گے۔

انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے قوم کی اس متحدہ آواز پر لبیک کہتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ لوگوں کی سیرت کمیٹیاں بنادی جائیں اس دن جمع ہو کر یہ اقرار کریں کہ ہم ہر قدم پر اسوۂ رسول کی پیروی کریں گے اور ہماری تمام زندگی اور موت اللہ کے لئے وقف ہوگی۔

اس موقع پر جن اکابر اسلام نے حضرت علامہ کا ساتھ دیا ان میں سے چند یہ ہیں

مفتی نثار احمد آگرہ، میاں سر محمد شفیع لاہور، مولانا شوکت علی دہلی، مولانا سید غلام بھیک نیرنگ انبالہ، پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف، مولانا سید حبیب لاہور، مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد سجاد بہار، مولانا کشفی نظامی، ڈاکٹر شفاعت احمد خان، مولانا غلام مرشد لاہور، مولانا سید علی حاضری لاہور وغیرہ۔

حضرت علامہ اقبال نے محفل میلاد النبی میں ایک دفعہ تقریر کی جسے اخبار ”زمیندار“ نے شائع کیا۔ آثار اقبال کے مرتب نے حضرت علامہ کی اس تقریر کو اپنے مختصر نو کے ساتھ ”آثار اقبال“ میں شائع کیا وہ نوٹ اور تقریر درج ذیل ہے۔

میلاد مبارک کی محفلوں کو ایک جماعت نے اپنے دانش مندانہ غلو سے کام لے کر محض ایک مجموعہ رسوم بنادیا دوسری طرف اس کے مقابلے میں ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی ہے جو سرے سے ان محفلوں ہی کو مٹا دینا چاہتی ہے۔

حضرت اقبال نے ایک موقع پر اس بات میں جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں وہ اتنی بڑی حد تک معقول و معتدل ہیں کہ ان کی تقریر کی رپورٹ کو ”زمیندار“ کے صفحات پر ثبت ہے نیز فرمایا علامہ اقبال مرحوم نے یوم ولادت سرور کائنات کو اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ کر کے لاہور میں اسوۂ رسول روحی فداہ کی اشاعت کرے اور اس شان سے حضور کے احترام و اجلال کا علم بلند کریں کہ ۲ ربیع الاول کے دن لاہور کا ایک ایک گوشہ ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ کی تصویر بن جائے۔

مسلمانان لاہور میں ہزار ہا اختلافات موجود ہوں گے لیکن حضور سید عالم ﷺ کے عشق و احترام کے بارے میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔ اس واسطے انجمن حمایت اسلام بلا لحاظ اختلاف تمام برادران اسلام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ انجمن کے ساتھ مل کر حضور اکرم ﷺ کے پان نام اور مبارک کام کو دنیا میں بلند کرکھنے کے لئے ایسی گرم جوشی اور عزم و ہمت کے ساتھ کام کریں کہ ۲ ربیع الاول کے دن ایک خدا کے ماننے والے اور ایک نبی کے نام لیوا ”المسلموں“ پیکر اور ”جسد واحد“ کی تصویر بن جائیں۔

اس اپیل پر حضرت علامہ کے علاوہ جن اکابرین ملت نے دستخط کئے ہیں ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں۔

سید غلام بھیک نیرنگ انبالہ، مولانا غلام فرید مرشد لاہور، مولانا شوکت علی بمبئی، مولانا حسرت موہانی موہان، پیر سید مہر علی شاہ گلوڑہ شریف، مولانا قطب الدین عبدالوالی لکھنؤ، دیوان سید محمد پاکپتن شریف، مولانا محمد قمر الدین سیال شریف، مولانا فاخرالہ آباد، مولانا سید حبیب ”مدیر سیاست“ پیر سید فضل شاہ جلالپور شریف، مولانا علی الحارثی لاہور، مولانا محمد شفیع داؤدی بہار وغیرہم۔

جون ۱۹۳۱ء میں تحریک یوم النبی کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبال نے مسلم زعماء اور اکابر

ملت کے ہمراہ ملت اسلامیہ کی خدمت میں اپیل کی وغیرہ تفصیل دیکھئے **ندائے اہل سنت لاہور ستمبر ۱۹۶۲ء**

ایک نشد دوشد

ایک عرصہ وہابی دیوبندی اور ان کی ذیلی جماعتیں محافل میلاد اور سلام و قیام روتے رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے جلوس بارہ ربیع الاول کا اہتمام خود ان کے ہاتھوں سے کرایا چنانچہ اس کی تفصیل آتی ہے۔ اگر اس کا آغاز اہل سنت میں سے کوئی عالم دین یا کوئی لیڈر کرتا تو مخالفین ممکن ہے اس کی ابتداء میں ہی شور مچاتے لیکن اس مالک عز وجل نے ان کے لیڈروں اور مقتداء کے ذریعہ سے کرایا تاکہ شوریدہ خیال لوگ شور نہ مچائیں۔ جب مکمل طور پر جلوس بارہ ربیع الاول تمام ممالک اسلامیہ پھیل گیا تب یہ لوگ حسب دستور بدعت کے ڈوگر برسانے لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے گلے میں ایسا جلوس کا ہار بنایا ہے کہ جب تک جوتے نہ کھائیں ان کا جلوس اختتام پذیر نہیں ہوتا۔

بارہ ربیع شریف کا جلوس اور وہابی دیوبندی فرقہ کے لیڈر مولوی محمد حیات کوثر نیازی نے لکھا

بات ہے بڑی دلچسپ سب جانتے ہیں مولانا داؤد غزنوی اہل حدیث مسلک کے جید عالم تھے مگر مراسلہ نگار محمد ابراہیم صاحب ناظم آباد فیصل آباد نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے یوم ولادت کو وسیع پیمانے پر منانے کی تجویز انہوں نے ہی پیش کی تھی۔ مراسلہ نگار لکھتے ہیں آپ (کوثر نیازی) نے روزنامہ جنگ کی ایک گذشتہ اشاعت میں مولانا داؤد غزنوی امرتسری پر ایک مضمون سپرد قلم کیا تھا جس میں آپ نے مولانا کی سیاسی زندگی اور دینی حیثیت پر روشنی ڈالی تھی مگر ان کا ایک کارنامہ نظر انداز کر دیا یا شاید اکثر لوگوں کی طرح آپ بھی اس بات سے واقف نہ ہوں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ۱۹۳۱ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت ﷺ کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے خال خال لوگ بارہ وفات کے نام سے ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے مگر مولانا غزنوی کے ایماء پر مجلس احرار

اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن ”احیائے یومِ ولادت سرورِ عالم“ تھا مجلس کے ایک شاعر و کرک جناب غلام نبی جانباز نے ایجنڈا تقسیم کیا اور مقررہ تاریخ پر مجلس احرار کے دفتر میں جو نیشنل بینک کے سامنے والی بلڈنگ کی اوپر والی منزل کی بیٹھک میں تھا اجلاس منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی انہوں نے اجلاس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا صاحبو یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے لئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے لیکن عرصہ دراز سے صرف دو امتیں قابل ذکر چلی آرہی ہیں مسیحی اور مسلم۔ مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یومِ ولادت بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسنِ انسانیت کے جشنِ ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتی آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے میں مولانا عبد الکریم صاحب مہبلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرمادیں۔ اس پر مہبلہ صاحب نے بارہ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے فرمایا کہ اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں سیرت پاک پر جلسے منعقد کئے جائیں تاکہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ و تیار ہو جائیں۔ شیخ حسام الدین نے فرمایا کہ اس کے لئے پوسٹر شائع کرنے اور لاؤڈ اسپیکروں اور درویوں وغیرہ کے لئے اچھی خاصی رقم درکار ہوگی ایک صاحب غالباً اصغر نام تھا کہنے لگے ہم چندہ وغیرہ مانگنے کو تیار نہیں لوگ پہلے بھی ہم کو ”کلر خور“ کہتے ہیں۔ آخر چودھری افضل حق کی تجویز منظور ہوئی کہ بینک کے طریقے پر ان خوبصورت رسیدوں پر لکھا تھا ”برائے جشن میلاد النبی“ اجلاس کی کاروائی سے لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے دفاتروں کو مطلع کیا گیا اور ایسا ہی اختیار کرنے کو لکھا گیا۔

عید میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلوس

امرِ ترانجمن پارک سے نکلا آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاؤڈ اسپیکروں پر گونج رہا تھا اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں ٹرکوں، گھوڑوں اور سائیکلوں پر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور نعرۂ رسالت یا رسول اللہ ﷺ بلند کرتی جا رہی تھیں کفارِ ہیت زدہ تھے۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۱۳ مارچ ۱۹۸۲ء از قلم کوثر نیازی)

فائدہ

اس سے دیوبندیوں و ہابیوں کا جلوس کے بارے میں اعتراض کرنا محض ضد اور ہٹ دھرمی ہے اگرچہ اس جلوس کے دلائل قرآن و حدیث ہے لیکن ان کے اکابر کا عمل ہے اسی لئے انہیں مان لینا چاہیے اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ ”۱۲ ربیع الاول کے جلوس کا ثبوت“ پر دیکھئے۔

نجدیوں سے پہلے کا عرب

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی اپنے دور کی بات لکھتے ہیں

و کنت بمكة المعظمة في مولد النبي ﷺ في يوم ولادته والناس يصلون على النبي ﷺ

ویذکرون ارہا صاتہ النی اظہرت فی ولادته ومشاهدة قبل بعثته فرايت انوارا سطعت دفعة

واحدة. (فیوض الحرمین صفحہ ۲۷)

شاہ صاحب اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ میلاد شریف (ماہ ربیع الاول) میں میں مکہ معظمہ میں تھا تو ۱۲ ربیع الاول کو لوگ درود و سلام پڑھتے اور ولادت کے وقت معجزات بیان فرماتے میں نے اسی دن ایک بار انوار چمکتے دیکھے۔ (سبحان اللہ) اس طرح کے کئی واقعات فقیر پہلے سے درج کر آیا ہے۔

سوال

جس دور میں عرب میں میلاد شریف کا زور تھا اسی دور میں ڈاکے، چوریاں بھی زوروں پر تھیں۔

جواب

بھوک کیا کچھ نہیں کراتی لیکن ان کے ڈاکے عجیب طرز کے تھے ایک دیوبندی لکھتا ہے کہ میلاد شریف کے زمانہ میں ڈاکوؤں کے گروہ حاجیوں کے قافلوں کو لوٹا کرتے تھے۔ حاجی لوگ ان ڈاکوؤں کو سلام کرتے تو وہ جواب نہ دیتے تھے لیکن اگر ڈاکو حاجیوں کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہتے تو پھر اُس قافلے کو نہ لوٹتے اور اگر لوٹنے کے بعد سلام کا جواب دیتے تو لوٹا ہوا مال واپس کر دیتے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ السلام علیکم اور علیکم السلام کا مطلب و معنی سمجھتے تھے جس کے لئے وہ زبان سے سلامتی کے الفاظ کہہ دیتے اس کی جان و مال ہر قسم کی حفاظت کرتے۔ (خدام الدین ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء)

امام احمد رضا محدث بریلوی کی فراست کا ایک ثبوت خود نجدی ہیں کہ اگرچہ عرب میں سعودی نجدی حکومت کی طرف میلاد شریف کی محافل و مجالس پر قانونی پابندی ہے لیکن بفضلہ تعالیٰ وہاں بھی یہ محافل و مجالس نہایت ذوق شوق سے پڑھتی ہیں اگرچہ کھلمے میدانوں میں نہ سہی گھروں اور نجی مجلسوں میں لیکن مندرجہ ذیل امور زوروں پر اور کھلم کھلا ہیں وہابی دیوبندی نجدیوں کے ریال کا حق ادا کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ وہاں تو غیر شرعی امور اور بدعات نہیں بلکہ قرآن و سنت کا چلن ہے ہمارا ان پر سوال ہے کہ سعودی عرب میں بادشاہوں کی تصاویر اور دیگر تصاویر کی بھرمار ہے یا نہیں اور کیا

یہ خالص قرآن وحدیث کا چلن ہے یا غیر شرعی رسم وبدعت ہے؟

کیا وہاں ریڈیو، ٹیلی ویژن میں گانا بجانا اور فلموں کی نمائش ہے یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن وحدیث کا چلن ہے

یا غیر شرعی رسم وبدعت ہے؟

کیا وہاں اسکولوں، کالجوں میں لڑکیوں کی مروجہ تعلیم ہے یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن وحدیث کا چلن ہے یا غیر

شرعی رسم وبدعت ہے؟

کیا وہاں اسپتالوں میں نرسوں اور ہوائی جہازوں میں ایئر ہوسٹس کی بے پردگی اور غیر محرموں سے خللا ملا ہے یا

نہیں اور کیا یہ خالص قرآن وحدیث کا چلن ہے یا غیر شرعی رسم وبدعت؟

کیا وہاں بڑی بڑی ذاتی و سرکاری عمارات ومحلات اور تعیشات وتکلفات ہیں یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن و

حدیث کا چلن ہے یا عجمی رسم وبدعت ہے؟

لطیفہ

چونکہ نجدی فقہ میں تاحال میلاد شریف بدعت سیئہ کی زد میں ہے اسی لئے سعودی حکومت کے نمائندے ہر وقت

تاک میں رہتے ہیں کہ کہیں ایسے مجرم مل جائیں گذشتہ چند سال پہلے کسی مدنی عربی گھر میں محفل میلاد منعقد تھی نجدی

شرطے اندر چلے گئے تاکہ انہیں گرفتار کریں۔

انہوں نے ان شرطوں کی خوب پٹائی کر دی۔ معاملہ سربراہ مملکت نجد تک پہنچا اہل خانہ نے سربراہ مملکت نجد یہ پر

سوال اٹھایا کہ یہ کہاں کی شریعت ہے کہ غیروں کے گھر بلا اجازت چلے جاؤ۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک

شرابی کے گھر صرف سوراخ سے دیکھ کر مجرم کو سزا دینی چاہی تو اس نے یہی سوال اٹھایا تو آپ نے مجرم کو معاف کر دیا۔

میلاد کرنے والوں کی اس قوی دلیل سے اُلٹا نجدیوں کو معافی مانگنی پڑی۔

نعت ۶۱

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چکا دے چکانے والے

شرح

حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں اللہ کا نور ہوں اور تمام کائنات میرے نور سے بنی ہے۔ اس کے پیش نظر مطلع میں کہا گیا ہے کہ زمین و آسمان میں جس قدر بھی چمکنے والے ذرے اور ستارے ہیں وہ سب یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی سے چمک پاتے ہیں اور روشن ہیں۔ اے ساری کائنات کو چکانے والے میرا دل بھی منور کر دے اور یہ خطاب ذات باری تعالیٰ سے بھی ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے لیکن یہ نعت مصطفیٰ ﷺ ہے یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لینا اگر چہ مراد ہو سکتی ہے لیکن موزوں وہی ہے جو مذکور ہوا۔

یہ شعر ان جملہ احادیث کا خلاصہ ہے جن میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے نور سے جملہ مخلوق نبی کریم ﷺ سے مستفیض ہو رہی ہے یہاں تک کہ انبیاء و رسل کرام علی نبینا وعلیہم السلام بھی۔

اس شعر کا مصرعہ اول حضرت امام بویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شعر کا ترجمان ہے

وکلہم من رسول اللہ ملتہمس عرفا من البحر او رشفہ من الدیم

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

بعض عرفا گفتہ اند کہ روح شریف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی بود در عالم ارواح کہ تربیت

ارواح می کرد چنانکہ درین عالم بجسد شریف مربی اجساد و بود و بہ تحقیق ثابت شدہ است خلق

ارواح قبل از اجساد۔ (اشعہ الممعات)

بعض عرفاء نے اس حدیث پاک کی تشریح میں فرمایا کہ آنحضرت کا روح مبارک عالم ارواح میں منصب نبوت پر فائز تھا اور آپ عالم ارواح میں تمام روحوں کی تربیت فرماتے تھے جیسا کہ عالم اجسام میں جسم پاک کے لحاظ سے آپ تربیت فرماتے رہے اور تحقیق سے ثابت ہے کہ ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا فرمایا۔

احادیث مبارکہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال و آدم بین الروح والجسد۔ (رواہ الترمذی)

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے نبوت کب سے ثابت ہے آپ نے فرمایا ابھی آدم روح و جسم کے درمیان میں تھے یعنی روح کا جسم سے تعلق نہ ہوا تھا۔

عن العرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عن رسول اللہ ﷺ انه قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین و آدم لمنجدل فی طینة . (رواہ فی شرح السنۃ مشکوٰۃ)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اُس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم الانبیاء لکھا ہوا ہوں جبکہ آدم اپنے آب و گل میں تھے یعنی ان کا خمیر مکمل ہی نہیں ہوا تھا۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

شرح

مثل مشہور ہے کہ آسمان کا بادل زمین کو دیکھ کر نہیں برستا سمندر ہو، کھیت ہو، پہاڑ ہو، ہر جگہ برستا ہے اس شعر میں تمنا کی گئی ہے کہ جب ابر رحمت اچھے بُرے کو دیکھ کر نہیں برستا تو اے رحمت للعالمین ﷺ تو اپنی رحمت کی بارش بُروں اور گنہگاروں پر بھی برسا دے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صالح اور نیک لوگ اللہ کے ہیں اور گنہگار میرے یعنی رسول اللہ ﷺ۔

اس شعر میں آیت ذیل کی ترجمانی کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پارہ ۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا کیونکہ آپ کائنات کے ہر فرد کے لئے رحمت کا سبب ہیں جس طرح اس آیت میں حضور اکرم ﷺ کی رحمت پاک کا دائرہ بھی بلا استثناء عالمین کے ہر فرد کے لئے ہے اور یہ بھی بالکل واضح ہے کہ جس طرح ہر فرد عالم اپنی بقاء اور ارتقاء کے لئے رحمت سرورِ عالم ﷺ کا محتاج ہے اسی طرح اپنی ایجاد میں بھی آپ کی رحمت کا محتاج ہے بلکہ ہر ذرہ آپ کی رحمت کی احتیاج رکھتا ہے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں بالخصوص حضرت انسان کی روح تو حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت سے محتاج ہے اس لئے کہ جیسے آدم علیہ السلام ہیں حضور سرورِ عالم ﷺ ابوالا روح ہیں۔

مفسر شہیر حضرت اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ پارہ ۴، سورۃ النساء کی آیت مبارکہ نمبر ۱ ”الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ

وَاحِدَةٍ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جس طرح آدم علیہ السلام کے نفس واحدہ سے تمام انسانوں کو پیدا کیا گیا

فَكُنَّا لَا رُوحَ خَلَقْتَ مِنْ رُوحٍ وَاحِدٍ وَهُوَ رُوحُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ هُوَ بِالْأَرْوَاحِ كَمَا

كَانَ آدَمُ أَبَا بَشَرٍ

اسی طرح تمام ارواح کو بھی ایک روح سے پیدا کیا گیا اور وہ روح محمد ﷺ ہے جس طرح آدم علیہ السلام تمام انسانوں

کے باپ ہیں اسی طرح محمد ﷺ کی روح مبارکہ بھی تمام ارواح کے لئے مرتبہ باپ میں ہے۔

اسی اعتبار سے آپ کی رحمت کی تخصیص صرف نیکوں سے نہیں بلکہ بُرے بھی نیکوں کی طرح رحمت کے مستحق

ہیں۔

امام احمد رضا اور حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ”بدوں پر برساوے“ جیسی تمنا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کے حکم کی تعمیل کی ہے جیسا کہ مشکوٰۃ میں مروی ہے حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ

اہل مدینہ منورہ شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں

حاضر ہو کر شکایت کی

فَقَالَتْ أَنْظِرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كَوِيَّ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ

وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوا فَمَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفْتَقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسَمِيَ

عَامُ الْفَيْتَقِ. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۵، زرقانی علی المواہب جلد ۸ صفحہ ۶۸)

تو فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر شریف پر جاؤ اور حجرہ مبارکہ کی چھت میں ایک سوراخ کر دو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے

درمیان پردہ نہ رہے۔ لوگوں نے حکم کے مطابق کر دیا تو بہت زیادہ بارش ہوئی یہاں تک کہ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی اور

اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ چربی سے پھٹے جا رہے تھے چنانچہ اس سال کا نام ہی بہت زیادہ سرسبزی کا سال ہو گیا۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ چھت میں سوراخ کرنے کا حکم اس

لئے دیا گیا تھا کہ جب آسمان قبر انور کو دیکھے گا تو رونا شروع کر دیگا۔

بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ

اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ طلب شفاعت کرتے تھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ

۴۸۸، حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۵)

دائمی حکم

یہ صرف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وقت نہیں بلکہ تاقیامت بدوں رحمت کی بارش ہوتی رہے گی چنانچہ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ قاضی زین الدین مراغی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت رشن دان کا کھولنا اس وقت تک اہل مدینہ کا طریقہ ہے وہ قبہ خضراء مقدسہ کے اسفل میں بجانب قبلہ (جنوب) میں کھول دیئے ہیں اگرچہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی بارش ہو ہی جاتی ہے۔

فائدہ

قاضی زین الدین ابوبکر بن حسین بن عمر عثمانی مراغی المتوفی ۸۱۶ھ نزیل مدینہ نے مدینہ منورہ کے حالات لکھے کتاب کا نام ہے ”تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دارلہجۃ“ میں اس کتاب کے مبیضہ سے فارغ ہوئے۔ (کشف الظنون)

علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ اپنے دور کا حال لکھتے ہیں کہ آج کل اہل مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ حجرہ شریف کے گرد جو مقصورہ ہے اس کا وہ دروازہ جو حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کے سامنے ہے کھول دیتے ہیں اور وہاں جمع ہوتے ہیں۔ (وفا الوفاء)

فائدہ

روشن دان کا کھولنا نجدیوں نے بند کیا ورنہ اس سے قبل یہ طریقہ مروج رہا ہاں طریقہ تو بند کر دیا لیکن روشن دان کا نشان تا حال باقی ہے چنانچہ گنبد خضریٰ کے زائرین اور نقشہ مطبوعہ کو اب بھی دیکھ سکتے ہیں کہ قبلہ (جنوب) کی جانب اس روشن دان کا نشان تا حال حقیقت کی خبر دے رہا ہے۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے

غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

شرح

مدینے شریف کے علاقے اللہ تعالیٰ آپ کو باقی اور سلامت رکھے کیونکہ آپ تو ہم جیسے فقیروں کو پناہ دیتے اور ٹھہراتے ہیں۔

مدینہ پاک کے قیام کی دعا

حضور اکرم ﷺ مدینہ پاک میں تو ہیں لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پھر بھی دعا کر دی یہ ایک محبت کا انداز ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مدینہ پاک سے پیار و محبت ہے اور پیارے کو پیار والی بات پیش کی جائے تو محبوب خوش ہو جاتا ہے۔

مدینہ پاک سے پیار

حضور اکرم ﷺ کو مدینہ پاک سے کتنا پیار تھا اسکے متعلق مندرجہ ذیل روایات ملاحظہ ہوں

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ دعا فرمایا کرتے

اللهم لا تجعل منایا بمكة . (جذب القلوب)

اللہ ہمارے موت مکہ میں نہ ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں اس بات کی طاقت ہو کہ وہ مدینہ شریف میں مرے تو اسے چاہیے کہ وہ مدینے ہی میں مرے اور جو مدینے میں مرے تو میں یقیناً قیامت والے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

رمضان المدینة خیر من الف جمعة فیما سواها من البلدان وجمعة بالمدينة خیر من الف جمعة

فیما سواها من البلدان

یعنی جو رمضان شریف مدینہ شریف میں گزارا جائے اس کا ثواب دوسرے شہروں کے رمضان سے ہزار گنا زیادہ ہے اور مدینہ شریف کے ایک جمعہ کا ثواب بھی دوسرے شہروں کے جمعوں سے ہزار گنا زیادہ ہے۔

فائدہ

اسی وجہ سے پوری دنیا اور بالخصوص ہندو پاک کے مسلمان ہر سال کوشش کرتے ہیں کہ عمرہ ادا کرنے کے لئے ماہ رمضان میں مدینہ کو جائیں اور یہ مبارک مہینہ مدینہ میں گزاریں اور بفضلہ تعالیٰ ماہ رمضان میں عمرہ پر جانے والوں کی

تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے اگرچہ سعودی حکومت کے کارندے ہزاروں روڑے اٹکاتے ہیں لیکن عشاق کب رُک سکتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اول من اشفع له من امتی اهل المدينة واهل مكة واهل الطائف . (طبرانی شریف)

یعنی قیامت والے دن میں اپنی امت میں سب سے پہلے مدینہ والوں کی شفاعت کروں گا پھر مکہ والوں کی پھر طائف والوں کی۔

فائدہ

دیکھئے شفاعت میں اولیت اہل مدینہ کو نصیب ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اللهم اجعل بالمدينة ضعفى ما جعلت بمكة من البركة

اے اللہ تو مدینے میں اس سے دوگنی برکت دے جو تو نے مکہ مکرمہ میں دے رکھی ہے۔

فائدہ

اسی سے علمائے اہل سنت نے استدلال کیا ہے کہ مکہ میں ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے تو مدینہ طیبہ میں اڑھائی

لاکھ۔ پچاس وہ جو حدیث میں ہے اور دو لاکھ اس دعا کی برکت سے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ”محبوب مدینہ“

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

من حج الى مكة ثم قصدني في مسجدی كتبت له حجتان مبرورتان . (مسند فردوس)

یعنی جس نے مکہ شریف میں آکر حج کیا پھر میری زیارت کے ارادے سے میری مسجد میں آیا تو اس کے لئے دو مقبول حج لکھے جائیں گے۔

نکتہ

حضور اکرم ﷺ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو شکرانے پر بکری ذبح فرمائی گویا اظہار مسرت فرمایا کہ الحمد للہ ہم اپنے

مدینہ میں بسلا مت و عافیت پہنچے گویا امت کو سبق دینا تھا کہ میری آمد پر تمہیں خوشی اور اظہار مسرت کرنا چاہیے اس سے علمائے امت نے منکرین میلا دیکو جواز میلا دیکو دلیل پیش کی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفلِ میلاد کی اصل احادیث میں آپ کا یہ عمل ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے۔ بعض لوگوں نے حضور ﷺ کے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عقیقہ تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کر چکے تھے

العقیقة لا تعاد مرة ثانية فيحل ذالك على ان امرى فعله النبي اظهارا لشكر على ايجاد الله اياه
رحمة للعالمين وتشريع لامة. (الحاوی للفتاویٰ، جلد ۱ صفحہ ۱۹۶)

اور عقیقہ زندگی میں دوبار نہیں کیا جاتا اس لئے آپ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہر کیا کہ اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اپنی امت کے لئے اسے مشروع بنانے کے لئے بھی آپ نے یہ عمل فرمایا۔ آپ کے دونوں اعمال کو ملاحظہ کرنے والا از کو اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ یہ دونوں اعمال ولادت کی خوشی میں کئے جب آپ کا مبارک عمل ہمارے سامنے ہے تو اس کے بعد کس کا تقاضا ہے؟

لطیفہ

عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام تمام رسل سے افضل ہیں حضور اکرم ﷺ سے بھی کیونکہ حضور اکرم ﷺ مدینہ میں زیر خاک مدفون ہے اور عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر جلوہ افروز ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے نبی پاک ﷺ کی امت سے محبت اور وفا کی دلیل ہے کہ شب معراج باوجود یکہ لامکاں تک پہنچے ”**دَنَا فَتَدَلَّى**“ کے مقام سے نوازے گئے لیکن پھر بھی حق تعالیٰ سے عرض کی کہ مجھے واپس زمین پر لوٹایا جائے تاکہ میری امت کو کوئی گزند نہ پہنچے لیکن اس کے برعکس سیدنا عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کی خطرناک سازش پر آسمان پر جانے کو ترجیح دی..... اس آخری لطیفہ کی طرف امام احمد رضا قدس سرہ نے بھی اشارہ فرمادیا کہ اب غریبوں و فقیروں کو نہ صرف ٹھہراؤ نصیب ہے بلکہ امت کے ہر دکھ اور تکلیف کے وقت فریاد رسی اور حل مشکلات فرماتے ہیں۔ ایک اعرابی روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا اور عرض کی

اللهم ان العرب الكرام اذا مات منهم سيد اعتقوا على قبره وان هذا سيد العالمين فاعتقني على قبره قال الا صمعي فقلت يا اخا العرب ان الله قد غفر لكم وهذا

اللہ عرب کے کریم لوگوں کا دستور یہ ہے کہ جب ان میں کوئی سردار مرتا ہے اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا جاتا ہے اور یہ

(حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) سید العالمین ہیں ان کی قبر پر مجھے آزاد کر دے۔ الا صمعی فرماتے ہیں میں نے کہا اے عربی بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا اور تیرے اس سوال پر۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

شرح

اے دنیا کی آنکھوں سے پردہ فرمانے والے اور مدینہ منورہ کے روضہ مبارک میں آرام فرمانے والے خدا کی قسم تو زندہ ہے خدا کی قسم تو زندہ ہے اس تکرار سے معنوی طور پر تاکید کا فائدہ اٹھایا ہے اور ان لوگوں کو جواب دیا ہے جو ظاہری آنکوں سے پردہ فرمانے کے بعد حضور اکرم ﷺ کو زندہ نہیں مانتے۔

عقیدہ

انبیاء کرام علیہم السلام زندہ بھیا حقیقی وحسی ہیں۔

احادیث مبارکہ

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلاة علی یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائكة وان احدا لم یصل علی الا عرضت علی صلاته حتی یفرغ منها قلت وبعد الموت قال ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الأنبياء فبنی الله حتی یرزق.

(رواہ احمد مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الجمعة)

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز مجھ پر درود بکثرت بھیجا کرو تحقیق روز جمعہ حاضر کیا گیا ہے حاضر ہوتے ہیں اس کو فرشتے اور تحقیق کوئی شخص درود بھیجتا تو وہ درود پیش کیا جاتا ہے مجھ پر میرے ہاں یہاں تک کہ فارغ ہو درود بھیجنے سے۔ ابو درداء نے کہا اور بعد موت کے آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے پیغمبروں کا جسم کھانا پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں (انتہی) امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

فائدہ

اسی باب کے فصل ثانی کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

حیاتِ انبیاء متفق علیہ است هیچ کس رادروے خلافِ نیست حیاتِ جسمانی دنیاوی حقیقی

حیاتِ انبیاء متفق علیہ ہے کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں یہ حیاتِ حقیقی دنیاوی حسی ہے۔

واقعہ حرہ سے حیات کا ثبوت

عن سعید ابن المسیب عن عبدالعزیز قال لما كان يوم الحرة لم يوذن في مسجد النبي صلى الله

عليه وسلم ثلثا ولم يقيم ولم يبرح سعيد ابن المسيب المسجد ولم يعرف وقت الصلوة الا بهمة

يسمعها من قبر النبي صلى الله عليه وسلم. (رواه الدارمي ومشکوٰۃ شریف باب فی الکرامات)

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب حرہ کا دن تھا تین دن تک مسجد نبوی ﷺ میں نہ اذان ہوئی اقامت اور سعید بن

المسیب تین دن تک برابر مسجد میں رہے اور باہر نہ گئے اور نہ ہی اذان و اقامت سنائی دیتی کیونکہ لوگ مسجد نبوی چھوڑ کر

چلے گئے نماز کا وقت نہ پہچانتے تھے مگر آہستہ آواز سے کہ سنتے تھے قبر نبی (ﷺ) سے۔

فائدہ

واقعہ حرہ میں حضرت سعید بن مسیب کا تین شب و روز قبر شریف سے اذان و اقامت کی آواز آنا حضور اکرم ﷺ

کی حیاتِ جسمانی حقیقی کا بین ثبوت ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

خلق الله تعالى لي ملكين يردان السلام علي من سلم علي من شرق البلاد وغيرها الا من سلم

علي في داري فاني ارد عليه السلام بنفسي ولا سيما اهل المدينة فاني ارد عليهم لاحسابهم

والنسابهم قيل وهل لا يعرف الجار جاره وهل لا يعرف الجار جاره وهل لا يعرف الجار

جاره. (ابن البخار عن ابن عمر) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۵۳)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے واسطے دو فرشتے پیدا کئے ہیں کہ پورے

پچھم کے شہروں میں جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے وہ فرشتے اس کو جواب دیتے ہیں مگر جو شخص پر سلام کرتا ہے میرے مکان

(یعنی) قبر پر تو میں اس کا خود جواب سلام دیتا ہوں خاص کر اہلِ مدینہ کو جواب سلام دیتا ہوں ان کے حسب و نسب کے

سبب سے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی آپ پچپائیں گے حالانکہ آپ کے بعد نسل بعد نسل پیدا ہونگے آپ نے

فرمایا کیا ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو نہیں پہچانتا ہے کیا ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو نہیں پہچانتا ہے کیا ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو نہیں پہچانتا

ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

الی انی لکم بمکان صدق حیاتی فاذا مت لا ازال انا دی فی قبری یا رب امتی امتی حتی ینفخ فی

الصور النفخة الثانية. (الحکیم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۲۰)

حضرت انس سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آگاہ ہو تحقیق کہ تم لوگوں کے لئے مکان پسندیدہ میں ہے میری پس جب میں وفات پاؤں گا تو ہمیشہ قبر میں پکاروں گا یا رب امتی یا رب امتی۔ یہاں تک کہ پھونکا جائیگا صور میں پہلا نغمہ پھر میری دعا قبول رہے گی یہاں تک کہ پھونکا جائے گا صور میں دوسرا نغمہ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ

بمراد برحال صحیح از روایت عبداللہ بن مسعود آرد کہ فرمود کہ مرخدا ئے تعالیٰ را

فرشتگان از سیاہ در ز میں کہ می رسانند مرا اعمال امت فرمود وفات من بہتر است مر

شمار از میرا کہ عرض کردہ می شود بر من اعمال آنچہ بہتر است شکری گویم مرخدا

را دان آنچہ بدمی بینم استغفار می کنم مر شمار را استاد منصور بغدادی می گوید محققین

بر آند کہ رسول اللہ ﷺ حی است بعد وفات و مسرور می شود اطاعت امت و اجساد

انبیاء علیہم السلام بوسیدہ نمی شود در قبر۔

یہی کتاب الاعتقاد گوید کہ ارواح انبیاء علیہم السلام بعد از قبض باز فرستادہ می

شود برایشان و ایشان زندہ اند پیش خدا مثل شہداء۔ (جذب القلوب باب چہار دہم)

بزار بر جال صحیح عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے سیاح فرشتے ہیں وہ زمین پر پہنچ کر تمہارے اعمال میری خدمت میں پیش کرتے ہیں اسی لئے میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال پر تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

استاد منصور بغدادی فرماتے ہیں کہ محققین و متکلمین کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد وصال زندہ ہیں آپ امت کے نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ بوسیدہ نہیں ہوتے امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں ارواح انبیاء علیہم السلام بعد از قبض واپس بھیجے جاتے ہیں اسی لئے یہ شہداء کی طرح اللہ کے ہاں زندہ ہیں۔

احادیث معراج سے ثبوت

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسألنی عن مسرای فسالتنی عن اشیاء بیت المقدس لم اشتہا فکربت کربا کربت مثله قط فرفعہ اللہ لی نظر الیہ ما یسلونی عن شئی الا نبا تہم بہ ولقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی قائم یصلی فاذا رجل جعد ضرب کانه من رجال شنؤۃ واذا عیسیٰ بن مریم قائم یصلی اقرب الناس شبہا عروۃ بن مسعود الثقفی واذا ابراہیم قائم یصلی اشبه الناس بہ صاحبکم یعنی نفسه فی انت الصلاة فاممتہم فلما فرغت من الصلاة قال لی قائل یا محمد هذا مالک خازن النار فسلم علیہ فبدانی بالسلام۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب فی المعراج)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق بچھا رہے ہیں میں نے اپنے کو حجر میں اور مشرکان قریش سوال کرتے تھے مجھ سے میرے رات کے جانے سے بیت المقدس کو پس پوچھا انہوں نے بیت المقدس کی چیزوں کو یاد نہ رکھا میں نے ان کو (یعنی بیت المقدس کے نشان اور علامتیں) پس اندوہ بکین کیا گیا میں کہ مثل اس کے میں اندوہ بکین نہیں کیا گیا۔ پس اللہ نے بیت المقدس کو اٹھالیا میرے لئے کہ میں اس کو دیکھتا اور جو چیز پوچھتے ان کو بتا دیتا اور تحقیق دیکھا میں نے اپنے کو جماعت انبیاء میں۔ پس ناگاہ دیکھتا ہوں کہ موسیٰ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں پس ناگاہ موسیٰ سبک بدن پیچیدہ بال گویا وہ قبلہ شنوہ کے لوگوں سے ہیں اور ناگاہ عیسیٰ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں زیادہ قریب مشابہت کی رو سے ان کے ساتھ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور ناگاہ ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں ان کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے تمہارے یار ہیں مراد لیتے تھے انے نفس نفیس کو۔ پس نماز کا وقت ہو گیا تو ان پیغمبروں کی میں نے امامت کی (بیت المقدس میں) پس نماز سے جب میں فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے کہا اے محمد یہ مالک خزائن دوزخ کے ہیں ان کو سلام کر دو تو میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے سلام کی ابتداء کی مجھ پر۔

فائدہ

مکہ سے بیت المقدس تک ایک رات رسول اللہ ﷺ کا جانا قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَرَكْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیْہِ مِنْ
اٰیٰتِنَا (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱)

پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔

اور انبیاء علیہم السلام کا جمع ہونا اور حضور اکرم ﷺ کا امام ہو کر نماز پڑھنا یہ حالت بیداری کا واقعہ بیان فرمایا ہے اگر خواب کا واقعہ ہوتا تو کفار قریش انکار نہ کرتے اور بیت المقدس کی نشانیاں پوچھتے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اتيت على موسى ليلة اسرى بى عند الكتيب الاحمر وهو قائم يصلى (فشيء قبله) وهو صحيح. (کنز العمال جلد ششم صفحہ ۹۹)

حضرت انس سے حدیث صحیح ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شب اسری میں آیا میں موسیٰ علیہ السلام پر نزدیک تو وہ سرخ ریگ کے اور وہ کھڑے نماز پڑھتے تھے اپنی قبر میں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب اسری میں رسول اللہ ﷺ کا براق پر سوار ہو کر بیت المقدس جانے کا حال حدیث طویل میں بیان کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

وخرج معي جبريل لا يفوتني ولا افوته حتى انتهى بي الى بيت المقدس فانتهى البراق الى موقفه الذي كان فيه وكان مهبط الانبياء ورايت الانبياء جمعوا الى فرايت ابراهيم وموسى وعيسى فظننت انه لا بد من ان يكون لهم امام فقدمني جبريل حتى صليت بين ايديهم وسالتهم فقالوا بعثنا للتوحيد. (کنز العمال جلد ششم صفحہ ۹۹)

نکلے میرے ساتھ جبریل علیہ السلام وہ مجھ سے علیحدہ نہیں ہوتے اور میں ان سے علیحدہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ پہنچے میرے ساتھ بیت المقدس تک اور پہنچا اپنے ٹھہرنے کی جگہ تک جو اس مقام میں تھی وہ جگہ انبیاء کے نازل ہونے کی تھی اور دیکھا میں نے انبیاء کو جمع ہوئے میری طرف اور دیکھا میں ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو تو میں نے گمان کیا کہ ان کا امام ضرور ہوگا تو آگے بڑھ کر جبریل نے مجھ کو امام بنایا یہاں تک کہ نماز پڑھائی میں نے ان کے آگے ہو کر اور پوچھا میں نے انبیاء سے (آپ لوگ کس واسطے مبعوث ہوئے) تو کہا انہوں نے تو حید کے واسطے ہم لوگ بھیجے گئے۔

حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی نے حیاہ الانبیاء میں حضرت انس سے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان الانبياء لا يتركون في قبورهم بعد اربعين ليلة ولكن يصلون بين يدي الله تعالى حتى ينفخ في

الصور . (تاریخہ ہو فی حیاۃ الانبیاء عن انس)

انبیاء چالیس راتوں قبور میں نہیں چھوڑے جاتے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز پڑھتے رہیں گے حتیٰ کہ صور پھونکا جائے گا۔
بیہقی نے ضعفاء میں طبرانی نے اپنی مسند میں ابو نعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی
ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ما من نبی یموت فیکیم فی قبرہ الاربعین صباحا (ہب فی الضعفاء عن انس) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱)

نہیں ہے کوئی نبی کہ وفات پا کر رہا اپنی قبر میں مگر چالیس دن

حضرت ابن عباس سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

واما موسیٰ ادم کانی انظر الحذر فی الوادی یلی علی جمل مختوم بخاتم عن ابن عباس) (کنز

العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۱)

موسیٰ پیچیدہ بال گندمی رنگ گویا میں دیکھ رہا ہوں ان کی طرف اترے جنگل میں تلبیہ کہتے سرخ رنگ اونٹ پر کہ مہار دیا ہوا
ہے پوست خرماسے

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

لیلة اسری بی علی موسیٰ قائم یصلی فی قبرہ . (حم م ن عن انس) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۷)

شب اسری میں گزرا میں موسیٰ پر کہ وہ کھڑے نماز پڑھتے رہے تھے اپنی قبر میں۔

عن ابن عباس قال سرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين مكة و المدينة فمرونا بواد فقال

ای واو هذا فقالوا وادی الازرق قال کانی انظر الی موسی فذکر من لونه وشعره واصنعا اصبعیه فی

اذنیہ له جؤار الی الله تعالی بالتلبیة فارا بهذا الوادی ثم سرنا حتی اتینا علیثنیة فقال ای ثنیة هذه

فقلنا هرشا اولفت فقال کانی انظر الی یونس علی ناقة حمراء علیه جبة صوف خطام ناقة خلبة مارا

بهذا الوادی ملیبا . (رواه مسلم مشکوٰۃ کتاب النتن باب بدء الخلق ذکر الانبیاء)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ چلے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ درمیان مکہ اور مدینہ کے پس گزرے ہم

ایک جنگل میں تو فرمایا آپ نے یہ کون سا جنگل ہے صحابہ نے کہا یہ وادی الازرق ہے آپ نے فرمایا گویا میں دیکھتا ہوں

موسیٰ کی طرف پس ذکر کیا آپ نے رنگ اور بال موسیٰ کے کہ اپنی دونوں انگلیاں رکھے ہوئے اپنے دونوں کانوں میں

ان کی آواز بلند ہے اللہ کی طرف لبیک کہنے میں ایسے حال میں کہ گزرنے والے ہیں پھر چلے ہم یہاں تک کہ آئے ہم ایک پہاڑ پر تو فرمایا آپ نے یہ کون سا پہاڑ ہے؟ صحابہ نے کہا یہ ہر شایا لفت کہا تو فرمایا آپ نے دیکھ رہا ہوں میں گویا میں حضرت یونس کی طرف سرخ اونٹنی پر سوار ان پر پشیمینہ کا جبہ ہے مہار اُن کے اونٹ کی پوست خرما کی ہے۔ لبیک کہتے ہوئے اس جنگل میں گزرتے ہیں (روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا حضور اکرم ﷺ نے

کانی انظر الی یونس بن متی علیہ عباء تان قطعوا یکتنان یلبی تجیہ الجبال واللہ عزوجل فیقول
لہ لبیک یا یونس هذا انا معک فی الافراد عن ابن عباس (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۰)

گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس بن متی کی طرف ان پر دو سفید عبا ہیں لبیک کہتے ہیں ان کا جواب پہاڑ دیتے ہیں اور اللہ عزوجل پس ان کو اللہ کہتا ہے میں موجود ہوں اے یونس میں تیرے ساتھ ہوں۔

فائدہ

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں، لبیک کہتے ہیں، حج کرتے ہیں لیکن مخلوق کی نظر سے مثل فرشتوں کے پوشیدہ ہیں جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الحاوی للفتاویٰ و دیگر محدثین نے اپنی تصانیف میں تصریح فرمائی ہے۔

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو

کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

شرح

ہر آدمی کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں جو اس کے اچھے بُرے عمل کو لکھتے رہتے ہیں اسی طرح اس دنیا میں تھانے والے بھی جرم کرنے والوں کے کاموں کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ شعر میں کہا گیا ہے کہ اے میرے آقا میں مجرم اور گنہگار ہوں مجھے اپنے ساتھ رکھیے کیونکہ راستہ میں پولیس والے ہیں کہیں مجرم شناخت کر کے گرفتار نہ کر لیں آپ کے ہمراہ رہو گا تو کسی پولیس والے اور کسی فرشتے کی یہ ہمت نہ ہوگی کہ مجھے گنہگار سمجھ کر پکڑ لیں۔

اہل محبت کا مرتبہ

اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ یہ عقیدہ سمجھا رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے سچی

پکی محبت ہو تو وہ آقا کریم ہیں اپنے غلاموں کو خوب سمجھا لیتے ہیں۔

شاہ غلام علی دہلوی

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضور اکرم ﷺ سے اس قدر عشق تھا کہ حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک سنتے ہی بے تاب ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آتش دوزخ کے خوف کا مجھ پر سخت غلبہ ہوا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے دوزخ میں نہیں جائے گا۔

سچی عقیدت

نبی کریم ﷺ اور اولیائے کرام سے سچی اور پکی محبت دنیا میں کام دیتی ہے اور حشر میں بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دھوبی کا قصہ مشہور ہے۔ شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ قبر میں نکیرین کو اتنا کہنے سے اس کی نجات ہو گئی کہ وہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھوبی ہے۔
(الافاضات الیومیہ)

روح البیان میں ہے کہ بایزید بسطامی قدس سرہ کا خادم صرف اتنا کہنے سے نجات پا گیا کہ وہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبا اٹھانے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔

میدان حشر میں تو اور زیادہ فضل ہوگا کہ صرف وضو کے پانی دینے کی یاد دہانی پر مجرم کو معافی ملے گی جیسا کہ باب الشفاعۃ میں تفصیل سے احادیث نقل کی گئی ہیں بلکہ جب اکثر لوگ بہشت میں چلے جائیں گے تو بہت سے لوگ اب بھی جہنم میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ میرے کسی بندے سے تیرا تعارف بھی ہے یا نہیں جب کوئی مجرم کسی محبوب خدا کا نام بتائے گا تو اسے بھی نجات مل جائیگی یہ تو غلاموں اور عام امتیوں کے متعلق ہے لیکن جسے خود سرکار ﷺ کا سہارا مل جائے پھر اس کی نجات کا کیا کہنا۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

شرح

اے حرم شریف کی زمین پر چلنے والے اس مقدس زمیں پر قدم رکھنا بے ادبی ہے یہ تو وہ زمین ہے کہ جس پر چلنے والے کو سر کے بل چلنا چاہیے یعنی انتہائے کمال ادب ملحوظ رکھا جائے۔

آدابِ مدینہ

تفصیل آداب اگلے شعر میں عرض کروں گا۔ امام احمد رضا قدس سرہ اپنے اسلاف صالحین کے عملی ادب کی ترجمانی فرما رہے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ پاک میں کئی روز قیام کے دوران پیشاب و پاخانہ نہ کیا فرمایا کہ میں اس مقدس زمین کو نجاست آلود کروں جس پر آقائے کونین ﷺ کے قدم لگے۔

فائدہ

یہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے کہ اتنا عرصہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم سے باہر دور (بارہ میل) قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے اور حرم سے باہر جاتے تو آہستہ قدم رکھتے فراغت پا کر دوڑ کر حرام میں داخل ہوتے۔ معلوم کرنے پر فرمایا کہ قضائے حاجت کے لئے موت آئے تو حرم کی حدود میں اور فراغت پا کر جلد لوٹنا ہوں کہ کہیں موت حرم کے باہر نہ آجائے۔

چل اٹھ جبہ فرسا ہو ساقی کے در پر
درِ جود اے میرے مستانے والے

حل لغات

جبہ (عربی) فرسا، فارسی، دوٹوں مل کر فاعل ترکیبی ہیں۔ جبہ، پیشانی، ماتھا۔ فرسا از فرسودن، گھسنا، رگڑنا۔

شرح

اے میرے مستانے دیکھ ساقی کے جود و کرم کا دروازہ کھلا ہوا ہے اٹھ اور اس دروازے پر جا کر اپنی پیشانی رگڑ۔ یہ دونوں اشعار بارگاہِ نبوی ﷺ کے گنبد خضراء پر حاضری کے ادب اور حاضری کی ترغیب کے لئے ہیں فقیر چند آداب بقلم امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتا ہے۔

آدابِ حاضری بارگاہِ نبوی ﷺ

(۱) زیارتِ اقدس قریب بواجب ہے بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح سے ڈراتے ہیں راہ میں خطرہ ہے وہاں بیماری ہے خبردار کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن جانی ضرور ہے اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سایہ میں آرام لے جاتے ہیں کیل کا کھٹکا نہیں

ہوتا۔ والحمد للہ

(۲) حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو یہاں تک امام ابن الہمام فرماتے ہیں اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

(۳) راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

(۴) جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر کہ پیادہ ہو لو رو تے سر جھکاتے، آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ

جائے سراسیمہ اینکھ تو پامی نہی پائے نہ بینی کہ کجامی نہی

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۵) جب قبہ انور پر نگاہ پڑے درود و سلام کی کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو جلال و جمال محبوب ﷺ کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات جن کا لگے دل بٹنے کا باعث ہو نہایت جلد فارغ ہو ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو معاً وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، سرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل ہے۔

(۸) اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو رو نا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگدلی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب در مسجد پر حاضر ہو صلاؤ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار ﷺ سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو ”بسم اللہ“ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد کے نقش و نگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے نہ پڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اکرم ﷺ سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے

تھے ان کی اور تمام انبیاء علیہم السلام کی موت صرف وعدہ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد ابن حنفیہ مدظلہ اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں

لا فرق بین موتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مشاہدتہ لا متہ و معرفتہ باحوالہم دنیا تہم و عزائمہم
و خواطرہم و ذالک عندہ جلی لا خفاء بہ (مدخل جلد ۲۱۵ مطبوعہ مصر)

حضور اکرم ﷺ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں ان کے دلوں کو خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور اکرم ﷺ پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسلک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح منسلک منقطع میں فرماتے ہیں

انہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بحضورک و قیامک ای بجمیع افعالک و احوالک و ارتحالک
و مقامک (شرح المواہب زر قانی صفحہ ۳۲۸)

بیشک رسول اللہ ﷺ تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال و کوچ و مقام سے آگاہ ہیں۔

(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبہ شوق اجازت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکرانہ حاضری دربار اقدس ”قل یاؤر“ سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو پھر سجدہ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الہی اپنے حبیب ﷺ کا ادب اور ان کا اور اپنا قبول نصیب کر۔ آمین

(۱۵) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے لرزتے کانپتے گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور اکرم ﷺ کے غفور کرم کی امید رکھتے حضور والا کے پائیں یعنی مشرق کی طرف مواجہہ حالیہ میں حاضر

ہوگی حضور اکرم ﷺ مزارِ انور میں رو بہ قبلہ جلوہ فرما ہیں اس سمت سے حاضر ہو کر حضور اکرم ﷺ کی نگاہِ نیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمد للہ

(۱۶) اب کمالِ ادب و ہیبت و خوف و امید کے ساتھ زیرِ قندیل اس کی چاندی کی کیل کے جو حجرہ مطہرہ کے جنوبی دیوار میں چہرہ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے رہو۔ لباب و شرح لباب و اختیار، شرح مختار، فتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ ”یقِف فی الصلوٰۃ“ حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے یہ عالمگیری و مختار کی ہے اور لباب میں فرمایا

واضعاً یمینہ علیٰ شمالہ دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(۱۷) خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا۔ اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی ان کی نگاہِ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ

(۱۸) الحمد للہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عز و جل کے محبوب اور عظیم الشان ﷺ کی آرام گاہ ہے نہایت ادب و وقار کے ساتھ باوازی و حزیں و صورتِ دردا آگیں و دلِ شرمناک و جگر چاک جاک معتدل آواز سے نہ بلند و سخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عملِ اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم و پست (کہ سنت کے خلاف ہے) اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحاتِ ائمہ سے گزرا۔

مجر اور تسلیم بجالاؤ اور عرض کرو

السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ ، السلام علیک یا رسول اللہ! السلام علیک یا خیر

خلق اللہ ، السلام علیک یا شفیع المذنبین

السلام علیک وعلیٰ الیک و اصحابک و امتک اجتمعین

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبانِ یاری دے اور ملاں و کسل نہ ہو صلوٰۃ و سلام کی کثرت حضور اکرم ﷺ سے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ، پیر و مرشد، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو بار بار عرض کرو

اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ

(۲۰) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی بجالاؤ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس رسالہ کو دیکھیں وصیت کرتا ہے کہ جب انہیں حاضری بارگاہ نصیب ہو فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلاق پر احسان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہان میں جزا بخشے آمین

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلى الك و زويك في كل ا ن ولحظة عدد كل ذرة الف

الف مرة من عبيدك احمد رضا بن نقى على يسالك الشفاعة له وللمسلمين

(۲۱) پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو

السلام عليك يا خليفة رسول الله عليك يا صاحب رسول الله في الغار ورحمة الله وبركاته

(۲۲) پھر اتنا ہی ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رو برو کھڑے ہو کر عرض کرے

السلام عليك يا امير المؤمنين السلام عليك يا متمم الاربعين

السلام عليك يا عزا لاسلام والمسلمين ورحمة الله وبركاته

(۲۳) پھر باشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو

السلام عليكما يا خليفتي رسول الله ط السلام عليكما يا وزيرى رسول الله ط السلام عليكما يا

صحيحى رسول الله ورحمة الله وبركاته ط استلكما الشفاعة عند رسول الله صلى الله تعالى عليه

وعليكما وبارك وسلم

(۲۴) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں دعا میں کوشش کرو، دعائے جامع کرو، درود پر قناعت بہتر ہے۔

(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔

(۲۶) پھر روضہ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرہ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیا ری فرمایا) آ کر دو رکعت نفل غیر

وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا کرو۔

(۲۷) یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بیکار نہ جانے دو ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں

باطہارت حاضر ہو۔ نماز، تلاوت و درود میں وقت گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہیے نہ کہ یہاں۔

(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کر لو یہاں تمہاری یاد دہانی ہی کو دروازے سے بڑھتے ہی یہ کتبہ ملے گا

نویت سنة الاعتکاف

(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدہ شفاعت ہے۔

(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔

(۳۲) قرآن مجید کا حکم ہے کم از کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کر لو۔

(۳۳) روضہ انور پر نظر بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور

درو و سلام عرض کرو۔

(۳۴) پنجگانہ یا کم از کم صبح و شام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضر ہو۔

(۳۵) شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرو بغیر

اس کے ہرگز نہ گزر رہو کہ خلافِ ادب ہے۔

(۳۶) ترکِ جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ ہے اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی محرومی

ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس

کے لئے دوزخ و نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔

(۳۷) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

(۳۸) روضہ انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت میں

ہے۔

(۳۹) بقیع، واحد، قبا کی زیارت سنت ہے۔ مسجد قبا کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر

رہو۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہ جب حضور ہوتے آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے ایک دن بقیع وغیرہ

زیارت کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لئے کھلا ہے اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں

سرائیں جہاں مسجدہ این جہاں بندگی این جہاں قرار این جہاں

(۴۰) وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور تمام آداب کہ کعبہ معظمہ

سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الہی ایمان و سنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن

ہونا نصیب ہو۔

اللهم ارزقنا آمین آمین یا ارحم الراحمین وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وصحبه وابنه وحزبه

اجمعین آمین والحمد لله رب العلمین

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے انجھیں

ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

حل لغات

غرانہ، بضم الغین، مثلاً غصے کی آواز نکالنا، دھاڑنا، چنگھاڑنا، الجھنا۔

شرح

مثل مشہور ہے کہ جس کا کھائیں اسی پر غرائیں۔ احسان فراموش اور نمک حرام لوگوں کے لئے یہ کہاوت بولی جاتی ہے اسی مطلب کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ منکر عجیب کھانے اور غرانے والے ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی کی عطا کی ہوئی نعمت کھاتے ہیں اور آپ ہی کے غلاموں سے لڑتے اور جھگڑتے ہیں مثلاً اب نجدیوں کو دیکھ لو کہ حضور اکرم ﷺ کے صدقے امیر ترین بنا دیئے گئے دنیا کی ریل پیل ہے، کالا سونا پانی طرح ٹھاٹھیں مار رہا ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کے ادب و تعظیم کرنے والوں پر کوڑے برسائے جاتے ہیں اور بے ادبی و گستاخی کرنے والوں پر ریا ل نچھاور کئے جاتے ہیں۔ دنیائے دولت کا حصول نجدیوں کی ہنرمندی سے نہیں آقائے کونین ﷺ کے لطف و کرم کا صدقہ ہے اب ان کی دنیوی حیثیت کا یہ حال ہے کہ دوسرے ممالک کے لوگ ان کے زرخیز غلاموں کی طرح سمجھتے جاتے ہیں ان کی نزاکت کا حال بھی کسی سے مخفی نہیں بلکہ آج کل وہاں کے بدو کی نزاکتیں بھی ہنسی خیز ہیں۔

ایک بدو کا واقعہ

۱۹۴۰ء میں فقیر عمرہ زیارت گنبد خضراء کے لئے حاضر ہوا فقیر کے ایک مصاحب نے سنایا کہ ایک بدو دیہات کے رہنے والے نے فون لگوانے کی اس لئے درخواست دی ہے کہ بھیڑ بیمار ہو جائے تو ڈاکٹر کو فون پر جلد سے جلد بلا سکوں۔

ہندی وہابی

یہی حال ہر علاقہ بالخصوص ہندی وہابی کا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے صدقے دنیا میں جی رہا ہے بلکہ ہر شے کھاپی

رہا ہے لیکن اسے حضور اکرم ﷺ کے کمالات متعلقہ امور شرک و بدعت نظر آئیں گے اگرچہ خود بقول خود ہزاروں شرکیہ و بدعت کے امور کا مرتکب ہوتا ہوگا۔

لطیفہ

ایک صاحب جو ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کے مخالف تھے جس میں ”یا اللہ یا محمد“ لکھا ہوا ایک ایسی بس میں سفر کر رہے تھے جس کے اندر سامنے کے حصے پر نمایاں حروف میں لکھا تھا

یا اللہ _____ یا محمد

ان کے ایک واقف کار نے ان سے کہا کہ جناب! آپ کو تو ایسی بس میں بھی سفر نہیں کرنا چاہیے تھا جس میں ”یا اللہ یا محمد“ لکھا ہوا ہے وہ صاحب جواب کیا دیتے کھسیانے سے ہو کر خاموش رہ گئے۔

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

شرح

حضور اکرم ﷺ کے دشمن حسد کی آگ میں جل جل کر خاک ہوتے رہیں مگر ان کا ذکر خیر اور چرچا تو انشاء اللہ ہمیشہ یوں ہی رہے گا۔

چرچہ محمد کا ﷺ

تجربہ کر لیں ہر عبادت میں کمی کوتاہی ہوتی چلی آرہی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے ذکر خیر میں روز بروز ترقی ہوتی چلی آرہی ہے اگرچہ شرک و بدعت کے فتویٰ بھی زوروں پر ہیں لیکن ذکر رسول ﷺ مختلف طور طریق سے نئی آن اور نئی شان سے بڑھ رہا ہے۔ دور بدلتے ہیں تو اللہ بھی اپنے حبیب پاک ﷺ کے لئے بدلتے ہوئے ادوار میں اسی طریق کے بندے پیدا فرماتا ہے مثلاً ہر ملک اور ہر علاقہ میں شعراء اور مدح خوانان رسول اپنی اپنی زبانوں میں اشعار بناتے بھی ہیں اور خوش الحانی سے گاتے بھی ہیں جن سے عوام کے قلوب میں عشق رسول ﷺ بیدار رہتا ہے۔

فقیر اویسی غفرلہ

مدینہ طیبہ کے شہر سے باہر ایک میل دور سڑک کے کنارے کھڑا تھا ایک گروہ کو گنبد خضراء کی جانب چلتا دیکھا قریب ہو کر سنا تو اپنی خصوصی طرز میں قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پڑھتے ہوئے زیارت مزار شریف کی طرف بڑھ رہے

ہیں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ وہاں میلاد شریف کی محفل کے انعقاد کی طرح قصیدہ بردہ اور دلائل الخیرات شریف کی ممانعت ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جامع تقریر

نہیں ہمارے حضور شافع یوم النشور ﷺ کے اسم گرامی کا ہر ہر ذرہ میں اپنے رب کے اسم پاک کے ساتھ لکھا ہوا ہے جس کو کشف حاصل ہے وہ دیکھ لیتا ہے آنکھوں سے اس کا ہر وقت مشاہدہ کرتا ہے مگر چونکہ یہ بیچارہ اس کا اہل نہیں اس لئے اس سے یراز مخفی ہے اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو فرماتا ہے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

یعنی ہم نے ہر شے میں ملک و فلک، زمین و آسمان، عرش و فرش، حجر و شجر کی ہر شے کے اندر آپ کے ذکر کو رکھا ہاں اکثر لوگ اس کے مشاہدہ سے بے خبر ہیں

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۴۴)
اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ (شرح شفاء ملا علی قاری جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

اس عبارت کو پڑھیے

والذی یخطر بالبال الفاتر واللہ اعلم بالظواهر والسرائر ان هذا کلها کشفوات لاهلها لا یراها من لم یستأهلها وربما یقال ان اسمہ سبحانہ وتعالیٰ ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ ای جعلنا ذکرنا معک فی کل شئی ملک و فلک ربنا و سماء فرش و عرش و حجر و مدر و شجر و ثمر و نحو ذلک و لکن اکثر الخلق لا یبصرون تصویر ہم و نظیر ہم قوله تعالیٰ ”وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ“ (شرح شفاء للملا علی جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ ترجمہ اوپر لکھا گیا ہے)

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی

ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

شرح

اے میرے گھبرانے والے کیوں گھبراتا ہے ذرا تو صبر کر تیری شفاعت کا وقت بھی اب آنے ہی والا ہے۔

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے حضور اکرم ﷺ کے ہر امتی کو تسلی دی ہے گویا میدانِ حشر میں ہم سب کھڑے ہیں اور پریشانی کا عالم یہ ہے کہ ہر طرف سے نفسی نفسی کی پکار سنائی دیتی ہے اس حال کو دیکھ کر فاضل بریلوی قدس سرہ سب کو سمجھا رہے ہیں گھبراؤ نہیں ابھی وہ حبیب کبریا ﷺ تشریف لانے والے ہیں سب کی شفاعت فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تمام گھبراہٹ دور ہو جائے گی۔

شفاعت کا انکار اور اقرار

سب کو معلوم ہے کہ شفاعت کا انکار خوارج و معتزلہ کے بعد نجدی، وہابی اور اس کے ہمنوا فرقوں نے کیا لیکن الحمد للہ اہل سنت شفاعت کے مسئلہ میں متفق ہیں۔

ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

وقال الامام الاعظم رحمه الله تعالى في كتابه الوصية وشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم حق لكل من هو من اهل الجنة وان كان صاحب كبيرة انتهى ان الشفاعة ليست مختصة باهل الكبائر من هذه الامة فانه عليه السلام بالنسبة الى جميع الامم كاشف الغمة ونبي الرحمة وقد ثبت ان له عليه الصلوة والسلام الواعا من الشفاعة ليس هذا مقام بسطها وفي العقائد النسفية والشفاعة ثابتة للرسول ﷺ والاختيار في حق اهل الكبائر بالمستفيض من الاختيار وفي المسئلة خلاف المعتزلة الا في نوع الشفاعة لرفع الدرجة. (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۱۲ للملا علی قاری رحمہ اللہ)

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الوصیہ میں فرمایا کہ حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت ہر اس شخص کے لئے حق ثابت ہے جو اہل جنت میں سے ہو اگرچہ صاحبِ کبیرہ ہو اس سے ظاہر ہے کہ یہ شفاعت اس امت کے اہل کبار کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ حضرت تمام امتوں کے لئے دشواریوں کے حل فرمانے والے اور نبی رحمت ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کئی قسم کی ہے یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں اور عقائد نسفیہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اور نیک لوگوں کے لئے اہل کبار کے حق میں شفاعت کرنا مشہور احادیث سے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں معتزلہ کا خلاف سوائے اس شفاعت کے جو رفعِ درجہ کے لئے ہو۔

اہل سنت خوش قسمت

اگرچہ ہم عوام کشف نہ سہی لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے سے وہ کام لے رہا ہے جو اس نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے رفع ذکر کا کام اپنے ذمہ لگایا۔ تمام دنیا کا کونہ کونہ چھان ماریے بڑے لمبے چوڑے دین کے دعویٰ کرنے والے دین کے بڑے بڑے امور سرانجام دینے میں رات دن منہمک نظر آئیں گے لیکن ان کی زبان و قلم سے ذکر رسول ﷺ اور اظہار کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ میں --- ہونگے اور ادھر یہ حال ہے کہ سنی کا کوئی گھر اور فردا ایسا نہ ہوگا جس کی زبان اور قلم عشق رسول ﷺ کے موتی نہ بکھیرے بلکہ اس خوش قسمت کا حال یہ ہے کہ جب تک اس کی زبان پر ذکر رسول ﷺ جاری نہ ہو اور اس کے کان میں ذکر مصطفیٰ ﷺ کی آواز نہ گونجے اسے چین نہیں آتا۔

لطیفہ

عام سنی کسی ایسی مسجد میں چلا جائے جہاں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ سنے تو وہ فوراً اس مسجد سے بھاگ نکلتا ہے یا کم از کم بے چین ضرور ہو جاتا ہے اور پھر وہ اپنے ہمجویوں سے اظہارِ افسوس کے طور پر کہتا ہے کہ آج میں منحوس قوم میں پھنس گیا یہ ایک فطرتی امر ہے نہ کسی کے پڑھانے سے آتا ہے نہ کسی کے سمجھانے سے۔

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چند رانے والے

حل لغات

چند رانا (ہندی) جھٹلانا، تنجابل، عارفانہ کرنا۔

شرح

اے رضا نفس تمہارے ساتھ لگا ہوا ہے اور وہ تمہارا دشمن ہے دیکھو کہیں اس کے فریب میں نہ آ جانا کیونکہ تم نے بہکانے والے پھسلانے والے دیکھے ہی نہیں ہیں۔

نفس دشمن

نفس کی دشمنی کے متعلق قرآن پاک میں متعدد مقامات پہ انتباہ ہے اور احادیث مبارکہ میں بے شمار مضامین موجود ہیں اور نفسِ شیطان کے پھسلنے ہوئے بھی بیشمار ہیں۔ چند نمونے فقیر بھی عرض کر دے تاکہ امام احمد رضا قدس سرہ کی نصیحت وزنی محسوس ہو۔

برصیصیا

اس کا مفصل قصہ پہلے گذرا ہے یہاں ایک دوسری روایت مطابق ہے عرض ہے کہ زہرۃ الریاض میں ہے کہ برصیصیا کو دو بیس سال کی عبادت کرنے کے باوجود گمراہ کر ڈالا حالانکہ اسی مدت میں اس نے لمحہ بھر (آنکھ جھپکنے کی مقدار) بھی کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی تھی اس کے ساتھ ہزار ایسے تلامذہ شاگرد مرید تھے جو اس کی برکت سے ہوا پر اڑتے تھے اور عبادت میں ایسا بے مثال تھا کہ ملائکہ اس کی عبادت پر تعجب کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں اس سے تعجب کیوں میں اسے جانتا ہوں تم نہیں جانتے میرے علم میں ہے کہ یہ عنقریب کفر کر کے ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائیگا یہ گفتگو ابلیس نے سن لی اور یقین کر لیا کہ اس کی ہلاکت اس کے ہاتھوں ہوگی اسی لئے اس کے گرجا میں آیا اور صورت عابد کی اختیار کی اور ٹاٹ پہن کر برصیصیا کو پکار کر کہا کون ہے تو اور کیا چاہتا ہے کہا میں عابد ہوں عبادت الہی میں تیری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ برصیصیا نے کہا اللہ تعالیٰ جس سے عبادت لینا چاہے کسی دوسرے کی مدد کا کیا معنی۔ ابلیس نے یہ کہہ کر تین دن مسلسل عبادت میں مشغول رہا نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ برصیصیا نے کہا تو عجیب عابد ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے نہ آرام کرتا ہے میں تو کھاتا پیتا سوتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دو سو بیس برس سے عبادت کر رہا ہوں میرا یہی معمول ہے (تو میری عبادت کا کیا حال ہوگا) ابلیس نے کہا دراصل بات یوں ہے کہ مجھ سے ایک گناہ ہو گیا ہے جب یاد آتا ہے تو مجھ سے کھانا پینا سونا دو بھر ہو جاتا ہے۔ برصیصیا نے کہا تو مجھے بھی کوئی حیلہ بتائیے تاکہ میں بھی تیرے جیسا مشغول بخدا ہو جاؤں کہ نہ کھاؤں، نہ پیوں، نہ نیند کروں۔ ابلیس نے کہا کہ کوئی گناہ کر لے اس کے بعد تو بہ کر لے وہ رحیم بخش دیگا اس کے بعد تجھے طاعت کی خوب حلاوت پائیگا۔ برصیصیا نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے سال کی عبادت کر کے اب گناہ کروں اس سے مجھے شرم آتی ہے۔ ابلیس نے کہا انسان گناہ کرنے کے بعد بھی معذرت کر سکتا ہے برصیصیا تو پھر کون سا گناہ کروں؟ ابلیس نے کہا زنا کہا یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ ابلیس نے کہا تو پھر کسی اہل ایمان کو قتل کر دے کہا یہ بھی مجھ سے نہ ہو سکے گا ابلیس نے کہا ایسا نشہ پی جو تجھے یہوش کر ڈالے کہا ہاں یہ آسان ہے کہا تو شراب لاؤں کہاں سے ابلیس نے کہا فلاں بستی میں عام ملتی ہے وہاں چلا جا۔ برصیصیا چل پڑا بستی میں پہنچا وہاں ایک حسین و جمیل عورت شراب بیچتی تھی اس سے شراب لے کر پی نشہ میں غرق ہو کر زنا بھی اسی عورت سے بدل کیا اس عورت کا شوہر آیا تو اسے برصیصیا نے قتل کر دیا۔ ابلیس نے انسانی بھیس بدل کر بادشاہ کو واقعہ سنایا بادشاہ نے برصیصیا کو گرفتار کر کے اسی کوڑے مارے شراب نوشی کی سزا میں اور زنا کی سزا میں سو کوڑے مارے اس کو سولی چڑھانے کا حکم دیا تاکہ قتل کا بدلہ ہو۔ جب سولی چڑھایا جا رہا تھا تو ابلیس اسی پہلی صورت میں اس کے پاس آیا اور کہا کیا حال ہے سن لے جو بھی میرے دوست کی طاعت کریگا اس کا یہی

حشر ہوگا۔ ابلیس نے کہا میں نے تیرے گمراہ کرنے میں ایک سو بیس سال لگا دیئے تو اب میرے قابو میں آیا ہے اب بھی چاہوں تو تجھے سولی سے بچا سکتا ہوں۔ برصیصیا نے کہا تو پھر دیر کیا ہے کہا تو مجھے ایک بار سجدہ کر لے تیری جان کی رہائی ہو جائے گی کہا لکڑی پر کیسے کہا صرف اشارہ کافی ہے۔ برصیصیا نے ابلیس کو سجدہ کیا تو وہ کافر ہو گیا۔

کرسف زاہد

صاحب روح البیان رحمہ اللہ نے ایک کرسف زاہد کا قصہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک عورت پر عاشق ہو گیا باوجودیکہ عابد، زاہد اور صائم الدہر تھا لیکن عورت کے عشق میں کافر ہو گیا لیکن بعد کو توبہ کی تو ایمان بچا لیا ورنہ نفس و شیطان نے تو پھسلا ڈالا تھا۔ (روح البیان)

اسی کرسف کی طرف اشارہ ہے ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے کسی واقعہ پر بی بی زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دیکھ کر فرمایا

النساء ناقصات العقل والذین وھن صواحب یوسف وصواحب کرسف

عورتیں ناقصات العقل والذین ہوتی ہیں اور وہ صواحب یوسف و صواحب کرسف کی طرح ہیں۔

فائدہ

اس سے عمومی حیثیت مراد ہے ورنہ بہت سی خواتین کو اللہ تعالیٰ نے عقل و دین اور تقویٰ و پرہیزگاری سے ایسا نواز اور نوازتا ہے کہ مرد دیکھتے ہی رہ گئے اور دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ واقعہ برصیصیا کی طرح بلعم باعورا کا بھی واقعہ ہے کہ وہ بھی ان چند رانے والوں میں سے تھا۔

نعت ۶۲

آنکھیں رورو کے سو جانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

دل لغات

سو جانے والے، اسم فاعل از سو جانا، خون کی حرکت بند ہو کر سن ہو جانا۔

شرح

اے رورو کے آنکھیں سو جانے والو جو الوداع ہو کر چلے گئے اب وہ واپس نہیں آئیں گے اسی لئے تم نے بھی اسی ملک کو چھوڑ کر چلے جانا ہے اسی لئے اس دارِ دنیا سے دل نہ لگاؤ بلکہ آخرت کی فکر کرو۔

کوئی دل میں یہ سرا او جڑ ہے
اے او چھاؤنی چھانے والے

دل لغات

سرا، کنارہ، اخیر، ابتداء۔ او جڑ (بے آباد، ویران) مکان، خانہ، گھر، مسافر خانہ یہی مراد ہے۔ چھاؤنی، چھاؤں کرنے کی چیز، چھپر۔ چھانے والے، اسم فاعل از چھانا، پاشنا، پھونس یا کھیرے سے ڈھکنا، غالب ہونا، گھرنا۔

شرح

ایک دن ہوگا کہ یہ دنیا ویران ہوگی ارے بڑے بڑے محلات تیار کرنے والے سوچ لو کہ اس ویرانے کو آباد کرنے کا کیا معنی۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر دنیا کی فنایت کی تصریح فرمائی ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی بے شمار مضامین میں اس کی تباہی و بربادی موجود ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

کن فی الدنيا کانک غریب او عا بر سبیل

دنیا میں اسے رہو گویا تو مسافر ہے یا رہگذر (مسافر)

ممالک دنیا کی تباہی

مفسرین نے فرمایا کہ مکہ معظمہ کو حبشی اور مدینہ طیبہ کو بھوک اور بصرہ کو غرقابہ اور ایلہ کو عراق اور جزیرہ کو جبل اور شام کو روم اور فارس کو زلز لے اور اصفہان کو دجال اور نہاوند کو پہاڑ اور مصر کو دریائے نیل کا انقطاع اور اسکندر یہ کو بربر اور

اندلس کوروم اور خراستان کو گھوڑوں کے کھر اور ری کو ویلم اور ویلن کو ارمن اور ارمن کو خزرا اور خزرا کو ترک اور ترک کو آسانی کڑک اور سندھ کو ہند اور ہند کو سند سکندری کے ملکین اور انہیں یا جوج ماجوج تباہ و برباد کریں گے۔

حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ جزیرہ تباہی سے امن میں رہے گا یہاں تک کہ ارمینہ تباہ ہوگا اور ارمینہ امن میں ہوگا یہاں تک کہ مصر تباہ ہوگا اور مصر امن میں رہے گا یہاں تک کہ کوفہ تباہ ہو جائیگا اور کوفہ ایک بہت بڑی خونریز جنگ سے تباہ ہوگا اور جب خونریز جنگ ہوگی تو قسطنطنیہ بنی ہاشم کے ایک فرد کے ہاتھوں تباہ ہوگا۔ (روح البیان پارہ ۱۵)

ذبح ہوتے ہیں وطن سے بچھڑے
دیس کیوں گاتے ہیں گانے والے

شرح

وطن سے دور ویسے بھی جدائی وطن سے غم اور ملال سے پریشان حال ہوتے ہیں پھر انہیں دیس کے گانے سنانے والے کیوں سناتے ہیں گویا ان کے زخموں پر بجائے مرہم پٹی کے نمک چھڑکتے ہیں۔

وطن کی تحقیق

حدیث شریف میں ”حب الوطن من الایمان“ وطن کی محبت ایمان میں سے ہے یعنی ایمان کی علامت ہے اس سے یہ دنیوی وطن بھی طبعی طور پر مراد ہو سکتا ہے لیکن حقیقی وطن وہ عالم بالا ہے جہاں سے روح آئی۔ صاحب روح البیان آیۃ الروح کے تحت لکھتے ہیں کہ ارواح کو اجساد سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا اس تخلیق کے بعد جہاں روح کی بود و باش رہی وہی اس کا اصلی وطن ہے اور اسی کی محبت علامت ایمان ہے اسی وطن سے جدائی مراد ہے اس کی یاد میں اہل دل ہر وقت بسر کرتے ہیں۔

ارے بد فال بُری ہوتی ہے
دیس کا جنگلا سنانے والے

دل لغات

ارے، حرفِ ندا۔ دیس، وطن، ملک، جائے پیدائش۔ جنگلا، ایک راگ کا نام، کٹھڑا۔

شرح

ارے فلاں بد فال بُری ہوتی ہے اے دیس کا راگ سنانے والے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ مدینہ پاک میں ہیں تو شاید کسی نے وطن کی باتیں بیان شروع کر دی ہوں گی آپ نے مدینہ پاک سے جدائی کے خطرہ سے اسے ایسی باتوں سے روکا کہ کہیں وطن کی باتیں مدینہ پاک سے جدائی کی بدفال نہ بن جائیں۔ اسی لئے وطن کا راگ الاپنے والے ان باتوں سے خاموش ہو جا ہمارے لئے مدینہ پاک کی فضاؤں سے محرومی کا سبب نہ بن۔

سن لے اعداء میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

حل لغات

بگڑنے (مصدر بگڑنا) خراب ہونا، نکما ہونا، خفا ہونا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

اعداء (دشمن) سن لیں کہ میں تمہاری ستم کاریوں سے خراب و تباہ ہونے کا نہیں اس لئے کہ میرے وارث و والی گنبد خضراء کے والی علیہ السلام زندہ موجود ہیں وہ میری بگڑی بناتے بلکہ بگڑنے ہی نہیں دیتے بلکہ اُلٹا میرے اعداء کو تباہ و برباد فرماتے ہیں۔

عقیدہ کی پختگی

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس شعر میں یہ سمجھایا ہے کہ عقیدہ و عقیدت پر اتنی پختگی و مضبوطی ہو کہ اعدائے دین کو چیلنج کرنے میں باک نہ ہو اسی لئے فقیر اپنے عزیزوں سے کہا کرتا ہے کہ تم اپنے وجود میں تو شک کر سکتے ہو لیکن عقیدہ و عقیدت میں خس برابر بھی شک نہ ہو ورنہ مارے جاؤ گے یعنی عقیدہ و عقیدت اتنی پختگی اور مضبوطی ہو تو اپنے امور میں انجام بخیر میں ذرہ بھر شک نہ ہو جیسے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات پڑھنے والے جانتے ہیں کہ آپ احادیث مبارکہ کے ارشادات پر پختگی عقیدہ و عقیدت کا نہ صرف اظہار فرماتے بلکہ عملی طور پر مشاہدہ کر دیتے مثلاً مولانا محمد اطہر نعیمی فرماتے ہیں کہ والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ جب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کا ترجمہ ”کنز الایمان“ مکمل فرمایا تو میری خواہش یہ ہوئی کہ اس کی اشاعت اپنے نعیمی پریس سے کروں۔ میں حاضر خدمت ہوا اور اس کی اشاعت کی اجازت لی اب مرحلہ کتابت کا آیا تو میں تین کتابوں کی کتابت کے نمونے لے کر بریلی حاضر ہوا تا کہ انہیں دکھا کر یہ منظوری لوں کہ کس سے کتابت کرائی جائے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں جب

نمونے پیش کئے تو آپ نے سب سے ادنیٰ تحریر کو پسند فرمایا۔ ابا جان فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ کاتب دوسرے دو کے مقابلے میں پست تر ہے تو آپ نے فرمایا مجھے یہی اچھا معلوم ہوتا ہے ابا جان فرماتے ہیں معاً میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ عقیدہ کے اعتبار سے یہی کاتب راسخ العقیدہ تھے اور بقیہ دو کاتب راسخ العقیدہ نہ تھے حالانکہ ان کے عقیدہ کے بارے میں کوئی بات نہ ہوئی تھی۔

فائدہ

پختگی عقیدہ گویا اتنا راسخ ہو گیا کہ فہم و فراست سے ہی کھرے کھوٹے کا امتیاز فرما دیتے۔

اس شعر میں اس عقیدہ کا اظہار ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اپنے ہر امتی کے حال پر آگاہی ہے بے شمار واقعات شاہد ہیں اور اپنے ہر اس امتی کی بگڑی بھی بناتے ہیں الٹا اس کے اعداء کو تباہ فرماتے ہیں۔ آپ سے رابطہ قوی اور مضبوط ہو تو اس پر بھی بے شمار واقعات و مشاہدات کتب احادیث و سیر اور تواریخ میں موجود ہیں۔

شاہ عبدالحق دہلوی ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان اولیاء میں سے تھے جن کو روزانہ خواب میں دربار نبوی (ﷺ) کی حاضری نصیب ہوتی تھی۔ آپ جب مدینہ منورہ میں تکمیل حدیث کر چکے تو حضور اکرم ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان جا کر علم حدیث کی اشاعت کرو تا کہ وہاں کے لوگ فیضیاب ہوں۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) بغیر حضوری آستانہ مبارک میری زندگی کیسے کٹے گی؟

حکم ہوا پریشان مت ہو رات کو مراقب ہو کر بیٹھ جایا کرو کہ تم ہمارے پاس پہنچ جایا کرو گے تم کو ہر روز زیارت ہوا کرے گی اس پر مطمئن ہو کر جب آپ ہندوستان آنے لگے تو ارشاد ہوا کہ خاکساران ہند پر نظر عنایت رکھنا اس کا آپ پر اتنا اثر ہوا کہ جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو شیخ صاحب نے اپنا یہ معمول بنالیا کہ جب کسی مقام پر باخدا درویش کا سنتے تو اس کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اس سے ملاقات کرتے۔

چنانچہ آپ سے منقول ہے کہ مجھے ایک مرتبہ دکن کے ایک شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ شہر کے قاضی عبدالعزیز نامی (شافعی المذہب) سے ایک روز میں نے دریافت کیا کہ آپ کے شہر میں کوئی نیک دل فقیر یا درویش صفت انسان ہو تو بتائیں میں ملنا چاہتا ہوں۔

قاضی صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص اہل باطن سے مشہور ہے بہت سے لوگ اس کے مرید اور معتقد ہیں مگر میں

اس کی خلافِ شرع باتوں کی وجہ سے خوش نہیں ہوں۔ قاضی صاحب کے بتائے ہوئے پتہ پر میں فجر کے وقت درویش کے پاس گیا مجھے دیکھتے ہی وہ فقیر بولا مولوی عبدالحق آپ کا بڑا انتظار تھا جب میں بیٹھ گیا تو بعد مزاج پر سی اسی فقیر نے صراحی نکال کر ایک جام خود نوش کیا اور دوسرا جام بھر کے مجھے دیا۔

میں نے کہا میں تمہارے فعل پر اعتراض نہیں کرتا لیکن میرے واسطے حرام ہے تین بار انکار کیا اس نے کہا پی لے ورنہ پچھتائے گا جب رات کو میں مراقب ہوا تو دیکھا کہ جہاں خیمہ دربارِ رسول (ﷺ) ایستادہ ہے وہاں سے سو قدم آگے وہ فقیر لٹھ لئے کھڑا ہے ہر چند میں نے آگے جانے کا ارادہ کیا لیکن فقیر نے نہ جانے دیا۔ ناچار واپس آ گیا صبح کے وقت پھر اسی فقیر کے پاس گیا اس نے پھر جام پیش کیا میں نے نہ لیا اور کہا میرے لئے حرام تیرے حکم سے خدا و رسول کا حکم افضل ہے۔ فقیر نے کہا پی لے ورنہ پچھتائے گا رات کو پھر وہی معاملہ پیش آیا نہایت حیران ہوا۔ تیسرے روز پھر اس فقیر کے پاس پہنچا اس نے پھر وہی پیالہ پیش کیا میں نے انکار کیا۔

چوتھی شب جو مراقب ہوا تو پھر فقیر کو سدرہ پایا اور وہ لٹھ لے کر میری جانب دوڑا کہ خبردار جو اس طرف قدم بڑھایا اس وقت حالت اضطراب میں میری زبان سے نکلا

یا رسول اللہ (ﷺ) الغیث یا رسول اللہ (ﷺ) امداد فرمائیے

اسی وقت حضور اکرم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ عبدالحق چار راتوں سے حاضر نہیں ہوا دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے بلاؤ۔ انہوں نے ہم دونوں کو حاضر کیا آپ ﷺ نے فرمایا عبدالحق چار راتوں سے کہاں تھا؟ میں نے سارا قصہ بیان کیا اس پر حضور اکرم ﷺ نے فقیر کی نسبت فرمایا

اخرج يا كلب نکل جاؤ کتے

صبح میں پھر فقیر کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا تو دیکھا کہ اس کا حجرہ بند ہے دو چار مرید بیٹھے ہوئے ہیں پوچھا کیا وجہ ہے کہ پہر دن چڑھا ہے اور دروازہ نہیں کھلا تو فقیر صاحب اندر ہیں بھی کہ نہیں۔ دروازہ کھولا تو پیرنادر حیران ہوئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ کوئی جانور تو یہاں سے نہیں نکلا؟ تو وہ بولے کہ ایک کالا کتا ہم نے یہاں سے جاتے دیکھا ہے جناب شیخ نے فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا جو کتا بن کر نکل گیا ہے۔ رات کا سارا معاملہ ان کو سنایا اب چاہے تم بیعت رکھو یا توڑو۔ اس واقعہ سے تمام لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ تمام درویشوں نے توبہ کی اور

حضرت شیخ سے بیعت ہوئے۔ (تذکرہ غوثیہ شاہ غوث علی پانی پتی)

اس شعر میں یہ بھی ثابت فرمایا کہ غلامی مصطفیٰ میں پختہ ہو جاؤ دشمن خود بخود تباہ و برباد ہو جائیں گے جیسے اوپر شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کا واقعہ شاہد ہے اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اعداء کا حال بھی سب کو معلوم ہے کہ کیسے تباہ و برباد ہوئے۔

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام
او درِ یار کے جانے والے

شرح

درِ رسول ﷺ کی حاضری کے لئے جانے والو ہماری آنکھوں کی طرف دیکھو یہ تمہیں کوئی پیغام دیتی ہیں ان کا پیغام لے جاؤ۔

اس شعر میں دیارِ حبیب ﷺ کا اشتیاق اشاروں کنایوں سے بیان فرمایا ہے جیسا کہ عشاق کا طریقہ ہے کہ کبھی بادِ صبا کو پیغام دیتے ہیں تو کبھی جانے والوں کو قاصد بنا کر معروضات پیش کرتے ہیں۔
حضرت عارف جامی قدس سرہ نے اپنے متعدد اشعار میں عرض کیا

نسیمِ جانبِ بطحا گزر کن زا حوالم محمد ﷺ را خبر کن

اے بادِ صبا مدینہ پاک پہنچ کر میرے حالات سے حضور اکرم کو خبر دے۔

ازالہ وہم

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنی امت کے حالات سے بے خبر ہیں وہاں تو یہ حال ہے کہ ہر آن ہر لمحہ ذرہ ذرہ کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں سابقہ جلدوں میں حضور اکرم ﷺ کے علم شریف کے متعلق احادیث بکثرت نقل کر چکا ہوں چند مضامین آپ کے غلاموں کے ملاحظہ ہوں۔

عرشِ قافرش

ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہ جو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے پوچھا کس حال میں دن گزر ا عرض کی سچا مومن کہہ کر فرمایا تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے زید نے عرض کی

وکانی انظر الی عربی ربی بارزا وکانی انظر الی اهل الجنة یتزاورون فیہا وکانی انظر الی اهل

النار يتضاعفون فيها. (سیرتِ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

میں گویا عرشِ الہی کو ظاہراً دیکھ رہا ہوں اور گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور مچاتے دیکھتا ہوں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا

گفت خلقاں چوں نیند آسمان من به بینم عرش را باعرشیاں

جس طرح لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں اسی طرح عرش کو اہل عرش سمیت دیکھتا ہوں

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ہست پیدا ہم جو بت پیش ثمن

آٹھواں بہشت اور ساتواں دوزخ میرے سامنے اس طرح ظاہر ہیں جس طرح بت پرست کے سامنے بت

اہل جنت پیش چشم ز اختیار در کشیدہ یک به یک را در کنار

جنتی لوگ میری آنکھ کے سامنے پسندیدگی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ بغل گیر ہو رہے ہیں

کہ شد این گوشت ز بانگ آہ آہ از حنین و نعرہ و احرقا

میرے یہ کان دوزخیوں کی ہائے آواز چلانے اور ہائے افسوس کے نعرہ سے بہرے ہو گئے۔

اس شعر میں ان آیات کے مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ (پارہ ۲۲، سورہ فاطر، آیت ۳۷)

اور وہ اس میں چلاتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ (پارہ ۱۲، سورہ ہود، آیت ۱۰۶)

تو وہ بد بخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینگیں گے۔

یا رسول اللہ بگویم سر حشر درجہاں پیدا کنم امروز نشر

یا رسول اللہ ﷺ میں حشر کا بھیڑ کہہ ڈالوں میں آج ہی جہاں میں سب راز ظاہر کر دوں۔ (مثنوی شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۶)

فائدہ

یہ فخر کونین کے غلاموں اور جانثاروں کی نگاہ کا کمال ہے کہ کھڑے ہیں فرش پر دیکھ رہے ہیں عرش کو فرش زمین پر

کھڑے ہو کر جنت اور اہل جنت دوزخ اور اہل دوزخ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ جنت ساتویں آسمان پر اور دوزخ عرش و

فرش، جنتی اور روز خیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو اس آفتاب کو نین کی نظر کا کیا پوچھنا۔

نگاہ ولایت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ عبدالرحمن طفسونجی اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈال رہے تھے ایک آدمی نے عرض کیا حضور اسی سلائی سے میری آنکھوں میں بھی سرمہ ڈال دیجئے۔ آپ نے اس کی آنکھوں میں اس سلائی سے سرمہ ڈال دیا۔ اس پر اس آدمی نے کہا

نظرت من الفرش الى العرش

میں نے فرشِ زمین سے عرشِ الہی تک کی تمام چیزوں کو دیکھ لیا۔ (ہجۃ الاسرار صفحہ ۱۵۸)

اجمیری غریب نواز

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو جب میں پڑھ چکا تو فرمایا آسمان کی طرف دیکھو میں نے دیکھا فرمایا کہ اب تمہیں کیا نظر آرہا ہے میں نے عرض کی عرشِ اعظم تک دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا زمین کی طرف دیکھو میں نے زمین کی طرف دیکھا آپ نے فرمایا کہ اب تمہیں کیا دکھائی دے رہا ہے؟ میں نے عرض کی تحت الثریٰ تک۔ (انیس الارواح صفحہ ۱۲)

فائدہ

جس نبی کے امتیوں کی قوت باصرہ کا یہ کمال ہو کہ تحت الثریٰ سے لے کر عرشِ مجید تک کی ہر چیز ان کی نگاہوں کے سامنے ہے اس نبی کی اپنی نگاہ میں کتنی طاقت ہوگی۔

پیام و سلام

عشاق کا طریقہ ہے کہ عشق کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اس طرح سے دل بہلاتے ہیں کہ کبھی مدینہ کے راہی کو کبھی بادِ صبا کو (وغیرہ وغیرہ) اپنا سلام و پیام محبوب کے حضور پیش کرتے ہیں۔ فقیر اویسی غفرلہ نے سرائیکی زبان میں عرض کیا ہے

میڈے ڈھکڑے سناویں چا

ہوا ویندی مدینے پئیں

یعنی اے صبا مدینے جا رہی ہے تو میرے دکھ درد بھی سنا دینا۔

سیدنا محبوب الہی حضور خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہ نے عرض کی

صبحاء بسوئے مدینہ روکن ازیں دعا گو سلام برخوان

اے صبا! مدینہ کی طرف رُخ کر اور اس دعا گو کی طرف سے بصد احترام سلام عرض کر۔

بگردِ شاہِ مدینہ گردو بصد تضرع پیغام برسان

حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کا طواف کر اور الحاح و زاری کے ساتھ میرا پیغام پہنچا دو۔

بہ بابِ رحمت گھے گزر کن بہ بابِ جبریل گہ جبین سا

اے صبا! کبھی بابِ رحمت کی طرف سے حاضر ہو اور کبھی بابِ جبریل پر اپنی پیشانی جھکا دے

سلام ربی علی نبی گھے بہ باب السلام برخواہاں

کبھی باب السلام پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کر۔

بہ گوزمن صورتِ مثالی نماز بگدار اندر آں جا

(اے صبا) میرے طرف سے صورتِ مثالی اختیار کر اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر نماز ادا کر۔

بہ لحن خوش سورۃ محمد تمام اندر قیام برخوان

اور خوشحانی کے ساتھ کھڑے ہو کر سورۃ محمد کی تلاوت کر

بنہ بہ چنلیں ادب طرازی سرارادت بہ خاکِ آن گو

(اے صبا) اس در اقدس پر ادب و احترام کے ساتھ سرارادت کو جھکا

صلوٰۃ و اقربہ روح پاک جناب خیر الانام برخوان

کثرت سے درود شریف روح مقدس حضور خیر الانام ﷺ پر

بہ لحن داؤد ہم نواشو بہ نالہ درو آشنا شو

(اے صبا) لحن داؤدی کے ساتھ ہم نوا ہو جا اور نالہ درد سے واقف ہو جا۔

بہ بزم پیغمبران غزل را ز عبد عاجز نظام برخوان

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کی بزم مقدس میں اس غزل کو عبد عاجز نظام کی طرف سے پیش کر

پھر نہ کروٹ لی مدینہ کی طرف
ارے چل جھوٹے بہانے والے

حل لغات

کروٹ، پہلو۔ طرف، جانب، ڈھنگ، طور۔ ارے، حرفِ ندا، تعجب ظاہر کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے ارے کیا ہوا۔ کروٹ نہ لینا، خبر نہ ہونا، بھول کر بھی یاد نہ کرتا، واپس نہ پھرنا۔

شرح

بھول کر بھی مدینہ کی جانب یاد نہ کی اب کس لئے عذر کرتا ہے یہ غلط طریقہ ہے اسے جھوٹے اور فضول بہانے بتانے والے دیر نہ کر بس اب چل مدینہ۔

اس شعر میں عاشق مدینہ کو تنبیہ فرمائی ہے کہ عرصہ تک تو یادِ مدینہ سے غافل رہا یا دولانے پر بہانے بناتا ہے ایسے جھوٹے حیلے بہانے عشق کے مفتی کے ہاں قابلِ قبول نہیں۔

تحقیق لفظ مدینہ

مدینہ کے لغوی معنی ہیں شہر۔ یہ بات متفقہ طور پر تسلیم شدہ ہے کہ دنیا میں آج تک کوئی ایسا شہر نہیں ہوا جس کا نام کسی زبان میں شہر ہے۔

یہ عظمت و رفعت صرف سید الاولین و آخرین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التیات کے دارالبحر ت اور آخری آرام گاہ کو ہی حاصل ہے کہ آج صرف مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی اس کو مدینہ شہر کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ مدینہ عربی زبان میں اسمِ نکرہ ہے اور گرامر کے لحاظ سے مدینہ کسی شہر کو بھی کہا جاسکتا ہے اسے اسمِ معرفہ بنانے کے لئے یعنی مخصوص شہر مراد لینے کے لئے المدینہ کہنا ہوگا اس کے باوجود جب بھی کوئی مطلقاً مدینہ کہے گا اس سے یہی شہر معظم یعنی مدینہ منورہ مراد ہوتا ہے۔

اسماءِ مبارکہ

ایک سو کے قریب اس شہر کے نام ہیں فقیر کی کتاب ”محبوب مدینہ“ پڑھئے۔

ایامِ قدیم میں مدینہ

تاریخِ قدیم کے مطابق جب نمرود بن کنعان نے بابل میں بادشاہی کے دروانِ کفر و سرکشی اختیار کی تو ان میں

سے ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ کے الہام سے عربی زبان وضع کی اور بابل سے چل کر مدینہ کے گرد نواح میں سکونت اختیار کی یہ لوگ عملاق بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اس لئے ان کو عمالقہ یا عمالیق کہتے ہیں شام کے جبارہ اور مصر کے فراعنہ انہی کی اولاد میں سے ہیں عمالیق نے صدیوں تک مکہ معظمہ، یثرب (مدینہ منورہ) حجاز وغیرہ پر حکومت کی پھر ان کی اولاد میں یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سرکشی اور تکبر جیسی برائیاں شامل ہو گئیں ایک عرصہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے غرق ہونے کے بعد ملک شامل کو فتح کر لیا اور یہاں سے فارغ ہونے کے بعد عمالیق کے قلع قمع کے لئے ملک حجاز کی طرف فوج روانہ کی ایک دوسری روایت کے مطابق یہودیوں کا یثرب آنا بخت نصر کے ظلم تشدد کی وجہ سے تھا عمالیق کے ساتھ ساتھ یمن میں شالخ بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد نے سکونت اختیار کی۔ عمالیق کی تباہی کے بعد یمن سیل عرم (عم کا سیلاب) کے بعد ان کی اولاد میں سے یمن سے عمرو بن عامر نے یثرب میں آ کر سکونت اختیار کی اس کے بڑے لڑکے کا نام ثعلبہ بن عمرو بن عامر تھا یہی اوس و خزرج (قبائل انصاریہ مدینہ) کے مورث اعلیٰ تھے۔

تبع

حضور سید المرسلین ﷺ کی ولادت باسعادت سے تقریباً ایک ہزار برس پہلے تبع بادشاہ ممالک شرقیہ فتح کرتا ہوا جب یثرب پہنچا تو اس کے ساتھ چار ہزار یہودی علماء و حکماء تھے۔ ان میں سے ایک مشہور عالم اور حکیم کا نام شامل تھا جس نے حساب لگا کر تبع بادشاہ کو بتایا کہ یہ جگہ نبی آخر الزمان ﷺ کا دارالہجرت اور آخری آرام گاہ ہوگی اور باقی علماء نے تصدیق کرنے کے ساتھ ہی بادشاہ سے وہیں رہنے کی اجازت حاصل کی تا کہ ان کی اولاد میں سے کسی کو شفیع معظم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے۔

بادشاہ نے ان کے علیحدہ علیحدہ مکانات تعمیر کرائے اور ایک نہایت نفیس کتاب میں حضور اکرم ﷺ کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں نہایت عاجزی سے اپنے ایمان لانے کا اظہار کر کے شفاعت کی درخواست کی۔ خط پر سونے کی مہر لگا کر شامل یہودی عالم کے سپرد کیا اور اس کو پشت در پشت سپرد کرنے کی درخواست کی تا آنکہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شاموں کی اکیسویں پشت سے تھے نے وہ خط حضور سید الانبیاء ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔ (معارج النبوة، جذب القلوب)

مدینہ اقدس ایسا پیارا شہر ہے کہ خود حضور سرور عالم ﷺ اپنی برزخی زندگی کے لئے مکہ معظمہ پر مدینہ طیبہ کو ترجیح

دیتے ہیں۔ آپ دعا فرماتے

اللهم لاتجعل منایا بمكة اے اللہ ہماری موت مکہ میں واقع نہ ہو۔ (جذب القلوب)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوائے ایک حج فرض کے اور حج نہیں کیا اور پھر کبھی بھی مکہ شریف نہ گئے صرف اس ڈر سے کہ مدینہ شریف کے سوا کہیں اور موت نہ آجائے۔ آپ نے ساری زندگی مدینہ شریف میں ہی گزاری اور آخر کار آپ کو وہیں موت آئی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (ایضاً)

نفس میں خاک ہوا تو نہ مٹا
ہے مری جان کے کھانے والے

حل لغات

جان کو کھانا، تنگ کرنا، بہت باتیں بنا کر پریشان کرنا، دق کرنا۔ ہے کلمہ تاسف، کلمہ ایجاب و تعجب۔

شرح

اے نفس میں بہت خوار و ذلیل ہوا لیکن تو نہ مٹ سکا مجھ پر افسوس کہ تو تو مجھے بہت تنگ کرتا یہ۔

حقیقت نفس

نفس انسان کے لئے بہت بد بلا ہے حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے ایک حکایت لکھی ہے پہاڑ کے دامن میں ایک گاؤں تھا ایک دن گاؤں کے کچھ لوگ پہاڑ کے اوپر گئے تو وہاں ایک بہت بڑا اژدہا برف میں بے حس و حرکت پڑا پایا وہ اسے مردہ سمجھ کر رسوں سے باندھ کے نیچے لے آئے۔ گاؤں کے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس دیکھ دیکھ کر خوش ہونے لگے دھوپ تیز ہوئی تو اس کی حرارت سے اژدہا میں زندگی کے آثار نمودار ہوئے آہستہ آہستہ وہ پورے ہوش میں آگیا پھر اس نے رے توڑ ڈالے اور جوش سے پھنکارنے لگا۔

حضرت رومی اس حکایت سے ہمیں یہ بات ذہن نشین کراتے ہیں کہ انسان کا نفس جو حیوانی جہتوں (غصہ، شہوت، لالچ، تکبر وغیرہ) کا مخزن ہے، مجاہدوں اور ریاضتوں سے مرتا نہیں وقتی طور پر بے حس ہو جاتا ہے جب کبھی اسے تھوڑی سی گرمی پہنچے وہ سارے بندھن توڑ کے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

مشہور نعتیہ قصیدہ بردہ شریف کے مصنف امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ نفس دودھ پیتے بچے کی مانند ہے جب تک اسے دودھ پلاتے جائیں وہ پیتا جائے گا اگر دودھ چھڑا دیں تو چھوڑ دے گا یعنی اس کی بات مانتے جائیں تو

وہ اپنی عادتیں نہیں چھوڑیگا اس کی بات نہ مانیں تو وہ اپنی عادات چھوڑ دیگا۔

حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں جس کسی کی بات مانی جائے وہ احسان مند اور مطیع ہوتا ہے لیکن نفس ایسی چیز ہے کہ اس کی بات مانیں تو یہ اور زیادہ دشمنی پر اتر آتا ہے اس لئے اس کی بات ایسے سن جیسے دیوانے بے عقل کی بات سنتے ہیں یعنی اس کی بات پر مطلقاً توجہ نہ دے ظاہر ہے کہ دشمن کی بات سننا یا ماننا سخت حماقت ہے اس میں نقصان ہی نقصان ہے۔

سائیں تو کل شاہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا نفس مجھے بہت تنگ کرتا ہے اس نے کہا یہ میری بات سنتا ہے تو میں اسے تنگ کرتا ہوں اگر یہ میری بات نہ سنے تو میرا اس پر کوئی زور نہیں۔
یاد رہے کہ کسی شخص میں جس حیوانی جبلت کا زور ہو اس کا نفس وہی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

کسی صاحب دل کی ملاقات ایک ایسے مجذوب سے ہوئی جو ہوش میں آچکا تھا۔ اس نے بتایا کہ جذب کے دوران اسے سڑکوں پر گھومتے انسانوں میں سے بیشتر بھیڑیوں، کتوں، سوروں وغیرہ کی شکلوں میں نظر آتے ہیں خال خال کوئی انسان دکھائی دیتا تھا۔ جنگلی جانور خوبصورت لباس پہنے بڑی بڑی کاروں میں بیٹھے ادھر ادھر جا رہے تھے کیا عجیب منظر ہے۔

اسی طرح ایک حکایت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ آپ جب گھر سے جامع مسجد دہلوی کو جاتے تو چادر اوڑھ کر آنکھیں نیچے رکھ کر چلتے کسی نے وجہ پوچھی تو آپ نے اسے اپنی چادر میں لے کر فرمایا آنکھیں بند کر کے دیکھو جو منظر میرے سامنے آئے مجھے بتائیے اس نے آنکھیں بند کیں دیکھا کہ بندر، گدھے، خچر، بھیڑیے وغیرہ نظر آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان میں جو بڑا گدھا ہے اس کے کان پکڑ کر آنکھ کھول دیجئے اس نے ایسا کیا تو اس کے ہاتھ اپنے کان پکڑے ہوئے تھا۔

شاہ صاحب نے فرمایا کہ اسی لئے میں آنکھیں نیچی کر کے چلتا ہوں کہ مجھے اہل دنیا یوں ہی نظر آتے ہیں جیسے تم نے دیکھے یاد رہے کہ جس نے اپنے کان پکڑ لئے تھے وہ بھی منجملہ اہل دنیا میں سے ایک تھا۔

فائدہ

شیطان بھی انسان کو نفس ہی کے ذریعے پھسلاتا ہے انسان کی حیوانی جہتوں کو ابھار کر اسے بُرے کاموں پر آمادہ کرتا ہے ایک حدیث شریف کے مطابق شیطان انسان کے بدن میں اس کے خون کے ساتھ گردش کرتا ہے چونکہ حیوانی

جہلیس انسان کا حصہ ہیں اس کے خون میں داخل ہیں اور شیطان ان کے ساتھ مل جاتا ہے۔

نفس کو مارا نہیں جاسکتا نہ اسے مارنا چاہیے اسے ضبط کے تحت لانا چاہیے الہڑ پچھڑے کو ضبط کے تحت لا کر اوپر

سواری کرتے ہیں اور اس سے کام لیتے ہیں۔

شیطان سے بچنے کا نسخہ

صوفیہ کرام نے فرمایا کہ نفس اور شیطان کی تباہی اور بربادی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ہتھوڑا، گروز، تیر، توپ

یا کوئی بم نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب مومن پڑھتا ہے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا

ہے اور اس کو جگہ نہیں ملتی، میلوں بھاگ جاتا ہے نفس اور شیطان کی فنا نیت کے لئے ”لا الہ الا اللہ“ سے زیادہ کوئی بڑا وظیفہ

نہیں ہے۔

حکایت

حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابلیس کو خواب میں دیکھا تو اسے اپنے عصا سے مارنے کا ارادہ

فرمایا۔ شیطان نے عرض کی اے ابوسعید میں عصا کی مار سے نہیں ڈرتا ہاں آفتاب معرفت کی شعاع سے ضرور کانپ جاتا

ہوں یعنی وہ آفتاب معرفت جو قلب مبارک کے نورانی آسمان سے طلوع کرتا ہے۔

شیطان سے پناہ مانگنا غیر اللہ سے ڈرنا ہے اور یہ عبودیت کے خلاف ہے۔

دشمن کو دشمن سمجھنا بھی محبت کی نشانی اور غیر اللہ سے بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا بھی عبودیت کی

علامت ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں طاعت کے لئے تیار ہونا یونہی نصیب ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرتا ہو

اور اس سے ڈرنا اپنی عاجزی کا اظہار کرنا ہے جیسا کہ منقول ہے

اخاف من اللہ اللہ سے ڈرتا ہوں

یعنی اس کے عذاب و غضب سے اور منقول ہے

اخاف ممن يخاف الله اس سے ڈرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

یعنی اس کے بُرے افعال سے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

آدمی را دشمن پنہاں بسیست آدمی باحذر عقل کسیست

آدمی کے پوشیدہ دشمن بہت ہیں خوف والا آدمی ہی عقلمند ہے۔

لطیفہ

شیطان وغیرہ سے ڈرنے کا مسئلہ اس قوم کے لئے بھاری ہے جو انبیاء اولیاء سے منسوب افعال و امور کو شرک کہتے ہیں شیطان بھی غیر اللہ ہے اور دیگر اعداء مثلاً نفس وغیرہ ان سے ڈرنے کا کیا معنی جب کہ ڈرنا تو صرف اللہ سے چاہیے لیکن یہ عجیب برادری ہے کہ وہ شیطان کے لئے تو گوارا کر جاتے ہیں لیکن انہیں ناگوار ہیں تو انبیاء اولیاء بالخصوص امام الانبیا ﷺ۔

جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حور
طیبہ سے خلد میں آنے والے

شرح

اے حور و تمہیں دیکھ کے ان عشاق کی کیا زندگی ہے جو مدینہ پاک چھوڑ کر بہشت میں آگئے ہیں بہشت کتنی ہی عظیم شے ہے لیکن مدینہ مدینہ ہے۔ عشاق کا مقولہ مشہور ہے جس نے مدینہ نہیں دیکھا اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔

گنبد خضریٰ

مسجد نبوی میں جہاں آج کل گنبد خضریٰ ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں حضور اکرم ﷺ کی ناقہ مبارک (اونٹنی) ہجرت کے موقع پر بیٹھی تھی۔ مسجد نبوی کے متصل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تعمیر ہوا۔ دیگر حجرات مصطفویہ کی طرح اس کی دیواریں کچی اینٹ کی، چھت کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی، بلندی قد آدم سے ذرہ زیادہ تھی اور دروازہ پر کمبل لٹکا رہتا تھا۔ مشیت ایزدی کے بموجب امام الانبیاء حضور اکرم ﷺ کی روح پر فتوح اسی جگہ سے اعلیٰ علین کو تشریف لے گئی تو آپ کا مدفن اور آخری آرام گاہ بمطابق حدیث قدسی یہی حجرہ شریف قرار پایا اس وقت حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی حجرہ میں قیام فرماتھیں۔

جب مرقد اقدس پر لوگوں کی آمد و رفت کی کثرت ہو گئی تو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی سکونت اور مرقد اقدس کے درمیان دیوار بنوائی اور عموماً قبر شریف پر حاضری دیتی رہیں اور جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر دفن ہو گئے تو کامل پردہ کے بغیر قبروں پر نہیں جایا کرتی تھیں۔

قبر شریف کے متعلق صحیح قول یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک کے مقابل اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ کے بالمقابل ہے۔

حضور اکرم ﷺ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا اہتمام فرمایا اور ساتھ ہی حضرت عائشہ اور حضرت سودا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے بنوائے گئے اس وقت تک یہی دونوں ازواج مطہرات داخل حرم ہو کر امہات المؤمنین کا شرف حاصل کر چکی تھیں۔ حضرت حفصہ اور بعد میں شامل حرم ہونے والی ازواج مطہرات کے حجروں کے ایک ایک اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے دو دروازے تھے جو منٹائے ایزدی کے مطابق تھے کہ اللہ کے حبیب کا وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ پاک اور آپ کی گود میں ہونا تھا اور رحمت عالم ﷺ کے آخری دیدار اور بعد ازاں زیادہ اونچی کردی گئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ صدیقہ کی اجازت اور بارگاہ رسالت میں بہ تقاضائے ادب حجرہ مبارک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زبیر نے روضہ انور کو چاروں طرف سے محفوظ کر دیا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں شدید بارش کی وجہ سے مزارات مقدسہ کی دیواریں منہدم ہو گئیں۔ خلیفہ نے جب اس حالت میں مزارات کو دیکھا تو بہت روئے اور انتہائی عقیدت و محبت سے اپنی موجودگی میں ان کی مرمت و تزئین کا اہتمام کیا۔

عباسی خلفاء میں خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ نے روضہ اقدس اور مسجد نبوی کے لئے ایک خاص قسم کی خوشبو اور خلیفہ المتوکل نے روضہ اقدس کے ارد گرد سنگ مرمر کا فرش بچھانے کا بطور خاص اہتمام کیا۔

خلیفہ المقتدی نے ۵۴۸ھ میں ان تعمیرات پر اضافہ کیا اور ازسرنو سنگ مرمر بچھایا صندل و آبنوس کی نہایت خوبصورت پھولدار کھڑکیاں لگائی گئیں۔ المقتدی کے وزیر کے لئے شمع نبوت کے پروانوں نے ایک دروازہ سے داخل ہو کر زیارت کرتے اور براق پتھروں سے حرم نبوی کو مزین کر دیا اسی دور میں شاہان مصر کی طرف سے ریشمی پردے لٹکائے گئے جن پر سورہ یسین لکھی گئی تھی۔ خلیفہ المقتدی نے ۵۷۰ء میں بنفشی رنگ کے ریشمی پردے تیار کرائے گئے جن کے چاروں کونوں پر ابو بکر، عمر، عثمان اور علی لکھوا کر روضہ اقدس پر لٹکائے خلفائے عباسیہ کے علاوہ دیگر سلاطین بھی اپنی عقیدت و محبت کا بھرپور مظاہرہ کرتے رہے۔

سلطان رکن الدین بیبرس نے ۶۶۷ھ میں حج ادا کیا اور روضہ اقدس پر حاضری کے بعد اس کے ارد گرد نہایت خوبصورت جالی دار جنگلہ مزارات مقدسہ کے چاروں طرف لگوا دیا۔

مصر کے فرمانروا قلاؤن خاندان جس کا دور اقتدار ۷۹۲ء تک رہا روضہ اقدس کے سلسلہ میں نمایاں خدمات

انجام دیتا رہا۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اس خاندان کے ایک سلطان قلاوون صالحی کے صاحبزادے الملک الناصر محمد کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بڑی خوبیوں کا مالک ہے اور ان کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خادم حرمین شریفین ہیں۔

ایک اور مشہور سیاح ابن جبر نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ ہم نے روضۃ اطہر کی زیارت کی اس کی چوڑائی ہر طرف سے بہتر بالشت تھی۔ سنگ مرمر کے ایسے حسین اور دلکش پتھر نصب ہیں جن کی نفیس کاری اور خوبی دلاویزی کی شرح نہیں کی جاسکتی۔ دیواروں پر مسک و طیب کی تھیں چڑھیں ہیں اور لا جوردی پر دے عجب شان سے لہراتے رہتے ہیں۔ ان پر چہار پہلو اور ہشت پہلو حلقے اس نفاست اور مہارت سے بنائے گئے ہیں کہ اندر گول دائرہ اور باہر سفید نقطے ہیں ان کی اشکال ایسی بدیع اور حسین ہیں کہ بیان میں نہیں آسکتیں۔

جو مقام مہبط جبریل کہلاتا ہے وہاں اظہارِ علامت و عقیدت کے طور پر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہوئے دوسرے دروازہ سے گزرتا تھا۔

کائنات کے مالک و مختار کے حجرے کتنے بڑے اور عالیشان تھے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنئے فرماتے ہیں میں ابھی نابالغ ہی تھا ان بابرکت حجرات میں جاتا تو آسانی سے ان کی چھتوں کو چھو لیا کرتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا تھا اور مدینہ منورہ میں رخصتی ہو کر اس حجرۃ شریف میں آئی تھیں جسے گنبد خضریٰ کے مکین کی آخری جلوہ گاہ بننے کی شوکت و سعادت حاصل ہونا تھی اور یہ وہ عظمت و رفعت ہے جس پر عرشِ عظیم بھی ہمیشہ رشک کناں رہے گا۔

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد روضۃ اقدس کی مجاورت اور تولیت کی پہلی سعادت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حصہ میں آئی۔ حضور اکرم ﷺ کا وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۃ مبارک میں ہوا۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشادِ گرامی کے مطابق نبی کا جس مقام پر وصال ہوتا ہے وہیں آخری آرام گاہ ہوتی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر کی وصیت کے مطابق آپ کو بھی اسی حجرۃ شریف میں حضور اکرم ﷺ کی اجازت سے حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اور اپنے والد کے مزارات تک حضرت عائشہ کی بلا جھجک آمد اور موجودگی رہی لیکن جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور آپ کا مزار مبارک بھی اسی حجرۃ میں بنا تو پردہ کا خاص اہتمام کیا گیا۔ حجرۃ شریف کو ابتداء میں لکڑی کی دیوار سے اور پھر پختہ دیوار سے تقسیم کر دیا۔ مزار انور کے ارد گرد جو دیوار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوائی تھی جمال الدین نے بڑی عقیدت و محبت اور دلچسپی کا مظاہرہ کر کے

شفاف اور الگ پردہ لٹکا یا گیا ہے۔

مواجهہ شریف کے سامنے چاندی کی ایک سلاخ ہے اس بات کی علامت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا رخ پر نور اس طرف ہے اور جدھر صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مبارک چہرے ہیں ادھر بیس قدیلیں چاندی کی آویزاں ہیں اور دوسو نے کی ہیں۔

سلاطین مصر نے خانہ کعبہ کے غلاف اور روضہ نبوی کے پردوں کے لئے خاصی جائیداد وقف کر دی تھی جس کی آمدنی سے ہر سال غلاف کعبہ اور پانچ سال کے بعد روضہ رسول کے پردے تیار ہوتے ہیں۔

گنبد خضریٰ اور روضہ پاک کی موجودہ صورت ۸۸۶ھ میں وجود میں آئی جواب تک قائم ہے۔ مصر کے قلاوون خاندان کے سلاطین کی طرح ترک سلاطین نے بھی روضہ اطہر کی تعمیر و تزئین میں حسن اہتمام کی تمام دنوازیوں کے ساتھ حصہ لیا گنبد پاک کا سبز رنگ ترک سلاطین کی پسند ہے ذوق نظر کے ساتھ ان کے حسن انتخاب و حسن عقیدت کا مظہر ہے۔ عثمانی خلیفہ محمود خان پاشا نے ۱۲۳۳ھ میں ذاتی طور پر دلچسپی لے کر گنبد پاک پر سبز رنگ کرایا جو آج تک نظر نواز ہے۔

محمود خان پاشا کو اس اہتمام اور خصوصی توجہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ماضی قریب میں متشدد و گروہ مزارات منہدم کرنے میں پیش پیش تھا جس کے نتیجہ میں پورا عالم اسلام مضطرب ہو گیا تھا۔

مدینہ کا سفر ایک صدی پہلے

ایک صدی پہلے مکہ مکرمہ میں عرفات میں یوں ہوتا کہ مسجد کے دروازہ کے سامنے امام صاحب ناقہ پر سوار ہو کر خطبہ پڑھتے چند آدمی ناقہ کے گرد جھنڈے ہاتھوں میں لے کر کھڑے ہو جاتے یہاں لاکھوں آدمی خطبہ میں مصروف جہاں خطبہ میں لفظ لبیک آتا ہے جھنڈیاں ہلائی جاتی ہیں جب تک جھنڈیاں متحرک رہتی لبیک پکارا جاتا جھنڈیاں نیچے ہوتیں تو خاموشی طاری ہو جاتی یہی کیفیت غروب تک رہتی ہے یہ وہ دور ہے جب نہر زبیدہ چلتی اور مزدلفہ میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی اس کا علاقہ سرسبز و شاداب تھا۔ حج کی فراغت کے بعد حجاج مدینہ منورہ روانہ ہوتے جس کے لئے بارہ منزلیں مقرر تھیں۔

(۱) **وادیٰ فاطمہ:** یہاں آب شیریں کی نہر ہے اور پانی مفت ملتا ہے۔

(۲) **بئر عصفان:** یہ چار کنویں میٹھے ہیں پانی مفت۔

(۳) **منتو کا:**۔ یہاں میٹھا پانی دور ہے بدولا کر بیچتے ہیں۔

(۴) **گدیمہ یعنی قدیمہ:**۔ یہاں یہی پانی قیمت سے ملتا ہے اگرچہ پندرہ کنویں میٹھے ہیں۔

(۵) **رائخ:**۔ سمندر کے کنارے پر ہے سلطانی قلعہ میں فوج رہتی ہے کھاری بکتا ہے مگر دور سے میٹھا پانی بھی گراں قیمت پر آسکتا ہے۔

(۶) **بیز مستورہ:**۔ پانی کنوؤں کا گدلا ہے مگر مفت مل جاتا ہے۔

(۷) **بیر الشیخ:**۔ یہ ایک کنواں گدلے پانی کا ہے۔

(۸) **بیر احسان یا بیٹا بن حصانی:**۔ یہاں گدلا پانی مفت مل جاتا ہے۔

(۹) **آبیا رخلط:**۔ پانی شیریں ہے۔

(۱۰) **بیز عباس:**۔ پانی گدلا اور قیمت سے ملتا ہے۔

(۱۱) **قرش:**۔ پانی نایاب گذشتہ منزل سے مشکیزوں اور صراحیوں میں بھرتی ہیں۔

(۱۲) **مدینہ منورہ**

یعنی قرش سے روانہ ہو کر ایک پہاڑ ملتا ہے جس کو کوہ مفرح کہتے ہیں یہاں سے مدینہ سات کوس رہ جاتا ہے وہیں سے روضہ مبارک نظر آنے لگتا ہے جنہیں آگے بڑھنے کی طاقت نہیں تو یہیں سے زیارت کر لیتے ہیں ورنہ چار آگے بڑھ کے تو رستہ ہی ہے یہاں سے لوگ اونٹوں سے اتر کر ہو لیتے ہیں مدینہ جب کوس ڈیڑھ کوس رہ جاتا ہے تو پہاڑوں کے سلسلے میں اور لمبی لمبی سیڑھیاں ملتی ہیں اور اترتے ہی اکابرین شہران کا استقبال کرتے ہیں۔

نیم جلوے میں دو عالم گلزار

واہ واہ رنگ جمانے والے

حل لغات

واہ واہ، سبحان اللہ، شاباش۔ رنگ جمانا، رنگ چڑھانا، رنگنا، اثر قائم کرنا۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے نیم جلوے میں جملہ عالم باغ و بہار ہے۔ سبحان اللہ آپ کی عظیم الشان آپ کیا ہی خوب رنگ چڑھاتے ہیں۔

جملہ عالم گلزار

احادیث مبارکہ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش بریں کو پیدا فرمایا تو اس پر نور سے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا تو آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ساق عرش پر شجر طوبی کے پتوں پر، سورۃ المنتہی کے پتوں پر، حوروں کے سینوں پر، فرشتوں کی دونوں آنکھوں کے درمیان غرضیکہ ہر جگہ نام محمد ﷺ اسم اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ رب کی بارگاہ میں عرض کی الہی یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تیرا وہ فرزند ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ اس فرزند کے صدقے اس کے باپ پر رحم فرما اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یا آدم لو تشفعت الینا بمحمد ﷺ فی هل السماء والارض لشفعناک

(سیرت نبویہ جلد ۱ صفحہ ۶، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۵)

اے آدم! اگر تم میرے محمد ﷺ کے وسیلے سے تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کی شفاعت کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول فرماتے۔

آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیت علیہ السلام سے فرمایا اے میرے پیارے فرزند تو میرے بعد خلیفہ ہے خلافت میں تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا جب تو اللہ کا ذکر کرے تو ساتھ محمد ﷺ کی تعریف میں بھی رطب اللسان رہنا اس لئے کہ میں نے اس وقت ان کا نام ساق عرش پر لکھا دیکھا جبکہ میں روح اور مٹی کے درمیانی منزل میں تھا پھر میں نے آسمانوں کا طواف کیا میں نے آسمانوں کی کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جہاں آپ کا نام مبارک تحریر نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں ٹھہرایا وہاں میں نے جنت کے محلات پر نام محمد ﷺ لکھا دیکھا۔ علاوہ ازیں حوروں کے سینوں پر، فرشتوں کی دونوں آنکھوں کے درمیان درخت طوبی اور سدرة کے پتوں پر اس نام اقدس کو لکھا دیکھا اے میرے فرزند تو محمد ﷺ کا ذکر کثرت سے کر اس لئے کہ فرشتے اپنے اکثر اوقات میں آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۹)

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

حل لغات

سا، حرف تشبیہ، مانند جیسے کالا سا، گورا سا۔ اگلا، پہلے کا آگے کا، قدیم۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے حسن و جمال جیسا نہ کسی نے دیکھا نہ سنا۔ پہلے زمانے والے یہی کہتے ہیں
رُخِ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ نہیں کوئی دوسرا آئینہ نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

حسن محمد مصطفیٰ علی صاحبہ السلام

حسن یوسفی کی دھوم تو چار دانگ عالم ہے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑ گیا۔ آپ نے شاہی خزانے کی گندم بھوکوں اور قحط زدہ لوگوں میں تقسیم فرمانا شروع کر دی ابھی آئندہ فصل کو تین مہینے باقی تھے کہ خزانے کی گندم ختم ہو گئی اب حضرت یوسف علیہ السلام سوچنے لگے کہ یہ تین مہینے کیسے گزریں گے؟ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رُخ سے نقاب اٹھا دیجئے اپنے چہرہ انور کے دیدار سے بھوکوں کو سیراب فرمائیے جو بھوکا بھی چہرہ انور کا دیدار کرے سیر ہوتا جائیگا گویا بھوکے پیاسے لوگ دیدار کی سیرابی سے اپنی بھوک کے احساس سے بے نیاز ہو جائیں گے اور کیوں نہ ہوئے ہونگے جب قرآن یہ بتا رہا ہے کہ زنانِ مصر نظارہ حسن یوسف علیہ السلام کے غلبے میں اپنے ہاتھوں کے کٹ جانے کے احساس سے بے نیاز ہو گئیں جسمانی اعضاء کا کٹ جانا صاف ظاہر ہے کہ بھوک کے احساس سے کہیں زیادہ شدید تکلیف کا باعث تھا اگر دیدارِ حسن یوسف ان کی توجہ اس تکلیف کی شدت سے ہٹا سکتا ہے تو بھوک کے احساس سے بے نیاز کیوں نہیں کر سکتا۔

نظارہ حبیب کبریا ﷺ یوسف علیہ السلام کا نظارہ حق اور اس سے بھوک کا ختم ہو جانا بجا لیکن ہمارے نبی پاک ﷺ کے دیدار سے سرشار ہو کر بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ صرف بھوک کا علاج بلکہ ہر دکھ اور درد کا مداوا آپ کے دیدارِ پُر انوار کو سمجھتے یہاں صرف بھوک کے متعلق چند واقعات عرض کر دوں۔

(۱) بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوک کی شدت کی وجہ سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے مگر آپ کے نزدیک اس بھوک کا علاج کھانا نہیں دیدارِ محبوب تھا سو جس علاج کی غرض سے حاضر ہوئے تھے حضور اکرم ﷺ کے استفسار پر وہی عرض کر دیا۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لئے آئے تھے کہ آپ کی زیارت سے اپنی بھوک کو دور کر سکیں جس طرح اہل مصر حسن یوسف علیہ السلام سے اپنی بھوک کو دور کر لیتے تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل میں بھی راز یہی تھا مگر انہوں نے اپنا مدعا نہایت لطیف انداز میں پیش کیا اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نورِ ولایت کی وجہ سے واضح ہو چکا تھا کہ اس وقت حضور اکرم ﷺ کا دیدار ضرور نصیب ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا

کیف کان حبکم لرسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ کی ذات سے کس قدر محبت تھی
آپ نے فرمایا

کان رسول اللہ ﷺ احب الينا من اموالنا واولادنا وابائنا وامهاتنا ومن الماء البارد علی
الظما. (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۵۶۸)

رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے اموال، اولاد، آباء و اجداد و امہات سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ کسی پیاسے کو شدید پیاس میں
ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اس سے کہیں بڑھ کر اپنے آقا سے محبت تھی۔

یعنی لوگوں کی پیاس ٹھنڈے پانی سے بجھتی ہے مگر ہماری آنکھیں اور دل زیارتِ چہرہ نبوی ﷺ سے سیراب
ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے آقا کے حضور کہا کرتے یا رسول اللہ ﷺ

انی اذا رايتک طابت نفسی وقرت عینی (سیدنا محمد ﷺ صفحہ ۷۴۰ مطبوعہ مصر)

جب میں آپ کو دیکھ لیتا ہوں دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی آپ کا چہرہ اقدس دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھا

انک احب والذی ومن عینی ومنی وانی لا حبک بداخلی وخارجی وسری وعلائتی.

(تاریخ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

آپ مجھے میرے والدین سے زیادہ محبوب ہیں آقا میرے ظاہر و باطن اور خلوت و جلوت میں آپ کی ہی محبت کی حکمرانی
ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابی تھے جو آپ کے پُرانوار چہرہ اقدس

کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے

کہ وہ آنکھ جھپکتے ہی نہ تھے

فلینظر الیہ لا یطرف

ایک دن حضور ﷺ نے ان سے پوچھا

اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ ہے

ما بالک

دست بستہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ قربان

انی اتمتع بک بالنظر الیک (ترجمان السنن رواہ الطبرانی)

میں آپ کی زیارت سے لذت حاصل کر کے لطف اندوز ہو رہا ہوں

اس روایت میں ”یَنْظُرُ إِلَيْهِ لَا يَطْلُرُ فُطْرُح“ دیکھ رہا تھا کہ آنکھ بھی نہ جھپکتا اور ”انی اتمتع بک

بِالنَّظَرِ“ کی زیارت سے لذت حاصل کر رہا ہوں کے دونوں جملے بار بار پڑھئے اور ان خوش بخت عشاق پر رشک

یکجئے جن کی ہر ہر ادا نے انسانیت کو عشق و محبت رسول کا درس دیا۔

زیارت نہ کروں تو مر جاؤں

امام شعبی حضرت عبداللہ بن زید انصاری کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے رسالت مآب

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سے زیادہ

محبوب ہیں

ولو لا انی اتیک فاراک لظننت انی ساموت

اگر مجھے آپ کا دیدار نصیب نہ ہو تو میری موت واقع ہو جائے

اب میری نگاہوں میں جیتا نہیں کوئی

اسی صحابی کے بارے میں ہی منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور اکرم ﷺ کے وصال کی خبر دی وہ

اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ وصال کا سن کر نہایت ہی غمزدہ ہو گئے اور بارگاہِ الہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا

کی

اللهم اذهب حتی لا اری بعد حبیبی محمد احدا فکف بصره

اے اللہ میری آنکھیں واپس لے لے تاکہ میں اب اپنے پیارے حبیب آقا محمد کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں

پس ان کی نظر اُسی وقت ختم ہو گئی۔

چه کنم چشمم بدمن نکند بکس بگاھے

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی بینائی جاتی رہی لوگ

ان کی عیادت کے لئے گئے اور افسوس کا اظہار کرنے لگے انہوں نے جواب میں کہا

کنت اریک بها لا نظر الی نی ﷺ فاما اذا قبض النبی ﷺ فولله ما یسرنی ان بهما بظبی من ظبی
تباله. (الادب المفرد للبخاری صفحہ ۱۴۱)

مجھے ان آنکھوں سے فقط اس لئے محبت تھی کہ ان کے ذریعے مجھے اپنے پیارے آقا کا دیدار نصیب ہوتا اب چونکہ آپ کا
وصال ہو گیا اس لئے اگر مجھے ہرن کی آنکھیں بھی مل جائیں تو بھی مجھے کیا خوشی

وہی دھوم ان کی ہے ماشاء اللہ
مٹ گئے آپ مٹانے والے

حل لغات

دھوم، شہرہ، افواہ، غل غپاڑہ۔ ماشاء اللہ، خدا بڑی نظر سے بچائے، کیا کہنا ہے۔

شرح

وہی ان کی شہرت کا کیا کہنا وہ جوان کو مٹانے کی فکر میں تھے خود ہی مٹ گئے۔

مٹ گئے مٹانے والے

حضور اکرم ﷺ کے اعداء کفار و مشرکین نے آپ کے نام و نشان کے مٹانے کے لئے ہزاروں جتن کئے لیکن اب
وہ خود رہے نہ ان کا نام و نشان۔

کتب سیر میں ہے کہ ایک روز آپ خانہ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے عقبہ نے آپ کے دونوں شانوں کے
درمیان اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یوں دعا فرمائی یا اللہ تو گروہ قریش کو پکڑ۔ یا اللہ تو
ابو جہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کو پکڑ۔

اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب کو بدر کے دن
مقتول دیکھا اور امیہ کے سب چاہ بدر میں پھینک دیئے گئے۔ امیہ موٹا تھا جب اسے کھینچنے لگے تو چاہ میں ڈالنے سے پہلے
ہی اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ مزید واقعات دیکھئے فقیر کی کتاب ”گستاخوں کا بُرا انجام“

لب سیراب کا صدقہ پانی
اے لگی دل کی بجھانے والے

حل لغات

لب، ہونٹ، کنارہ، طرف، جانب، تھوک، رال۔ سیراب، پانی سے بھرا ہوا، بھرپور، پھولا پھلا۔ لگی، خواہش، پریت، لگن، راگ، لپیٹ، آگ، آتش۔ بجھانے، ٹھنڈا کرنا، دھیمہ کرنا۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ اپنے سیراب ہونٹوں کے صدقے رحمت کا پانی عطا ہواے جلی ہوئی دل کی آگ کو ٹھنڈا کرنے والے۔

اس شعر میں تمنائے زیارتِ حبیب ﷺ کے بعد میٹھی میٹھی باتیں سننے کا اشتیاق ظاہر کی ہے جیسا کہ پیرسید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا۔

آپ کے اشعار فقیر اس شرح میں لکھ چکا ہے۔

ساتھ لے لو مجھے میں مجرم ہوں
راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے

حل لغات

تھانے والے، پولیس کی چوکی والے

شرح

میں مجرم ہوں مجھے بھی اپنے دامن کی پناہ میں لے لو اس لئے کہ راستہ میں پولیس کی چوکیاں ہیں کہیں پکڑا نہ جاؤں۔

ہو گیا دھک سے کلیجا میرا
ہائے رخصت کی سنانے والے

حل لغات

دھک، دل کی ناگہانی حرکت، جھوٹی جھول پہلا معنی مراد ہے۔ کلیجہ، انسان کا جگر، ہمت دلیری، حوصلہ پیار، پونجی مطلق دل، کلمہ تنفر مثلاً کسی نے پوچھا یہ کیا ہے دوسرے نے کہا تمہارا کلیجہ، چھاتی سینہ، یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ ہائے، افسوس، کلیجہ دھک سے ہو جانا ایک محاورہ ہے اس سے مراد دل پر خوف چھا جانا، حیرت چھا جانا، دل کورنج دینا۔

شرح

میرے دل پر خوف چھا گیا ہائے رخصت (الوداع) کی بات کرنے والے مدینہ پاک سے الوداع کے وقت ہجر مدینہ کا حال ظاہر فرمایا ہے کیونکہ مدینہ پاک سے الوداع عاشق کے لئے موت سے کم نہیں ہوتا ہم نے آنکھوں سے عاشقان زار کو دیکھا کہ جو نبی الوداعی زیارت کو جاتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا ان کی جان لبوں پر ہے۔ روتے آنسو بہاتے، ہچکیاں بندھ جاتی ہیں بڑی مشکل سے فراغت پا کر مسجد نبوی پاک ﷺ سے باہر نکلتے ہیں۔

خلق تو کیا ہیں کہ خالق کو عزیز
کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے

دل لغات

عجب، انوکھا، نیا، عمدہ، نادر۔ بھانا، مرغوب ہونا، دل کو لگنا۔

شرح

نہ صرف مخلوق بلکہ خالق کو بھی عزیز ہیں کچھ عجیب سے محبوب ہیں کہ ہر ایک کو مرغوب اور دلپسند ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ . (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جائے اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب رب تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل خود بھی محبت کرتے ہیں اور تمام آسمانوں میں اعلان فرماتے ہیں کہ فلاں بندے سے رب محبت فرماتا ہے سارے آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر دنیا والوں کے دلوں میں اس کی محبت میں ڈال جاتی ہے جس سے مخلوق کے دل خود بخود اس کی طرف کھینچے لگتے ہیں اسی طرح آیت کریمہ میں اشارہ ہے

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا (پارہ ۱۶، سورۃ مریم، آیت ۹۶)

عنقریب ان کے لئے رحمن محبت کر دے گا۔

خلق کو عزیز

بعض اولیاء اللہ جیسے حضور خواجہ اجمیری یا سرکار بغداد یا خواجہ سہروردی یا خواجہ نقشبند قدس سرہم کہ لوگوں نے اگرچہ

ان حضرات کی زیارت نہ کی مگر خود بخود لوگ ان کی طرف کھینچ رہے ہیں بلکہ ناسمجھ مخلوق بھی اللہ کے پیاروں سے محبت کرتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے لئے تو کتب سری میں معجزات بکثرت ملتے ہیں مثلاً سوکھی لکڑی آپ کے فراق میں روتی رہی، کنکروں نے کلمہ پڑھا، جانوروں نے سجدے کئے وغیرہ وغیرہ۔

اولیاء کرام سے محبت

اولیائے کرام کے لئے بھی بے شمار اس قسم کے واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

کشتہ دشت حرم جنت کی
کھڑکیاں اپنے سرہانے والے

دل لغات

کشتہ فارسی اسم مفعول از کشتن، قتل کیا ہوا، لاش، بوتھ، عاشق، مٹا ہوا، ماری ہوئی دھات، یہاں عاشق مراد ہے۔
کھڑکیاں، کھڑکی کی جمع، جھڑوکا، چھوٹا دروازہ، بگڑہ کے اوپر کا حصہ جو موکھا سا کھلا ہوا ہوتا ہے۔ سرہانہ، وہ چیز جس پر تکیہ رکھ کر لیٹتے ہیں۔

شرح

صحرائے حرم کے عاشق کا مرتبہ ہے کہ جس کے سرہانے جنت کی کھڑکیاں مشتاق کھڑی ہیں۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

دل لغات

سونی، خالی، ویراں۔ دھوم مچانا، غل مچانا، ہنگامہ برپا کرنا۔

شرح

اے رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آج گلی کیوں ویراں ہے اٹھ کھڑا ہوا ہے ہنگامہ برپا کرنے والے۔

اس شعر میں امام اہل سنت محدث بریلوی قدس سرہ پہلے مصرعہ میں انسانی فطرت کا ذکر فرمایا ہے کہ انسان عموماً غفلت اور سستی کی زندگی بسر کرتا ہے دوسرے مصرعہ میں کچھ کام کرنے کی ترغیب و تحریص دلائی ہے کہ انسان جب مرد

مجاہد بن کراٹھ کھڑا ہوتا ہے تو ہر سو دین اسلام کی دھوم مچ جاتی ہے جس سے اس کو اپنی ذات کو بھی خطاب کرنا پڑتا ہے گویا مصرعہ میں یوں فرمایا

اے مردِ خدا کچھ کر کے دکھا

مثلاً دیکھئے سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین و اسلام کو زندہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو ساری دنیا میں دین و اسلام کی دھوم مچا دی۔

سیدنا علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پنجاب میں دھوم مچائی تو سیدنا غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان کو رنگ دیا۔

خود امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو دیکھئے کہ کسی دھوم مچائی کہ عرب و عجم کا کون سا کونہ ہے جہاں آپ کی دھوم نہیں عرب و عجم میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت کے متعلق پروفیسر مسعود احمد صاحب مدظلہ کی تصنیف کا مطالعہ کیجئے۔

نعت ۶۲

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بُو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

حل لغات

مہکنا، معطر ہونا، خوشبودینا۔ بھٹکنا، راستہ بھولنا، ڈانواں ڈول پھرنا۔

شرح

کیا ہی محبوب پیارا ہے کہ جب وہ مہکنے والے مہکتے اور خوشبو پھیلاتے ہیں تو آپ کی خوشبو سے راستہ پالیتے ہیں وہ جو راستہ بھولنے والے ہوتے ہیں۔

خوشبوئے رسول ﷺ

اس شعر میں ان احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر میں خوشبو ہی خوشبو تھی آپ جس راہ سے گزرتے ہفتوں خوشبو مہکتی رہتی تھی اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو حضور اکرم

ﷺ کی تلاش میں ہوتے انہیں آپ کی خوشبو سے راستہ مل جاتا تو وہ بغیر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ جاتے۔

جسم کے پسینہ کی خوشبو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ خوش منظر، نورانی رنگت والے تھے، تو صیف کرنے والے نے سوائے آپ ﷺ کے اور کسی کے چہرہ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ نہیں دی اور جب کبھی آپ کو پسینہ آتا تو آپ کے چہرہ انور سے موتیوں جیسے قطرے جھڑتے تھے جو مشک و عنبر و کستوری سے زیادہ خوشبودار تھے۔ (زینب المجالس، خیر البشر بے مثل بشر)

سوال

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ بغدادی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں؟

جواب

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے کیونکہ امام محمد بن اسماعیل بخاری (صاحب بخاری شریف) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے اور علم حدیث کا قاعدہ ہے جس حدیث کو ایسے ائمہ حدیث قبول کر لیں وہ حدیث قابل حجت ہوتی ہے۔ صاحب روض انوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مندرجہ ذیل کا واقعہ لکھ کر ایک شعر لکھا کہ ایک صحابی کا قصہ ہم لکھ آئے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی میں اپنی بیٹی بیاہ رہا ہوں میری مدد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ایک شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ وہ لایا تو حضور اکرم ﷺ نے اپنی دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی بھر دی اور فرمایا یہ شیشی بیٹی کو دو اور اسے کہو کہ یہ لکڑی شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگائے چنانچہ لڑکی نے ایسے ہی کیا اسی وجہ سے اس گھر کی شہرت بھی بیت الطیبین (عطر والے) سے ہو گئی۔

یفوح من عرق مثل الجمان له شذ تضل الفرائی منه تقطر

حضور اکرم ﷺ کا پسینہ مبارک (موتیوں کے تشابہ تھا) سے خوشبو مہکتا، حسین عورتیں اسے بجائے عطر کے لگاتی تھیں۔

کوچے بسا دیئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور اکرم ﷺ مدینے کی راہوں میں سے کسی راہ سے گزرتے تو اہل مدینہ ان راہوں میں مہکتی ہوئی خوشبو پاتے تھے اور کہتے تھے کہ اس راستے سے رسول اللہ ﷺ گزرے ہیں (اس حدیث کو ابویعلیٰ اور بزاز نے صحیح سند سے روایت کیا) (المواہب الدنیہ صفحہ ۸۲)

جگمگا اٹھی مری گور کی خاک
تیرے قربان چمکنے والے

حل لغات

جگمگانا، روشن ہونا۔ گور، قبر، روشنی دینا، کوندنا، رونق پکڑنا۔

شرح

میری قبر کی خاک روشن ہوگئی جب آپ میری قبر میں تشریف لائے۔ نفسی الغداء اے میرے کریم، تاریکیوں کو روشنی بخشنے والے۔

ہر قبر میں جلوہ گری

اس عقیدہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہر قبر میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے اس سے مومن کو اور کیا چاہیے کہ قبر کی کالی رات میں آقائے کونین جلوہ گر ہوں تو اس کی گور کی خاک جگمگانا اٹھے گی تو اور کیا ہوگا۔ زیارت ہر قبر کے متعلق اس شرح میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور فقیر کی علیحدہ تصنیف ”القول الموبدہ فیما تقول فی ہذا الر لمحمد“ بھی خوب ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

مہ بے داغ کے صدقے جاؤں
یوں دکتے ہیں دکنے والے

حل لغات

مہ، چاند۔ بے داغ، صاف، پاک، بے گناہ۔ دکننا، چمکنا، جھلکنا۔

شرح

محبوب صاف چہرے والے پہ قربان جاؤں دیکھو لوگو چمکنے والے پھول چمکتے ہیں آسمانی چاند چمکتا ہے لیکن اس کے چہرے میں چھائیاں ہیں اور ہمارے محبوب ﷺ کے چہرے کی صفائی کا کیا کہنا اس میں داغ کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔

مہ بے داغ

حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کو بے داغ کہہ کر گویا اس شاعر کو ادب سکھایا ہے جس نے آپ کو چاند سے تشبیہ دی جیسے کسی دوسرے شاعر نے کہا ہے کہ

چاند کے منہ پر چھائیاں عربی کا چہرہ صاف ہے

چاند سے تشبیہ دینا کیا یہی انصاف ہے

اس کی اصل وجہ یہ ہے جو کسی نے فرمایا

منعکس دروئے ہمہ خوئے خدا است

مصطفیٰ آئینہٴ روئے خدا است

رسول اللہ ﷺ اللہ کا آئینہ ہیں آپ میں تمام صفاتِ خداوندی منعکس ہیں۔

جو ذاتِ ذاتِ خداوندی کا آئینہ ہو اس میں داغ (عیب) وغیرہ کیسا بلکہ اس میں داغ (عیب) کا تصور بھی کفر ہے۔

دوسرے مصرعہ میں نبی ﷺ کے نام لیواؤں کی شان بیان فرمائی جو تہہ دل آپ (ﷺ) کا نام لیوا ہے اس کی شہرت چار

دانگ عالم ہے مثلاً خود امام احمد رضا محدث بریلوی کو دیکھ لیجئے کہ الحمد للہ کہ آج ان کا چار دانگ عالم میں ایک ”عاشق

رسول ﷺ“ اور عالم اسلام کے ایک عظیم مفکر کی حیثیت سے دکھ رہا ہے اور عشق و علم مصطفیٰ ﷺ کی روشنی اور خوشبوئیں

تمام عالم میں بکھیر رہا ہے۔

ایسے ہی سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیجئے کہ انہوں نے خود کو اتنا چھپایا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ

عنہ جیسے دین کے ستون جیسے امام بھی آپ کے ہم زمان ہو کر آپ سے بے خبری کا اظہار کر رہے ہیں لیکن ان کے نام کو

عشق ﷺ نے ایسا روشن کیا کہ آپ نہ صرف عالم سفلی میں مشہور ہیں بلکہ عالم بالا میں آپ کا نام روشن ہے۔ ایسے ہی ہر

عاشق رسول (ﷺ) کا حال ہے کس کس کا حال لکھوں۔

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض

کیا جھلکتا ہے جھلکنے والے

حل لغات

تاب، روشنی، چمک۔ عارض، رخسار، گال۔ جھلکتا، جلوہ دکھانا، کوندنا۔

شرح

چہرہ اقدس کی چمک عرش تک پھیلی ہوئی ہے سبحان اللہ کیا جلوہ دکھانے والے جلوہ دکھاتے ہیں۔

نور علی نور

چونکہ آپ سراپا نور ہی نور تھے بشری لباس ایک حجاب تھا جس سے آپ کی نورانیت کا ظہور محسوس نہ ہوتا ورنہ

حقیقت وہی تھی جو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا ہے

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ. (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔

سے آپ کی نورانیت کا ثبوت کافی ہے اس پر احادیث مبارکہ کے شواہد حاضر ہیں۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے مندرجہ ذیل احادیث روایت کرتے ہیں تحقیق

میں اللہ کے نزدیک اس حال میں خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں کہ آدم روح اور بدن کے درمیان تھے یعنی ان کا پتلا زمین پر

بے جان پڑا تھا اور اس میں روح داخل نہیں ہوئی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آدم زمین پر اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے

(یعنی آدم علیہ السلام آب و گل کے درمیان تھے یعنی ان کا پتلا بن رہا تھا بھی مکمل طور پر تیار نہ ہوا تھا اور اس میں روح نہ پھونکی گئی تھی)

فائدہ

اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ کا پتہ چلتا ہے کہ آپ تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل خاتم النبیین لکھے جا چکے تھے

اور آپ کی نبوت فرشتوں اور روحوں کو ظاہر کر دی گئی تھی جیسا کہ وارد ہے کہ آپ کا اسم مبارک عرش آسمان، محلات،

بہشت، اس کے بالا خانوں، حور عین کے سینوں، جنت کے درختوں کے پتوں، شجر طوبی، فرشتوں کی آنکھوں اور بھوؤں پر

لکھا ہوا تھا۔ بعض عرفاء کا کہنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک عالم ارواح میں روحوں کی اس طرح تربیت کرتی تھی

جس طرح دنیا میں تشریف لانے کے بعد جسم مبارک کے ساتھ اجسام کی مربی تھی اور ارواح کا ابدان سے پہلے پیدا ہونا

بلاشبہ ثابت ہے۔

حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ کا نور سب سے پہلے تخلیق کیا گیا اور یہ کہ آپ اللہ کے نور سے ہیں اور تمام

دنیا آپ ﷺ کے نور سے ہے۔

جبریل علیہ السلام سے آپ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ اے جبریل آپ نے اپنی تخلیق کے بعد کیا دیکھا

انہوں نے کہا میں نے ہر ستر ہزار سال بعد ستر ہزار مرتبہ ایک نور دیکھا۔ ارشاد ہوا یہ میرا ہی نور تھا۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

خروجت من اصلااب الطاہرین الی ارحام الطاہرات

میں پاک صلبوں سے ہوتا ہوا پاک رحموں میں آیا ہوں۔

فائدہ

معتبر روایات سے ثابت ہے کہ نور محمدی پاکیزہ اصلا ب و ارحام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے پاس آیا جو ہر دور میں پیشانیوں میں چمکتا رہا اور جب دنیا میں حضور اکرم ﷺ کی جسمانی ولادت ہوئی تو اس نور کا پیر بن ہی جسم اطہر بنا جس نے آپ کے طیب و طاہر وجود کو سراپا نور بنا دیا یہی وہ نور تھا کہ آپ کی ولادت کے وقت ظہور میں آیا تھا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں حضور فرماتے ہیں

وقد خرج لها نور اضاءت لها منه قصور الشام

اور تحقیق میری ولادت کے وقت میری والدہ کے لئے ایک نور ظاہر ہوا کہ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ یعنی انہوں نے اپنی جگہ (کہ) ہی سے شام کے محلات کو ملاحظہ فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے متعلق یہ خیال کرنا کہ آپ اسی طرح پیدا ہوئے ہیں جس طرح ہر انسان پیدا ہوتا ہے درست نہیں بلکہ سوء ادبی ہے۔

فائدہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکه نجلقی هیچ فردی از افراد

عالم مناسبت ندارد کہ او ﷺ با وجود منشاء عصری از نور حق جل و علی مخلوق گشتہ است

كما قال عليه الصلوة والسلام خلقت من نور الله

جاننا چاہیے کہ محمد ﷺ کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم افراد سے کسی فرد کی پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے اس لئے کہ آپ ﷺ باوجود عصری پیدائش میں مناسب نہیں رکھتے اس لئے کہ آپ ﷺ باوجود عصری پیدائش کے اللہ جل و علی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

مسئلہ

امام الفقہاء حضرت علامہ خیر الدین ربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جس شخص نے حضور اکرم ﷺ کی فضیلت بیان کرنے کے دوران یہ کہا حضور ﷺ مخرج یوں سے نکلے ہیں تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور

اگر آپ کا ذکر صلحاء کے ذکر میں کیا یا اراد کیا کہ آپ بشر ہیں پھر ایسی بات کہی تو اسے قتل تو نہیں کیا جائیگا مگر سخت مار پیٹ کی جائے گی اور اگر کسی کے جواب میں بغیر محض اپنے کلام میں کیا تو وہ قتل کیا جائیگا یعنی اسے سزا ضرور ملے گی۔

صحیح حدیث میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں میری مانند کوئی نہیں۔ کہیں فرمایا تم میں کون میری مانند ہے؟ میں رات کو اپنے رب کا مہمان ہوتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے کہیں فرمایا تم میں کوئی میری طرح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کھلانے پلانے والا مقرر کیا جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے کہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری ملاقات کا ایک ایسا وقت مقرر ہے کہ اس میں کسی نبی یا رسول یا مقرب فرشتے کی رسائی نہیں، کہیں فرمایا کہ میں جسم کی ساخت میں بھی تم جیسا نہیں ہوں۔

فائدہ

احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کے بول و براز کا نشان زمین پر نظر نہیں آتا تھا زمین اسے جذب کر لیتی تھی آپ کے لعاب دہن سے کھار پانی میٹھا ہو جاتا تھا۔ بیماریاں دور ہو جاتی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وضو کے وقت آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے جن سے مشک و عنبر جیسی خوشبو آتی تھی آپ جس طرح اپنے سامنے دیکھتے اسی طرح اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے جیسے قریب سے دیکھتے اسی طرح دور سے بھی دیکھتے تھے، تاریکی اور روشنی میں آپ یکساں دیکھتے تھے آپ کی انگشت مبارکہ کے اشارے سے سورج پلٹا، چاند دو ٹکڑے ہوا، انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کے چشمے نئے۔ یہ معجزات کس کے؟ آپ کے نورانی اور روحانی وجود جس کا مادیت سے کوئی واسطہ دور کا بھی نہ تھا۔

فائدہ

آپ کی جسمانی پیدائش کے بارے میں ارباب سیر نے لکھا ہے کہ آپ ناف بریدہ، ختنہ شدہ، سرگیں آنکھوں کے ساتھ پیدا ہوئے۔

حکماء کی تحقیق یہ ہے کہ جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اپنی غذا ناف کے ذریعہ حاصل کرتا ہے ماں جو کچھ کھاتی ہے اس کا کچھ حصہ ناف کے ذریعے سے بچہ کی غذا کا کام دیتا ہے اور اس غذا سے اس کی نشوونما ہوتی ہے پیدا ہونے کے بعد یہ ناف کاٹ دی جاتی ہے پھر بچہ منہ کے ذریعہ سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔

حکماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ حمل کے دوران عورت کی ماہواری ختم ہو جاتی ہے اور یہ خون بھی بچہ کی غذا کا کام دیتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ جب ناف بریدہ پیدا ہوئے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شکم مادر میں آپ کی پرورش بچوں کی طرح نہیں ہوئی اور کوئی ایسی غذا ماں کے ذریعہ سے آپ کو نہیں ملی جو بطنِ مادر میں بچوں کو ملا کرتی ہے یہاں بھی آپ کے جسم کی نشوونما ایسی روحانی غذا سے ہوئی جس میں کوئی بچہ آپ کا شریک نہیں لہذا یہ کہنا درست ہوگا کہ آپ کی جسمانی ولادت بھی ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کی مثال ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا کہنا ہے کہ میں ان تمام کیفیات سے دوچار نہیں ہوئی جن کا عام طور پر تمام عورتوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے اور نہ آپ کی جسمانی ولادت کے وقت میں نے کوئی آلائش دیکھی جیسے کہ بچوں کی ولادت کے وقت دیکھنے میں آتی ہے۔

گل طیبہ کی ثناء گاتے ہیں
نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے

دل لغات

گل، پھول۔ طیبہ، مدینہ طیبہ کا نام۔ ثناء، تعریف، مدح۔ گائے از گانا، مشہور کرنا، سراہنا۔ نخل، کھجور، مطلق درخت، طوبیٰ، نہایت خوشبودار پیری کا درخت، بہشت کے مشہور درخت کا نام۔ چہکنے والے از چہکنا، چخنا، چہ چہ کرنا۔

شرح

نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے ملائکہ طیبہ کے گل کی تعریف اور مدح و ثناء گاتے ہیں۔

جملہ عالم کے رسول ﷺ

حضور اکرم ﷺ جملہ عالم کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں اسی لئے ہر امتی کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کرے اور آپ سے ہر امتی کی محبت فرض ہے اور محبت کی علامت میں سے ہے کہ محبوب کی ہر شے محبوب ہو اور محبت محبوب کو زیادہ کرتا ہے حدیث شریف میں ہے

من احب شینا اکثر ذکرہ

جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے

نخل طوبیٰ پر ملائکہ ہی ہیں اور کون ہوگا ظاہر ہے کہ ملائکہ بھی ہماری طرح حضور اکرم ﷺ کے امتی ہیں اور ان کا کام عبادت کے سوا اور کیا ہے جب مسلم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں تو یہ قاعدہ بھی مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اذا ذکرتم معی

جب میرا ذکر ہوگا اے حبیب ﷺ آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ ضرور ہوگا۔

عاصیو تھام لو دامن ان کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

دل لغات

تھام لو از تھامنا، روکنا، پکڑنا، کھڑا کرنا، مدد کرنا۔ جھٹکنا، زور سے ہاتھ چھڑانا، جھٹکا دینا، ہاتھ جھلانا، ہاتھ ہلانا۔

شرح

اے عاصیو حضور اکرم ﷺ کا دامن مضبوط پکڑ لو آپ کی عادتِ کریمہ ہے کہ آپ دامن پکڑنے والے سے ہاتھ نہیں چھڑاتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اس شعر کی کسی نے پنجابی میں ترجمانی کی ہے

جیدی بانھ قٹرے اونوں چھوڑ دے نہیں

لجپال پریت نوں توڑ دے نہیں

یعنی حبیبِ خدا لجپال اور پریت پال ہیں جسے گلے لگالیں اسے نہیں ہٹاتے بلکہ جس کا ہاتھ پکڑتے ہیں پھر اسے کبھی بے وارث کر کے نہیں چھوڑتے۔

بڑھیا کا قصہ

مکہ معظمہ میں ایک بڑھیا کو حضور اکرم ﷺ سے سخت عداوت تھی ادھر آپ کے کمالات کا شہرہ بڑھ رہا تھا سنتی رہی کہ جو بھی آپ کے قریب لگتا ہے آپ کا ہی ہو جاتا ہے خیال کیا کہ مکہ شہر سے باہر کہیں جاسوں تاکہ میں ان کے دین کو قبول نہ کر سکوں کہیں آباؤ اجداد کے دین سے ہاتھ دھونا پڑے اپنا اثاثہ (پونجی) ایک گھڑی میں باندھ کر باہر جانے کو تیار بیٹھی ہے لیکن نہ خود اٹھا سکتی ہے نہ کوئی دوسرا اس کی مدد کرتا ہے۔ ادھر سے حضور اکرم ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ نے بڑھیا سے حال پوچھا اس نے کہا مجھے شہر سے باہر کسی جنگل میں چھوڑ آئیے حضور اکرم ﷺ نے گھڑی اٹھائی اور بڑھیا نے آپ کا دامن پکڑا کہ کہیں یہ نوجوان میرا سامان لے کر بھاگ نہ جائے۔ بڑھیا نے آپ کی شفقت اور لطف و کرم کو دیکھ کر نام پوچھا آپ نے نام بتایا تو قدموں پر گری اور اسلام قبول کر لیا۔

ابر رحمت کے سلامی رہنا
پھلتے ہیں پودے لچکنے والے

حل لغات

ابر، بادل، گھٹا۔ سلامی، ہتھیار اٹھا کر سلام کرنا۔ لچکنا، جھکنا، مڑنا، بل کھانا، ہلنا، کانپنا، اثر قبول کرنا۔

شرح

ابر رحمت ہمیشہ آپ کی سلامی میں ہیں جھکنے والے پودے ہمیشہ پھلتے پھولتے رہتے ہیں یعنی جو غلامی مصطفیٰ ﷺ قبول کر لیتے ہیں وہ دائمی طور پر شاد و آباد رہتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور سے لے کر تا حال غلامی مصطفیٰ ﷺ کا طوق گلے میں ڈالنے کا حال شاہد عدل ہے۔

ارے یہ جلوہ گہ جاناں ہے
کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے

حل لغات

ارے، تعجب کے لئے۔ پھڑکنا، بے چین ہونا، نہایت آرزو مند ہونا۔

شرح

ارے یہ محبوب کی جلوہ گاہ ہے اے بے چین ہونے والو کچھ ادب بھی ملحوظ رکھو۔

تادیب عاشقان

مدینہ طیبہ میں جالی مبارک کے سامنے عاشقان زار کی عجیب حالت ہوتی ہے بیقرار عشاق چاہتے ہیں کہ جالی مبارک کو تھام کر جی بھر روئیں اور اپنے کریم ﷺ کو درد کی داستان سنائیں بلکہ ہم نے آنکھوں سے کئی عاشقوں (مردہوں یا عورت) کو دیکھا کہ پہریداروں کی پرواہ کئے بغیر تڑپ کر جالی تک پہنچ جاتے ہیں کئی عاشق کو یہاں پر جان دیتے بھی سنے گئے لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عشاق کو ادب سکھایا کہ ضبط سے کام لے کر ادب کا دامن ہاتھ میں تھامے اسی میں عشق کا امتحان ہے۔ آدابِ حاضری فقیر نے اسی شرح حدائق بخشش اور کتاب محبوب مدینہ میں تفصیل سے لکھ دیئے ہیں۔

حکایت

۱۴۱۲ھ میں فقیر مدینہ طیبہ ماہ رمضان میں حاضر ہوا۔ ایک دوست نے سنایا کہ کل ایک عاشق زار تڑپ کر جالی کو چومنے لگا اسے پہریداروں نے ہٹا کر دور کھڑا کر دیا لیکن اس سے رہا نہ گیا پھر تڑپ کر جالی تک پہنچا اب بھی پہریداروں نے نرمی سے ہٹا دیا پھر تیسری بار بھی جالی کے قریب پہنچ گیا پہریداروں نے سختی کی تو غلیظ قسم کی گالی دینے لگا اسے پولیس کے حوالے کیا گیا۔ کسی صاحب کے منہ سے نکلا کہ اسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرفتار کرایا ہوگا اس لئے کہ یہ عاشق سہی لیکن بے ادب عاشق کہ اس نے اپنے آقا کریم ﷺ سے حیاء و شرم نہ کی کہ آپ کے سامنے غلیظ گالی بکنے لگا۔

سنیوں ان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

حل لغات

سنیو، اہل سنت کے عقیدہ والوں کو خطاب ہے۔ پڑے، پڑنا، گرنا، لیٹنا، یہاں تحقیر مطلوب ہے۔ بکتے از بکنا، بیہودہ بولنا۔

شرح

اے سنی بھائیو! حضور اکرم ﷺ و دیگر انبیاء و اولیاء سے مدد مانگتے رہو مخالفین بکتے ہیں تو ان کو بکنے دو یہ ایسے ہی بکتے رہیں گے۔

اسنی

وہی قدیم الایام کے مسلمان جنہیں اسلاف صالحین سے عقائد و مسائل وراثہ نصیب ہوئے لیکن دورِ حاضرہ میں خوارِ زمانہ نے انہیں بدنام کرنے کے لئے بریلوی کے نئے نام سے بدنام کرنے لگے ہیں اور واہیات سے واہیات عقیدے گھڑ کر ان کے نام منسوب کرتے ہیں۔ ہمارے رفقاء و علماء و فضلاء کو اللہ شاد و آبا در کھے کہ ان کے جملہ ہفوات کے دندانِ شکن جوابات لکھے اور لکھتے رہتے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔ فقیر صرف اتنا عرض کرتا ہے

لعنة الله على الكاذبين جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

اور ان کے افتراء کے جواب میں کہتا ہوں

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ . (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۱۰۵)

جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔

انتباہ

بریلوی کسی مذہب و مسلک کا نام نہیں اور نہ ہی کسی نئے عقائد و مسائل کے مجموعہ کا نام بریلوی ہے الحمد للہ عالم اسلام بالخصوص ہندو پاکستان میں اکثریت ان مسلمانوں کی ہے جو سنی حنفی عقائد و مسائل کے کاربند ہیں ہاں دورِ حاضرہ میں ان عقائد و مسائل کی تحقیق و توضیح امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے قلم سے ان کی تصانیف بطریق اتم و اکمل موجود ہے اسی لئے اب جو بھی ان عقائد و مسائل کو ظاہر کرتا ہے اسے خوارج بریلوی ہونے کا نام دیتے ہیں خواہ وہ عرب میں ہو یا عجم میں اگرچہ وہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے نام سے بھی واقف نہ ہو۔

تجربہ شاہد ہے یا رسول اللہ کہو، یا رسول اللہ ﷺ کا نام نامی یا گیارہویں اور عرس کرو، مزارات پر جاؤ، میلاد شریف کرو، خود یہ ٹولہ کہے گا یہ بریلوی۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی کرامت ہے کہ اپنا بیگانہ حق عقائد و مسائل کی وجہ سے ان سے منسوب ہونے پر مجبور ہے یا مشہور ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا مسلک و عقیدہ وہی ہے جو قرآن و سنت و اجماع امت و تعلیمات ائمہ دین متین سے ثابت ہے اس لئے بریلوی کوئی مسلک نہیں ہے اور نہ ہی عقیدہ اور نہ ہی بریلوی کوئی فرقہ ہے بلکہ ہم اور مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور ہمارے دیگر علمائے عظام جس عقیدہ و مسلک پر ہیں وہ سو فیصد بعینہ وہی مسلک و عقیدہ ہے جو سلف صالحین کا ہے اور جو فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ”ما انا علیہ واصحابی“ کا واحد مصداق ہے اس مسلک کو بریلوی مسلک کہنا نادانی ہے یا تعصب و مخاصمت۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی اہل علم مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کا کوئی عقیدہ ایسا نہیں بتا سکتا جو امتِ مصطفیٰ ﷺ کے سلف صالحین کے عقیدہ و مسلک سے مخالف ہو چونکہ ہم مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے ان کے عاشق رسول ﷺ اور سچے قبیح بسند ہونے کی وجہ سے عقیدے و محبت کا معاملہ ہے تو مخالفین کو معلوم ہو کہ ہمیں تو چاروں سلسلوں کے بزرگوں مثلاً غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت ہے اور حضرت معین الدین اجمیری سے، بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ و دیگر جملہ فقہاء و علماء و اولیاء سے محبت و عقیدت ہے اسی لئے ہمیں قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ بھی کہا جاتا ہے تو جیسے ان نسبتوں میں قباحت نہیں تو بریلوی نسبت میں قباحت کیوں؟ بہر حال امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے ہم مسلک لوگوں (سنیوں) کو ڈھارس بندھائی کہ انبیاء اولیاء سے مدد مانگے جاؤ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں مخالف بکتا ہے تو اسے بکنے دو مخالف کے غل غپاڑے سے مسئلہ کی

حقیقت مٹ نہیں سکتی۔

شمع یادِ رُخِ جاناں نہ بجھے
خاک ہو جائیں بھڑکنے والے

دل لغات

شمع، موم کی بتی، چربی کی بتی۔ بجھے، بجھنا، دھیمہ ہونا، ٹھنڈا پڑنا۔ خاک ہو جاناں، ذلیل و خوار ہونا۔ بھڑکنے والے، بھڑکنا، شعلہ زن ہونا، غصہ آنا۔

شرح

وہ شمع جو میرے دل میں رُخ محبوب ﷺ کی یاد میں روشن کرے خدا کرے نہ بجھے وہ لوگ ذلیل و خوار ہوں جو میری اس شمع روشن سے غصہ میں ہیں۔

موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب
اب ذرا سولیں بلکنے والے

دل لغات

بلکنے والے از بلکنا (بکسر الباء) بے چین ہونا، بے قرار ہونا، پھوٹ پھوٹ کر رونا۔

شرح

موت کہتی ہے کہ اے عاشقوں جلوہ (دیدار محبوب) عنقریب ہونے والا ہے کہ قبر میں ہی سرکارِ دو عالم ﷺ کے فراق میں پھوٹ پھوٹ کر رونے والو، ذرا سی دیر انتظار کر لو پھر قبر میں زیارت سیر ہو کر کرنا پھر اس کے بعد داعی الی اللہ کا دیدار ہی دیدار ہوگا۔

کوئی ان تیز رووں سے کہہ دو
کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے

دل لغات

تیز رووں، تیز رفتار لوگ

شرح

ان جلد بازوں تیز رفتاروں سے کہہ دو کہ ہمت کرو آگے بڑھو اس لئے کہ تھک کر رہ جانے والے کس کھاتے میں ہونگے یعنی بیکار ہو کر رہ جائیں گے جب تک منزل مقصود تک نہ پہنچو بڑھتے رہو۔

دل سلگتا ہی بھلا ہے اے ضبط
بجھ بھی جاتے ہیں دہکنے والے

دل لغات

سلگنا، جلنا، دھواں نکلنا، غم یا غصہ میں اندر ہی اندر بھسم ہو جاتا ہے۔ بھلا ہے، بہتر ہے۔ ضبط، حفاظت، ہوشیاری، انتظام۔ بجھ جانا، دھیمہ ہونا، ٹھنڈا پڑنا۔ دکھنا، آگ بھڑکنا، بدن گرم ہونا۔

شرح

دل کا جلنا یہی بہتر ہے اے ہوشیاری تمہیں معلوم ہو کہ بہت سخت بھڑکنے والے گرم انگارے کبھی ٹھنڈے بھی پڑ جاتے ہیں ذرا صبر کر لے ان شاء اللہ فراق کی آگ وصال کے پانی سے ٹھنڈی ہو جائے گی۔

ہم بھی کھلانے سے غافل تھے کبھی
کیا نہیں غنچے چٹکنے والے

دل لغات

کھلانا، مرجھانا، خشک ہونا، دبلا غمگین ہونا۔ چٹکنا، سخت چیز پر گرا کر چٹنا، آگ پر جل کر کسی چیز کا آواز دینا، کلی کھلنا، چل دینا، الگ ہونا۔

شرح

ہم بھی مرجھانے سے کسی وقت غافل تھے لیکن وہ غنچے کیا کھلیں جو اصل پودے سے اصل ہو چکے ہوں۔ یہ مضمون مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثنوی شریف کے اشعار مع شرح کی تفصیل فقیر کی شرح صدائے نوی کا مطالعہ فرمائیے۔

نخل سے چھٹکے یہ کیا حال ہوا
آہ او پتے کھڑکنے والے

دل لغات

چھٹ حرف استثناء، چھوٹا ہوا، علیحدہ، جدا۔ آہ، افسوس، ہائے، پتہ، پات، ورق، کات کے ایک زیور کا نام یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ کھڑکنا، درخت کے سوکھے پتوں کا بجنا۔

شرح

نخل (اصل) سے جدا ہونے کے بعد کیا حال ہوا ہائے اے جدائی کے بعد سوکھے پتے بجنے والے۔

صدائے نوی

یہ شعر حضرت مولانا رومی قدس سرہ کی مثنوی شریف کے شعر کا ترجمان ہے مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا

وز جدائیٹھائے شکایت می کند

بشنواز نے چوں حکایت می کند

فقیر نے اسی شرح حدائق میں لکھا ہے کہ ارواح اجساد سے ایک مدت پہلے پیدا کی گئیں بعد تخلیق ایک عرصہ ازل کے ساتھ رہنے کے مزے لوٹے لیکن جدائی کا دور یوم الست سے شروع ہوا۔

صاحب تفسیر روح البیان قدس سرہ نے پارہ 9 آیت ”الْكَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ تحت لکھا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پیٹھ پر رحمت کا ہاتھ پھیر کر ان سے ہر پیدا ہونے والی روح کو ظاہر کر کے فرمایا ”الْكَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ تو انہوں نے جواب دیا۔ اس وقت ”جف القلم“ کا اعلان ہوا یعنی اب کے بعد کسی کو اقرار و انکار فائدہ نہ دیگا۔

فائدہ

اس سے یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تمام ارواح بالذات آدم علیہ السلام سے نکالیں بلکہ اس طرح ہوا کہ پہلے ان کی پشت مبارک سے وہ نکالے جو ان سے بلا واسطہ پیدا ہونگے پھر ان ارواح سے جتنے پیدا ہوں گے اسی طرح تاقیامت کے سلسلہ کی ترتیب رہی۔

حضرت علامہ کاشفی نے فرمایا کہ یہی آیت الست کے عہد کا مرکز ہے تا کہ بے خبر کو متنبہ کرے ورنہ ہوشمند اور بیدار دل حضرات اس روز کے سوال و جواب سے غافل نہیں۔

الفریاد قالو بلی در خرو سش

ندائے الست ہمچنان شان بگوش

الست کی آواز تا حال ان کے کانوں میں گونج رہی ہے وہ تو ”قَالُوا بَلٰی“ میں تا ہنوز بول رہے ہیں۔

خلاصہ

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ان کی اولاد کے ذرات نکال کر ان کی پشتوں سے ان کی ذریات اور قیامت تک آنے والی ارواح (جن ذرات میں امانت رکھے گئے تھے) کو ظاہر کیا تو اس وقت وہ تین گروہ تھے۔ (۱) صف اول میں سابقین کی ارواح (۲) اصحابِ میمنہ (۳) اصحابِ مشئمہ

فائدہ

وہ ذرات ارواح کے انوار سے چمک اُٹھے انہیں ذراتِ موجودہ نے وجودِ ربانی سے لباسِ روحانی پہنایا، اس طرح ان کے کانوں اور آنکھوں اور قلوب کو روحانی لباس پہنایا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ”اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ کا خطاب فرمایا۔ سابقین کی ارواح نے سمع نورانی و روحانی سے حق تعالیٰ کا خطاب سنا اور نورانی آنکھوں سے ذاتِ حق کے جمال کا مشاہدہ فرمایا اور روحانی، نورانی ربانی قلوب میں نورِ محبت کے ساتھ ذاتِ حق کے دیدار کا عشق پیدا کیا۔ محبت بھرے انداز میں ”اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ کے خطاب کے جواب میں عرض کی بیشک اے رب کریم تو ہمارا محبوب معبود ہے ہم نے تیری محبوبیت و معبودیت کا مشاہدہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے وعدہ لیا کہ سوائے میرے نہ کسی سے محبت کرنا اور نہ کسی کی عبادت کرنا اس کے بعد اصحابِ میمنہ کی باری آئی تو انہوں نے خطابِ حق کو سمع روحانی سے سنا اور اس کے جلال کا ابصارِ روحانی سے مطالعہ کیا، قلوبِ ربانیہ الہیہ کے ساتھ ایمان لا کر عبودیت کے رنگ میں عرض کی کہ اے رب کریم ہم نے مانا کہ تو ہمارا معبود ہے ہم نے تیرا خطاب سن لیا اور پورا یقین کر لیا ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا کہ میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اس کے بعد اصحابِ مشئمہ کی باری آئی انہوں نے بھی خطابِ حق کو سمع روحانی سے سنا لیکن ان کے آگے عزت کا حجاب تھا اور ان کے کانوں میں عزتِ الہی کا بوجھ رکھا گیا اور ان کی آنکھوں پر شقاوت کی پٹی باندھ گئی اور اُن کے دلوں پر لعنت کی مہر لگائی گئی جس کی وجہ سے نہایت تکلف سے جواب دیا کہ یا اللہ ہم نے مانا کہ تو ہمارا رب ہے لیکن ہم مجبور ہو کر کہہ رہے ہیں لیکن دل نہیں مانتا اللہ تعالیٰ نے اُن سے عبودیت کا وعدہ لیا۔

جب گرے مونہ سوئے میخانہ تھا
ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے

دل لغات

بہکنے والا، بھٹکنا، راہ بھولنا، بڑکھڑانا۔

شرح

جب دنیا میں قدم رکھا تو ہمارا منہ میخانہ حق کی جانب تھا لیکن جو نہی ہوش سنبھالا بھٹک گئے بھٹکنے والے۔

عالم ارواح سے عالم اجسام تک

انسان عالم ارواح میں ایک مدت تک رہا۔ انسانی روح کو عالم دنیا سے اسی ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا۔ (روح

البیان)

اس عالم کی تصدیق قرآن مجید نے فرمائی۔ روزِ میثاق اللہ تعالیٰ نے ارواح سے فرمایا

اَلْکُتُبُ بِرُوحِکُمْ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۷۲) کیا میں تمہارا رب نہیں۔

قَالُوا بَلٰی (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۷۲) سب بولے کیوں نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت نکالی اور ان سے عہد

لیا آیات و حدیث دونوں نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذریت کا نکالنا اس سلسلہ کے ساتھ تھا جس طرح کہ دنیا میں

ایک دوسرے سے پیدا ہوں گے اور ان کے لئے ربو بیت اور وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر اور عقل دے کر ان سے اپنی

ربو بیت کی شہادت طلب فرمائی۔ (خائن)

سنی مذہب

یہی مذہب حق ہے کہ واقعی بروزِ میثاق بندے کی حق تعالیٰ سے گفتگو ہوئی۔ صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ یہ شرافت

صرف حضرت انسان کو نصیب ہوئی کہ عالم عدم میں اسے ہمکلامی کا شرف ملا۔ (روح البیان پارہ ۱)

معتزلہ و اہل ظواہر

یہ اس میثاق کے منکر ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اخذِ میثاق بصورتِ مذکور محال ہے اس لئے کہ اخذِ میثاق کے لئے

جسمانیت و حیاۃ اور عقل و ادراک شرط ہے۔ اہل سنت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے یہ امور اخذِ میثاق

کے وقت پیدا فرما دیئے۔

معتزلہ اور اہل ظواہر کا رد

ان بیوقوفوں کو کون سمجھائے کہ قادرِ قدیر کی قدرتِ کاملہ سے بعید نہیں یہ تو معمولی اجساد و اشخاص کا معاملہ ہے اگر

وہ کریم چودہ طبقاتِ آسمان و زمین کے علاوہ تمام پہاڑ اور اشجار اور تمام دریا و دیگر اشیاء ایک انڈے میں سمودے اور

انڈے میں نقص بھی نہ آئے تو وہ قادر ہے۔

اہل سنت کے اولیائے کرام کی گواہیاں

نفحات میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ ہل اصفہانی سے سوال ہوا کہ ”الست“ کون کوئی بات آپ کو یاد ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دن بھی کوئی بھولنے کا ہے اس لئے کہ وہ میرے لئے کل کی بات محسوس ہوتی ہے۔

فائدہ

حضرت شیخ الاسلام خواجہ انصاری نے فرمایا یہ جواب ابھی ناقص ہے اس لئے کہ صوفی کو شب و روز سے کیا مطلب صوفی تو حال اسی ”الست“ کی گھڑی میں ہے۔

روز امروز است اے صوفی و نشان

کے بود از دی و فردا نشان

آنکہ از حق نیست غافل یک نفس

ماضی و مستقبل و حالست و بس

حکایت بادہ خوار الست

حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو بھی ”الست“ کی گھڑی یاد ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں وہی آواز میرے کانوں میں تا حال گونج رہی ہے۔

الست کی صوفیانہ تحقیق

بعض کالمین کی ارواح کو اس مزاج خبری عنصری کے تعین سے پہلے علمی اوصاف حاصل ہوتے ہیں یعنی یہی عنصری مزاج جو مرتبہ عین اور خارج میں ہے اس سے بھی پہلے وہ باخبر ہوتے ہیں جسے امام احمد رضا قدس سرہ نے پہلے مصرعہ میں بیان فرمایا کہ

جب گرے منہ سوائے میخانہ تھا

ہمجنس باہمجنس

اس عالم ارواح کی زندگی کا سماں خود حضور اکرم ﷺ نے بیان فرمایا۔ بخاری شریف میں ہے

الارواح جنود مجنونة فما تعارف منها ائتلف وما تناكر منها اختلف۔ (بخاری شریف)

روحوں کے جھنڈ جھنڈا لگ ہیں پھر جن روحوں کو ایک دوسرے سے وہاں پہچان تھی دنیا میں بھی ان میں الفت ہوئی اور جو وہاں غیر تھیں وہ یہاں بھی غیر رہیں۔

اسی کو حضرت سید پیر بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا

کن فیکون جٹوں فرمایا اسان دی کولے وسدے هاسے

یعنی جب کلمہ گن فرمایا اللہ نے تو ہم بھی (عالم ارواح) اس وقت موجود تھے۔

یہی سرکار گولڑہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی فرمایا

کن فیکون تے کل دی گل اے اسان پھلے پریت لگائی

کن فیکون تو کل کی بات ہے ہم نے اس سے بھی بہت پہلے محبت و عشق کا سودا کیا ہے۔

بلکہ ہمیں تو ابھی کی بات کی طرح اس ملک کے جملہ حالات سامنے نظر آتے ہیں۔

دیکھ اور زخم دل آپے کو سنبھال

پھوٹ بہتے ہیں تپکنے والے

دل لغات

آپے کو سنبھال، اپنے آپ کو سنوارنا، بالغ ہونا، جوان ہونا، جسم کو قابو میں رکھنا ہی آخری معنی مراد ہے۔ پھوٹ

بہنا، زور زور سے رو پڑنا، بھید کھول دینا، پانی کا دیوار کو توڑ کر نکل جانا۔ تپکنا، بہت گرم، جلنا۔

شرح

اے زخم خود کو سنبھال ورنہ سخت سزا ہوگی اور تم نے دیکھا ہے کہ تر لکڑی جب جلتی ہے تو جب اسے جلایا جاتا ہے

آگ سے تپش سے اس سے تری خوب بہتی ہے اس لئے قیامت میں جو زیادہ غلط کار ہو گئے آگ کی تپش سے خوب

روئیں گے۔

جرائم کی سزا

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ہر مجرم کو جرائم سے پرہیز کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور

ساتھ ہی سزا بھی بتادی ہے اور احادیث مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ نے تفصیل سے ہر جرم اور اس کی سزا کو بیان فرمایا۔

فقیر کا اس موضوع پر ایک کتابچہ ہے ”جرائم کی سزا“ اس کا مطالعہ کیجئے۔ چند نمونے یہاں عرض کر دوں۔

شب معراج حضور اکرم ﷺ کو چند مجرموں کے حالات دکھائے روح البیان پارہ نمبر ۱۵ آیت اسراء میں ہے کہ

خیانتی کا بُرا حال

حضور اکرم ﷺ کو خیانتی انسان کی مثال دکھائی گئی کہ ایک مرد لکڑیوں کا گٹھڑا اٹھاتا ہے لیکن اٹھا نہیں سکتا باوجود

اِس ہمہ گھڑے میں اور لکڑیاں ڈالنا چاہتا ہے یہ اس خیانتی کی مثال دی گئی جو لوگوں کی امانتوں کی حفاظت نہیں کر سکتا لیکن مزید امانتوں کو اپنے پاس رکھنے کی جدوجہد کرتا ہے حضور اکرم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے؟ عرض کیا یہ آپ کا وہ امتی ہے جس کے پاس امانتیں رکھی جائیں اور وہ انہیں ادا نہیں کرتا الٹا دیگر امانات کے درپے رہتا ہے۔

اعجوبہ

بزرگانِ دین فرماتے ہیں

تقوا العاوات یعنی ان امور سے ڈرو جن کے اول لفظ واؤ آتا ہے۔

جیسے ولایت (حاکم بنا)، وزارت، وصیت (کسی کی وصیت کا بوجھ اٹھانا) وکالت، ودیعت یعنی امانت رکھنا۔

بے نمازی کا بُرا حال

حضور اکرم ﷺ کو بے نمازی کی کیفیت دکھائی گئی کہ ایک قوم کے سرپتھروں سے پھوڑا جاتا ہے جب تک ان کے سرریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں تو پہلے کی طرح صحیح و سالم جوڑ دیئے جاتے ہیں آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ عرض کی یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے سرفرض نمازوں کے وقت بوجھل ہو جاتے تھے۔

تارکِ زکوٰۃ

حضور اکرم ﷺ کو تارکِ زکوٰۃ کا حال دکھایا گیا جن کے آگے پیچھے بہت بڑے زخم ہیں وہ اونٹ بکریوں کی طرح بھاگتے ہیں اور انہیں تھوکر کا درخت کھلایا جاتا ہے الصرّح ایک خشک کو کہا جاتا ہے جو کانٹے دار ہوتا ہے الزقوم اس کے ثمر کو کہا جاتا ہے جو کانٹوں کے ساتھ سخت کڑوا بھی ہے بعض کے نزدیک ایسا درخت دنیا میں نہیں بلکہ یہ صرف جہنم میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے یوں بیان فرمایا

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ (پارہ ۲۳، سورۃ الصفّ، آیت ۶۴)

بیشک وہ ایک پیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے۔

جن لوگوں کو حضور اکرم ﷺ نے اونٹ اور بکریوں کی طرح دوڑتا دیکھا انہیں جہنم کے انگارے کھلائے جا رہے ہیں آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔

زانیوں کا بُرا انجام

حضور اکرم ﷺ کے سامنے زانی دکھائے گئے جن کے سامنے بھنے ہوئے بہترین گوشت ہانڈیوں کے اندر رکھے ہیں اور دوسری طرف کچا اور بدبودار گوشت پڑا ہے۔ وہ لوگ بھنے ہوئے گوشت کو چھوڑ کر کچا اور بدبودار گوشت کھا رہے ہیں آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ عرض کی کہ یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو شادی شدہ ہو کر غیر عورتوں کے پاس شب باشی کرتے اور اپنی عورتوں کے پاس نہیں جاتے اور ان کے ساتھ وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کے بجائے غیر مردوں کے پاس رات گزارتی تھیں یعنی زنا کار مرد اور زانی عورتیں۔

ڈاکوؤں کا حشر

حضور اکرم ﷺ کو ڈاکوؤں کا حال دکھایا گیا کہ ایک لکڑی ایسی ہے کہ وہ جس کپڑے یا کسی شے سے گزرتی ہے تو اسے چیر پھاڑ دیتی ہے آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے عرض کی کہ یہ آپ کے اس امتی کی مثال ہے جو لوگوں کے راستے پر چھپے رہتے تھے جو نہی لوگ وہاں سے گزرتے تو وہ ان سے مال چھین لیتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس بُرے فعل سے روکا تھا

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ . (پارہ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۸۶)

اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گروں کو ڈراؤ۔

بدعمل علماء اور پیر

حضرت امام (اسامیل حق) فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا حالات ظاہری زانی اور ڈاکوؤں کے تھے کچھ یہی حال معنوی زانی اور باطنی ڈاکوؤں کا ہے وہ علماء اور پیر ہیں جو اندرونی طور پر قوم کو تباہ و برباد کرتے ہیں اور ظاہری شکل علماء و مشائخ کی دکھاتے ہیں ایسے لوگ دجال و کذاب ہیں ایسے لوگ اپنی ظاہری صورتیں نیک اور بہتر رکھتے ہیں حالانکہ ان کی طلب کی استعداد غلط ہوتی ہے جو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ایسے مکار پیر اور غدار (بدعمل) علماء کو ایسے زانیوں اور ڈاکوؤں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

سود خور

حضور اکرم ﷺ کو سود خور کی حالت اس شخص کی سی دکھائی گئی جو خون کی نہر میں تیرتا جا رہا تھا اور اس کے منہ میں جہنم کے پتھر ڈالے جا رہے ہیں آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ آپ کا سود خور امتی ہے۔

بے عمل واعظ و مبلغ اور مقرر

حضور اکرم ﷺ کو واعظ بے عمل کی کیفیت دکھائی گئی کہ ایک قوم کی زبانیں اور ہونٹ جہنم کے مقرضیوں سے کاٹے جا رہے ہیں ایک دفعہ کاٹ لئے جاتے ہیں تو وہ پھر پہلے کی طرح صحیح سالم ہو جاتے ہیں آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ آپ کی امت کے وہ خطباء، مقررین، مبلغین اور واعظین ہیں جن کی تقریر سے فتنے اُٹھ کھڑے ہوتے اور جو خود بے عمل ہوتے اور دوسروں کو اعمالِ صالحہ کی تلقین کرتے۔

از من بگوئے عالم تفسیر گوئی را

گر در عمل نکوشی تو نادان مفسرے

باز درخت علم ندانم بجز عمل

باعلم اگر عمل نکنی شاخ ہے برے

تفسیر دان عالم کو میری طرف سے کہہ دو کہ اگر تم عمل میں کوشش نہ کرو گے تو تم بیوقوف مفسر ہو علم بے عمل اس درخت کی طرح ہے جس پر پھل نہ ہو۔

غیبت کرنے والے

حضور اکرم ﷺ کو غیبت کرنے والوں کی صورت دکھائی گئی کہ وہ اپنے چہرے اور سینے تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے ہیں آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو غیبت کرنے اور لوگوں کی عزت کو گھٹانے کے درپے رہتے تھے۔

فحش بکنے والے

حضور اکرم ﷺ کو فحش بکنے والے دکھائے گئے کہ ایک پتھر سے ایک بہت بڑا نیل نکلتا ہے پھر وہ ارادہ کرتا ہے کہ جہاں سے نکلا ہے وہاں واپس لوٹ جائے لیکن بڑی جدوجہد کے باوجود نہیں جاسکتا آپ نے پوچھا یہ کون ہے جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ آپ کا وہ امتی ہے جو چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق تھا یعنی ایسی بات کرتا جو اس کے لائق نہیں ہوتی تھی۔ پھر اس پر پچھتا تا کہ کاش وہ نہ کہتا لیکن اب اسے لوٹنا ناچاہتا ہے لیکن بات گئی ہوئی کیسے واپس ہو۔

مسئلہ

جرائم کی سزا حتمی ہے ہاں جسے اللہ اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادے یا مرنے سے پہلے مجرم اپنے جرم سے پکی اور سچی توبہ کرے اور اللہ بھی اس کی توبہ قبول کر لے اللہ ہمیں جرائم سے بچائے اور سچی پکی توبہ کی توفیق بخشے۔ (آمین)

مے کہاں اور کہاں میں زہد
یوں بھی تو چہکتے ہیں چہکنے والے

حل لغات

مے، شراب۔ چہکنا، چہچہانا، چہ چہ کرنا۔

شرح

اے زہد کہاں شراب نجس اور کہاں میں۔ میری شراب تو عشق رسول ﷺ کی مستی ہے ایسے شراب والے یوں
چہکتے ہیں جیسے تو مجھے چہکتا مہکتا دیکھ رہا ہے۔

شراب حرام

جس شراب کا زہد کو تصور ہے وہ واقعی نہ صرف حرام بلکہ دنیا و آخرت میں سخت سزا کا موجب ہے

حرمت شراب کی احادیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی
ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر پلانے والے پر فروخت کرنے والے پر خریدنے والے پر اور کشید کرنے والے
اور کرانے والے پر اور اٹھا کر لے جانے والے اور اس شخص پر جس کے لئے اٹھا کر لے جائی گئی ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ہرنشہ آور چیز نمر ہے اور ہرنشہ آور چیز حرام ہے

کل مسکر خمر و کل مسکر حرام

ایک روایت میں ہے

ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے

کل مسکر خمر و کل مسکر حرام

ایک مقام پر فرمایا

اور میں ہرنشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں

وانا انہی عن کل مسکر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا

نمر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانک لے

الخمر ما خمر العقل

نقصانات

فقیر ابو الیث فرماتے ہیں کہ شراب نوشی کے دس نقصانات ہیں۔

(۱) شرابی پر مجنونانہ حالت طاری ہو جاتی ہے جو عقل مندوں کے نزدیک مذموم تصور ہوتی ہے۔

(۲) عقل اور مال کو ضائع کرنے والی ہے۔

(۳) شراب نوشی بھائیوں اور مخلص دوستوں کے درمیان عداوت کا سبب بنتی ہے۔

(۴) شراب ذکر خدا سے روکتی ہے۔

(۵) شراب انسان کے دل میں زنا کی تحریک پیدا کرتی ہے۔

(۶) شراب شرکی کنجی ہے شرابی سے ہر قسم کے گناہ کا صدر ممکن ہے۔

(۷) شرابی اپنے ساتھ رہنے والے فرشتوں کو اذیت دیتا ہے۔

(۸) شرابی اسی کوڑوں کی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے اگر یہ کوڑے اسے دنیا میں نہ مارے جائیں تو آخرت میں اسے آگ

کے کوڑے مارے جائیں گے اور یہ سزا اسے تمام رشتہ داروں اور دوستوں کے سامنے دی جائے گی۔

(۹) شرابی کی کوئی نیکی اور دعا چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی۔

(۱۰) شرابی کے لئے دنیا سے بے ایمان ہو کر جانے کا شدید خطرہ ہے۔

فائدہ

یہ تو دنیا کی زندگی کے نقصانات ہیں آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمی

جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

(۱) شراب نوشی پر مداومت کرنے والے (۲) رشتہ داری منقطع کرنے والا (۳) جادو کی تصدیق کرنے والا

پھر فرمایا جو آدمی شراب نوشی پر مداومت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے نہر غوطہ سے پلائے گا اور نہر غوطہ میں زانی عورتوں

کی شرمگاہ سے نکلنے والا خون اور پیپ ہوگا جس کی بدبو سے دوزخیوں کو سزا دی جائے گی۔

حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے اس کے ساتھ نکاح نہ کرو، وہ بیمار ہو جائے تو بیمار پر سی

نہ کرو، اگر مر جائے تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھو اور شرابی پر چاروں آسمانی کتابوں میں لعنت کی گئی ہے اور جو شرابی کے پاس

بیٹھے گا قیامت کے دن خدا اُسے اندھا کر کے اُٹھائے گا۔ (درۃ الناصحین صفحہ ۷۰)

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں شراب پینے والے کے لئے کوئی سزا مقرر نہ تھی جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا تھا اسے جوتے، لاتے، مکے، بل دی ہوئی چادر کے سونٹے اور کھجور کے سنٹے مارے جاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ چالیس ضربیں اس جرم پر لگائی گئی ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں چالیس کورے مارے جاتے تھے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بھی ابتداً یہی سزا جاری رہی بعد میں جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اس جرم سے باز نہیں آتے تو انہوں نے صحابہ کرام کے مشورے سے اسی کوڑے سزا مقرر کر دی۔ اسی سزا کو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شراب کی حد قرار دیتے ہیں۔

حکایت

شریعت کی رو سے ہر اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ شراب کی بندش کے اس حکم کو بزور اور قوت سے نافذ کرے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بنی ثقیف کے ایک شخص رویشد نامی کی دوکان اس بناء پر جلوادی گئی کہ وہ خفیہ طور پر شراب فروخت کرتا تھا۔ ایک دوسرے موقع پر ایک پورا گاؤں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے اس قصور پر جلادیا گیا کہ وہاں خفیہ طور پر شراب کی کشید اور فروخت کا کاروبار ہو رہا تھا۔

انتباہ

کون نہیں جانتا کہ شراب از روئے اسلام شدید حرام ہے مگر افسوس کہ قیام پاکستان کے بعد بجائے اس کے کہ اس ام النجائت کو ختم کر دیا جاتا اور شراب نوشی پر درے لگائے جاتے بتدریج شراب اور منشیات میں اضافہ ہو گیا اور غیر مسلم بیماری اور مہمان نوازی کے نام پر وطن عزیز میں شراب نوشی کو جائز تصور کر لیا گیا ہے نیز عام شراب نوشی کے علاوہ بکثرت انگریزی ادویات میں بھی بطور دوا شراب کا استعمال عام ہوتا ہے حالانکہ حرام چیزوں میں شفاء نہیں۔

عقلی دلیل

شراب انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے دنیا میں جنگ و بیا مرض سے اس قدر انسان ہلاک نہیں ہوئے جس قدر انسان شراب کی وجہ سے لقمہ اجل ہوئے۔ مغرب کی جدید ترین تحقیق کے مطابق تو شراب کی قلیل مقدار بھی انسانی جسم کے لئے بے حد مضر ہے مغرب کا سب سے ترقی یافتہ ملک امریکہ ہے امریکہ میں شراب نے انفرادی زندگی کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ امریکہ میں ساڑھے نو لاکھ شرابی عادم مجرم ہیں۔ اڑتیس لاکھ امریکی شراب پی کر ہوش و ہواس کھو بیٹھتے ہیں۔ امریکہ کے ہر بارہ آدمیوں میں ایک شخص دماغی اختلال کا شکار ہے دماغی مریضوں کی تعداد میں ہر سال اڑھائی

لاکھوں مریضوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ شراب اعصاب دماغ، دل، معدہ اور جگر کے لئے تو بالخصوص مضر ہے اس کے استعمال سے اعصاب مثل ہو جاتے ہیں، دماغی قوتیں سلب ہو جاتی ہیں، معدہ میں خراش پیدا ہو جاتی ہے، دل کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں اور جگر خراب ہو جاتا ہے۔ شراب سے خون کا دباؤ، پاگل پن، عرق النساء وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔ شراب پینے والے کی عمر کم ہوتی ہے اس کے جسم میں قوتِ مدافعت کم ہوتی ہے اور کسی بیماری کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ شراب کی دماغی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔

فائدہ

کوئی قوم جب شراب اور عیش و عشرت کی عادت ہو جاتی ہے تو وہ قوم تباہی کی راہ پر گامزن ہوتی ہے گویا شراب اجتماعی زندگی کی تباہی کی بھی ذمہ داری ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کا مطمع نظر

آپ کا مطمع نظریہ شراب نہیں آپ کے تصور میں شراب عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہے ہر ولی کامل اس شراب کی مستی میں مست ہے۔

کفِ دریائے کرم میں ہیں رضا
پانچ فوارے چھلکنے والے

حل لغات

کف، ہتھیلی۔ فوارہ، زور سے بہنے والا چشمہ۔ چھلکنا، کناروں تک بھر کر ٹپکنا، نیچے گرنا۔

شرح

اے رضا (امام اہل سنت) پانچ فوارے اس لئے چھلک رہے ہیں کہ وہ بحرِ کرم کی ہتھیلی پاک سے جڑے ہوئے ہیں۔

نبوی جود و سخا

حضور اکرم ﷺ کے جود و سخا کی طرف اشارہ ہے جو دریا سے بھی بڑھ کر سخاوت میں چلتے تھے کہ ہر وقت بحرِ جود و سخا زور سے جاری ہے کیونکہ

ایک دینے والا ہے اور سارا جگ سوالی ہے

عرش کی چوٹی سے لے کر تختِ اتری کے نچلے حصے تک ہر شے آپ کے در کی بھکاری ہے اور ہر ایک کو ہر وقت ہر آن اپنے جو دو عطاء سے نواز رہے ہیں کیونکہ آپ اپنے رب تعالیٰ کے خزینوں کے قاسم ہیں جو بھی جسے ملتا ہے آپ کے دستِ کرم سے عطاء ہوتا ہے۔

پانی کے پانچ فوارے

اس سے پانی کے پانچ فوارے بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پانی کی ضرورت پڑے تو آپ نے انگلیاں اقدس پیالے میں رکھیں تو پانچوں انگلیوں سے دریا بہہ نکلے جن کی تفصیل اسی شرح حدائق کی جلد دوم میں گزر چکی ہے۔

ان انگلیوں اقدس کے فوارہ ہونے کی دلیل یہ دی کہ ان کا تعلق بحرِ کرم کی ہتھیلی سے تھا اور حضور اکرم ﷺ سرِ پائے بحرِ کرم ہی ہیں۔

نعت ۶۴

راہ پر خار ہے کیا ہونا ہے
پاؤں افکار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

پُر خار، کانٹوں سے بھرا ہوا۔ افکار، زخمی۔

شرح

راستہ بھی کانٹوں سے پُرنا معلوم کیا ہونا ہے میرے پاؤں بھی زخمی ہیں واللہ اعلم کہ منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہوں یا نہیں۔

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے دنیا میں زندگی بسر کرنے کی دشواریاں بیان فرمائی ہیں اور انجامِ بخیر زندگی گزر جانے پر انتباہ فرمایا ہے کہ ہشیاری سے کام لیا جائے تاکہ انجامِ برباد نہ ہو۔

ترکیہ نفس

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ترکیہ نفس کا درس دیا ہے جو انسان کی تخلیق کی اصل غرض

وغایت ہے۔

یہ تو سب کو مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت فی الارض

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ (پارہ ۱۲، سورۃ البقرہ، آیت ۳۰)

میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

دے کر اس دنیا کی طرف بھیجا تو ان کی آمد سے بیشتر ہی اس عالم کو ان تمام سامانوں سے مزین کر دیا جن سے استفادہ کر کے یہ اور ان کی اولاد زندگی کے کٹھن دن آسانی کے ساتھ گزار سکیں۔ اس عالم کی تخلیق سے پہلے ہر جگہ پانی تھا اور عرش خداوندی پانی کے اوپر تھا

وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ . (پارہ ۱۲، سورۃ ہود، آیت ۷)

اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

ظاہر ہے کہ اس کمزور و ناتواں انسان میں یہ قدرت نہ تھی کہ پانی کے اوپر زندگی کے دن گزار سکتا اس لئے اس کی بود و باش کے سامان اور آسائش کے ذرائع بہم پہنچائے۔ زمین اس کے لئے مسکن اور سامان خورد و نوش زیب و زینت اور دیگر ضروریات زندگی حاصل کرنے کے لئے آسمان اپنے حسین و جمیل رنگ سے اس کی آنکھوں کو تروتازگی پہنچانے کے لئے رات اس کے آرام کے لئے اور دن کام کاج کے لئے ہو، اس کو ٹھنڈک پہنچانے کے لئے اور سورج اس کو گرمی پہنچانے کے لئے اور ابر و باران اس کے گرد و پیش کو لالہ زار بنانے کے لئے غرضیکہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ اعلان کر رہا ہے کہ اے مست و بیخود انسان میری تخلیق صرف تیری خاطر کی گئی ہے اور اس سارے نظام کی تخلیق و تربیت سے مقصود تیرا جسمانی تغذیہ اور امتحان ہے کہ کہاں تک اس عجیب و غریب نظام اور سلسلہ مصنوعات میں غور و فکر کر کے خالق و مالک کی معرفت حاصل کرتا ہے اور مخلوقات ارض و سماوی سے منتفع ہو کر محسن شناسی اور سپاس گزاری کا فطری فرض بجالاتا ہے۔

ابرو بادو مه و خورشید و فلک در کارند ناتو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری

روح کی پرورش کے لئے انبیاء و رسل بھیجے گئے اپنے حبیب کی بعثت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے ارشاد

ہوتا ہے

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ (پارہ ۲۸، سورۃ الجمعہ، آیت ۲)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔

فائدہ

آیت میں رسول اللہ ﷺ کے فرائض چار بتلائے گئے ہیں۔

(۱) قرأت قرآن (۲) تزکیہ نفس (۳) قرآن کے علوم و معارف (۴) حکمت کی تعلیم

قرآن کا پڑھنا اور اس کے علوم کے متعلق واقفیت حاصل کرنا علم ظاہر سے تعلق رکھتا ہے اور تزکیہ نفس علم باطن سے بعض علماء ظاہر نور باطن سے محرومی کی وجہ سے علم باطن کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے علم ظاہر یعنی علوم فقہ، حدیث، تفسیر، فلسفہ وغیرہ کے کوئی دوسرا نہیں۔ کسی حد تک وہ اپنے اس نظریہ میں حق بجانب بھی ہیں اس لئے کہ علم باطن خدائے قدوس کی طرف سے ایسا فیضان ہے جو آسانی سے ودیعت نہیں کیا جاتا اور جس کسی کو اس علم کی ایک رمق بھی حاصل ہو جاتی ہے وہ اس دنیا و مافیہا سے بیزار ہو جاتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ

آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

اگرچہ علوم ظاہر کا حاصل کرنا بڑا ضروری ہے لیکن باطن کی اصلاح بہت زیادہ اہم ہے کیونکہ اگر کسی کو فساد خون کی بیماری ہو اور اسی وجہ سے پھوڑے پھنسی وغیرہ جسم پر نکلیں تو زخم کے بھرنے کے لئے مرہم پٹی کرنا فائدے سے خالی نہیں لیکن یہ علاج مرض کو دفع نہ کر سکے گا بلکہ فسادِ خون کے واسطے مسہل اور مصفی ادویات کا آمد ثابت ہوگی تاکہ مادہ فساد اندرونی کو دفن کریں اور پھر ظاہر جسم پر مزید پھوڑا پھنسی نہ نکلے۔ اسی طرح باطن کی خرابیوں کا علاج علم باطن ہے تاکہ پھر ظاہری اعضاء آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ میں معصیت کا مادہ فاسد پیدا نہ ہو اور جسم و جان دونوں پاک و صاف ہو جائیں۔ اس جہان میں ہر چیز کا ظہور اسماء صفات الہی کا پرتو ہے چنانچہ ظاہر سے جسم ہے، ہوا باطن سے قلب و روح۔ ہوا باطن سے ”لا الہ الا اللہ“ ظاہر سے ”محمد رسول اللہ“ ظاہر سے شکل واد ہے، ہوا باطن سے ملائکہ کرام تو جس دوا میں شفاء نہیں وہ بیکار ہے اور جس جسم میں روح نہیں وہ جسم مٹی کا ڈھیر ہے اور جس میں نور تصدیق نہیں وہ دل نہیں پتھر ہے بقول مولانا روم

چوں بنا شد روح جز کل نیست آن

چوں ندارد نور دل دل نیست آن

آن زجاجہ کو ندارد نور جہاں

تزکیہ نفس کیا ہے

اسلام خدا کی طرف سے بندوں کے حق میں ایک کامل دین ہے۔ انسان کی جسمانی، روحانی، انفرادی و اجتماعی، اخلاقی و معاشرتی معام ضرورتوں کا کفیل اور ہر شعبہ حیات میں ترقیوں کا ضامن ہے۔ خدا رسی و خدا شناسی کی تعلیم اس کا اصلی مقصود ہے۔ شریعت میں دو قسم کے اعمال کا ذکر ہے ایک کا تعلق ظاہر بدن سے ہے جیسے کلمہ، نماز، حج، زکوٰۃ، روزہ، ماں باپ کی خدمت ان کو مامورات کہتے ہیں اور کفر و شرک، زنا، چوری، سود خوری، رشوت وغیرہ منہا ہی کہتے ہیں۔ بعض اعمال کا تعلق باطن سے ہے مثلاً ایمان و تصدیق، عقائد صحیح، صبر و شکر، تسلیم و رضا، توکل، اخلاص و محبت جن کو فضائل کہتے ہیں اور بُرے عقائد بے صبری، ناشکری، ریا و تکبر، عجب وغیرہ رذائل کہلاتے ہیں۔ قلب سے ذکر اللہ کے ذریعے رذائل کو دور کرنے اور ان کی جگہ اس کو فضائل کے نور سے منور کرنے کا نام تزکیہ نفس یا اصلاح باطن ہے اور اصطلاح صوفیہ میں ولایت کے معنی بھی یہی ہیں۔ تزکیہ نفس کا حاصل یہ ہے کہ بلا کسی امید و بیم کے صرف رضائے مولیٰ کے لئے خدا کی یادوں میں ایسے مستحکم ہو اور ذات اقدس کی محبت کی طرف دل کا لگاؤ ایسا مضبوط ہو جائے کہ راحت و آرام، رنج و مصائب کی حالت میں قلب غافل نہ ہو اور یہ ہر لمحہ اپنے محبوب حقیقی کا والہ و شیفتر ہے مختصر الفاظ میں تزکیہ نفس مقام احسان کے متعلق فرماتے ہیں کہ انسان خدا کی اس طرح عبادت کرے جیسے کہ وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر اس کے لئے یہ ناممکن ہو تو کم از کم تصور یہ رہے کہ وہ یعنی خدائے تعالیٰ اس بندے کو دیکھ رہا ہے بندے پر جب محبت خدا غالب آتی ہے کہ صوفیاء کی اصطلاح میں اس کو فضائے قلب کہا جاتا ہے اس کا دل محبوب حقیقی کے دیدار میں ہمہ تن مصروف ہوتا ہے اور اس کی توجہ ماسوا اللہ سے منقطع ہو جاتی ہے اس حالت میں حقیقتاً اللہ کو نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں سے اللہ کا دیدار اسی دنیا میں محال ہے اس لئے کہ وہ ”لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیْءٌ“ ہے لیکن بندے پر اس وقت ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ جیسے واقعی بغیر تکلف کے خدا کو دیکھ رہا ہے۔

تزکیہ نفس کے لوازمات

تزکیہ نفس کے حصول کے لئے تین چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

(اول) شریعت پر کُلّی عمل۔

(دوم) کالمین و مقبول بارگاہ حضرات کہ جنہیں قرآن کریم نے صدیقین، مقررین و صالحین کے مبارک ناموں سے یاد کیا

ہے کی صحبت۔

(سوم) ذکر اللہ پر مداومت۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ. (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۳۱)

لو گوا کر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

مقبح شریعت وہی شخص کہلاتا ہے کہ جو تمام ظاہری احکامات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ میں ہی نہیں بلکہ واجبات، مستحبات، سنن، رسومات اور روزانہ کے حوائج ضروریہ تک میں رسول اللہ ﷺ کی کامل متابعت کرے۔

معمولات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت عبداللہ بن عمر جب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو جایا کرتے تھے تو جس جس جگہ رسول اللہ ﷺ پیشاب کے لئے بیٹھے ہیں یہ صرف اتباع سنت کی خاطر بیٹھا کرتے تھے خواہ انہیں حاجت ہو یا نہ ہو یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان کا نام علم حدیث میں نمایاں و روشن ہے اور قیامت تک اسی طرح درخشاں رہے گا۔ اولیائے امت کی بڑائی بھی اتباع شریعت کے راز میں مضمر ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہ کا رتبہ اولیائے ہند میں کیا ہے بلاشبہ وہ ہند کے کفر و شرک کے ظلماتی ماحول میں پہلے چراغ ہیں جن کے ذریعے اسلام کی روشنی کی ضیاء بادلوں نے انسانی قلوب کو جلادی۔ ان بزرگ سے ایک دفعہ دورانِ وضو ہاتھوں کا خلال جو سنت رسول اللہ ﷺ ہے رہ گیا اس لغزش پر جو بادی النظر میں نہایت سرسری معلوم ہوتی ہے سخت گرفت ہوئی بارگاہِ صمدیت سے ان کے سینہ پر القاء ہوا کہ ہم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور آج ہمارے محبوب کی ایک سنت کو دورانِ وضو ترک کر دیا۔ اس واقعہ کا خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اس قدر اثر ہوا کہ ہفتوں فرطِ حزن و ملال میں اپنے دوستوں تک سے گفتگو ترک کر دی اور قسم کھالی کہ آئندہ کوئی سنت ترک نہ کریں گے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اپنے محبوب کی ہر چیز پیاری ہوتی ہے اور عاشق کے دل کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ قول و فعل، گفتار و کردار، عبادت و معاملات، جنگ و صلح، حکومت و غلامی غرضیکہ ہر چیز میں دنیا والے اسی کا اتباع کیا کریں۔

نیک صحبت بھی عجیب نعمت ہے۔ صحبت نبی کریم ﷺ کے طفیل صحابہ کرام افضل الایمان والے ہو گئے صحابہ تو انبیاء کے بعد سے بالا و برتر ہیں، تابعین بھی قربِ رسول کے باعث اولیائے امت سے اعلیٰ و بالا ہیں۔ حدیث شریف میں

ہے

الصعبة مؤثرة ولو كان ساعة
بقول مولانا روم عليه الرحمة
صحبت اثر کرتی ہے خواہ ایک ساعت کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔

صحبت صالح ترا صالح کند
عطار فرماتے ہیں
صحبت طالع ترا طالع کند

گر ترا عقل است بادانش قرین
باش درویش و بدر دیشاں نشین

تنہا ذکر حق سے صحبت اہل دل افضل ہے کیونکہ ”الاعمال بالنیل“ صدق عاصی کا ذکر ریا کی آمیزش کے باعث چنداں قابل قبول نہیں ہوتا۔ اسی لئے مولانا روم فرماتے ہیں

صحبت مردان اگر يك ساعت است
بہتر از صد چلہ و صد طاعت است

يك زمانه صحبت بالولياء
بہتر از صد ساله طاعت بے رياء

ارشاد رسول کریم ﷺ ہے

من اراد ان يجلس مع الله فليجلس مع اهل التصوف

جو خدا کی ہم نشینی چاہیے اس کو اولیاء اللہ کے پاس بیٹھنا چاہیے۔

مولانا روم فرماتے ہیں

هر كه خواهد هم نشینی با خدا
اونشیند با حضور اولیاء

بس بندگان خاص کی صحبت بندہ خاص بناتی ہے ان کا کلام دوا کا اثر رکھتا ہے اور ان کی نظر امراض ظاہر و باطن کے لئے بہ منزل شفاء کے ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نانباتی نے حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی خدمت کی تھی۔ حضرت اس سے بڑے خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں تیرے واسطے کیا دعا کروں اس نے عرض کیا کہ اپنا جیسے کر دیجئے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو حجرہ مبارک میں لے گئے اور ایسی توجہ فرمائی کہ وہ نانباتی تھوڑی دیر میں قد و قامت، رنگ، خط و خال، لباس اور قرب مولیٰ میں آپ جیسا ہو گیا۔

مولانا روم فرماتے ہیں

چوں حید بصال رسی گوهر شوی

گر تو سنگِ خارہ و مرمری شوی

حضرت سعدی کا ارشاد ہے

رسید از دست محبوب بلمستم

گلے خوشبوئے در حمام روزے

کہ از بوئے دلاویز تو مستم

بلو گفتم کہ مشکى یا عیدى

ولیکن مدتے پاگل نشستم

بگفتا من گلے ناچیز بودم

وگر نہ من ہماں خاکم کہ هستم

جمالِ ہم نشین در من اثر کرد

خداے قدوس نے ذکر کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی ”وَلَذِكُرُ اللّٰهَ اَكْبَرُ اَوْ ذَا كُرُوْنِيْ

اَذْكُرْكِيْ“ کی تہات دی ہے دنیا میں جب کسی حاکم کو جب اپنے کسی ماتحت کے ساتھ اُنس ہوتا ہے تو وہ ماتحت فرط مسرت و انبساط میں پھولا نہیں سماتا اور اپنے آپ کو فخر کے لائق تصور کرنے لگتا ہے یہ تصور ہمارا دنیاوی آقاؤں کے ساتھ ہے جو ہمارا خدا کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو اس احکم الحاکمین کے ساتھ جو کہ ہماری موت و زیست، سفید و سیاہ، ترقی و خوشحالی، تکلیف و راحت کا فاعل حقیقی ہو، ہمارا تعلق حقیقی غلاموں کا ہونا چاہیے۔

زندگی بے بندگی شرمندگی

زندگی آمد رس برائے بندگی

حدیث میں ہے کہ جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوئی مگر صرف ان ساعات پر جو دنیا میں ذکر اللہ کے بغیر بسر

کیں۔ خدا کی یاد اور اطاعت نہ کرنا نہایت ناشکری ہے۔ ہم ازل کے دن ”اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ کے جواب میں ”قَالُوْا

بَلٰی اَشْهَدُنا اَکْہُ“ چکے ہیں اور اس وعدے کو ایفاء نہیں کرتے اور ہم ”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ“

کے فرمانِ خداوندی کو بھی فراموش کئے بیٹھے ہیں۔

حدیثِ قدسی ہے کہ ذکر اس شخص سے بہتر ہے جو گود بھر کر اللہ کی راہ میں سونا چاندی خیرات کرے۔ ذکر خدا جہاد

کرنے اور صدقہ دینے سے افضل ہے دشمنانِ اسلام سے جہاد جہادِ اصغر ہے کیونکہ اس کے ذریعہ کفار کو قتل کیا جاتا ہے اور

مسلمانوں کو دنیاوی غلبہ اور حکومت حاصل ہوتی ہے اور ذکر جہادِ اکبر ہے کیونکہ اس کے ذریعہ نفس و شیطان کو مسخر کیا

جاتا ہے اور نفس و شیطان انسان کے سخت ترین اور بدترین دشمن ہیں۔

مولانا روم فرماتے ہیں

ہر دور کارِ ستم است و حیلر است

ایں جہادِ اصغر است ایں اکبر است

شیر آن است آن کہ خود را بشکند

سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند

فائدہ

ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا مجھے کوئی ایسی چیز بتادیجئے جس پر میں بھروسہ کر سکوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنی زبان ذکر اللہ سے ہمیشہ تروتازہ رکھو۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن جاتے وقت معلوم کیا کہ اللہ کے نزدیک کیا عمل زیادہ مقبول ہے آپ نے فرمایا کہ تو ایسی حالت میں مرے کہ تیری زبان ذکر سے تر ہو۔

یہی ذکر بندے کو اللہ تک پہنچاتا ہے یہ دل کے آمینہ کے لئے صیقل ہے اور روح کی غذا ہے۔
حضرت عطار فرماتے ہیں

مرہم آمد این دل مجروح را

ذکر حق آمد غذا این روح را

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

شیر و شکر می شود جانم تمام

اللہ اللہ این چہ شیریں است نام

خوشتراز آب حیات ادراک تو

خود چہ شیریں است نام پاک تو

ترکیہ نفس کے لئے رسول اللہ ﷺ کی جدوجہد

رسول کریم ﷺ نے نفس کی اصلاح کی خاطر نہ کوئی بڑی یونیورسٹیاں قائم کیں اور نہ اس کے لئے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں یا کرائیں جس میں اس فن کے اصول جمع کرائے جاتے آپ نے یہ نہ کیا کہ قرآن مجید کے مختلف اجزاء کی نقلیں کرا کے اپنے ملک کے ہر حصہ میں بھیج دیتے یا اپنے اقوال کو دائرہ تحریر میں لا کر اپنے صحابہ کے ترکیہ نفس کے لئے اشاعت کرا دیتے بلکہ آپ نے ایک بہت بڑی جماعت اپنے صحابیوں، رفیقوں، شاگردوں، مریدوں ہی کی پیدا کی، اشخاص ہی تیار کئے جو اپنی زندگیوں کے لحاظ سے آپ کی تعلیم اور آپ کے عمل دونوں کے جیتے جاگتے نمونے، چلتے پھرتے نقشے اور بولتے چلتے مرفعتے تھے۔ اپنی صحبت کے فیض سے ان کے سینوں کو منور کیا، ان کے قلوب کو روشن کیا، ان کے نفوس کا ترکیہ کیا اور انہیں صحبت یافتوں کے ذریعہ جو کہ دین اسلام کی زندہ مشعلیں تھیں دین اسلام کی روشنی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائی۔ آپ نے یہ نہ کیا کہ کسی گوشہ میں خلوت نشین ہو کر سکوت و عافیت کی فضا میں قلم و دوات لے کر بیٹھ جاتے تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جاتے اور اعتقادات، عبادات اور معاملات پر بڑے بڑے مقالے لکھتے

بلکہ آپ نے نور ہدایت سے براہ راست قلوب و نفوس کو منور کیا آپ کی یادگار آپ کی کوئی کاغذی تصنیف نہیں بلکہ گوشت پوست کے بنے ہوئے وہ انسانی مجسمے ہیں جو تقویٰ و طہارت، فضل و کمال، تسلیم و رضا، زید و ریاضت، ایمان و یقین میں کامل ترین ہیں۔ ان زندہ تصانیف کی تعداد ہزار ہا تک پہنچی جنہوں نے اپنے اپنے زمانے میں دوسروں کی اصلاح اور انسانی قلوب کو اپنے نمونہ پر ڈھالتے رہے اور اپنے چراغ سے دوسرے چراغ کو روشن کرتے رہے ان میں سے مشہور ترین کے نام ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ان کے بعد اہل بیت کا نمبر آتا ہے اور پھر اصحاب صفہ کا حضرت صدیق اکبر کی سب سے بڑی خصوصیات جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے حاصل ہوئیں ایمان و یقین تھیں۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق کی نمایاں خصوصیات ترک شہوات، اجتناب شہات اور تمسک بالحق تھیں۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثبات و استقامت تھیں۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم لدنی کے سب سے بڑے حصہ دار تھے یہ مراتب تو حید و معرفت اور علم میں کامل ترین تھے۔ اصحاب صفہ کی زندگی کا ایک جر دوسروں کے لئے درس ہدایت ہے یہ وہ مقدس گروہ تھا جو تزکیہ باطن کی خاطر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر مسجد نبوی ﷺ کے قریب ایک چبوترے پر زندگی گزارتا تھا یہ مقدس گروہ طلب دنیا کی راہوں سے بیگانہ اور شمع نبوت کے گرد پروانہ وار نشر رہتا ہے۔ ان کے ہاں نہ کھانے کا سامان تھا نہ اوڑھنے پہننے کا اور ان کی زندگی فقر و فاقہ کے ساتھ تمام تر توکل و صبر اور عشق و محبت کا ایک نمونہ تھی۔ ان حضرات میں طلحہ بن عبید اللہ، معاذ بن جبل، عمران بن حصین، سلمان فارسی، ابو درداء، ابو ذر غفاری، ابو عبیدہ بن جراح، عبد اللہ بن مسعود، براء بن مالک، عبد اللہ بن عباس، کعب حارثہ، ابو ہریرہ، انس بن مالک، عبد اللہ بن عمر، حذیفہ، عبد اللہ بن جحش، اسامہ، بلال، مصعب بن عمیر، عبد الرحمن بن عوف، حاکم بن حزام، عبد اللہ بن رواحہ، عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مشہور ترین ہیں۔

نماز پنجگانہ کے اوقات میں تمام صحابہ مسجد میں جمع ہو جاتے تھے۔ ان اوقات کے علاوہ حسب ضرورت بلا لئے جاتے تھے۔ ان مجالس میں نہ کوئی باقاعدہ درس ہوتا تھا اور نہ کوئی خاص تعلیم لیکن ہر شخص اپنی صلاحیت اور اپنے نور باطن کے ظرف کے مطابق قلب محبوب خدا سے جو آفتاب کی طرح روشن تھا اپنے دل کی نورانی شمع کو روشن کرتا تھا ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق سوال کرتا تھا اور حضور ﷺ اس کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اگر کسی کی کوئی نازیبا حرکت آپ کے نوٹس میں آ جاتی تھی تو آپ اس کی اصلاح کے لئے جو مناسب سمجھتے تھے حکم فرما دیا کرتے تھے اس طرح آپ کے اخلاق کے جملہ محاسن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں جمع ہو گئے تھے۔ کسی کو فہم و فراست ملی تھی اور کسی کو یقین

وایمان، کسی کو عقل و جہانداری نصیب ہوئی تھی تو کسی کو علم و معرفت اور اسی طرح کسی کو خوف و دہشت، ذوقِ اطاعت و عبادتِ الہی ملا تھا تو کسی کو شوقِ شہادت، کسی کے حصے میں شجاعت و جرأت آئی تھی تو کسی کے حصے میں علم دین کی اشاعت، کسی نے تسلیم و رضا کا سبق پڑھا تھا تو کوئی دوسرا خوفِ رجاء کی تصویر مجسم تھا۔

تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر حیثیت سے مساوی نہ تھے اپنا اپنا ظرف تھا اور اسی کے مطابق اکتسابِ فیض۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانبِ میدانِ جہاد کے شہسوار تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایتِ حدیث کی اشاعت میں لگے رہے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجمانِ قرآن بننے کی سعادت نصیب ہوئی، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترویجِ سنتِ خوش نصیبی ہوئی، حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت کا حق ادا کیا۔ غرض ہر ایک نے اپنی طبیعت کے مذاق کے مطابق حصہ پایا ان کی نظریں احکامات کے ظاہری رُخ پر ہی نہیں رہتی تھیں بلکہ ظاہر سے زیادہ باطن پر رہتی تھیں انہوں نے غزوہ بدر اور فتح مکہ کا جلال نہیں دیکھا بلکہ غارِ حرا کی خلوت آرائیوں کا مزہ بھی چکھا۔ ان کا عرفان ”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ کی حقیقت سے آشنا تھا، ان کی نگاہیں محدود نہیں تھیں کہ نماز میں کتنی رکعتیں ہیں بلکہ نماز کے ذوق و شوق اور خضوع و خشوع کی کیفیات کی تہہ تک پہنچیں اور زبان کے ساتھ ان کا دل بھی معرفتِ الہی کی اعلیٰ منزلوں سے روشناس ہوا رہا۔ اس نعمت کے حصہ دار سب صحابہ تھے لیکن جو خصوصیات کے ساتھ اس دولت سے مالا مال رہے وہ حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ حضرت صدیق اکبر ایمان و یقین کامل کے علاوہ صحبت و خلوص و قرب و جاں نثاری میں چونکہ دوسرے صحابہ سے سبقت لے گئے اس لئے امت میں خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا ہے

ما صب اللہ فی صدری شیئا الا صببتہ فی صدر ابی بکر

اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز میرے سینے میں نہیں ڈالی مگر میں نے اس کو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں ڈال دیا۔ حضرت ابو بکر کے علاوہ یہ شرف کسی دوسرے صحابی کو نصیب نہیں کہ رسول کریم ﷺ کے سینے کے تمام علوم و معارف اس کے سینے میں بھی سما گئے ہوں۔

ایک دوسری جگہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمام امت کا ایمان ترازو کے ایک پلڑے میں اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو وہی پلڑا بھاری رہے گا جس میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ہے۔ صحابہ کی شان تو بہت اعلیٰ ہے تابعین اور تبع تابعین اور وہ بھی جو دنیا کے لحاظ سے حسب نسب میں کم ہیں ایک امام شریعت و

طریقت سے مرتبہ میں بہت زیادہ ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کو نبی کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ ملی یا وہ زمانہ نبوت کے بہت قریب گزرے ہیں جو خلوص نورانیت اور حقانیت ان کے دلوں میں آفتاب نبوت نے ڈالی وہ کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔

خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں

حرف آموزی طریقت قلعیست

علم آموزی طریقت قولیست

نہ زبانت کار می آید نہ دست

فقر خواہی آن بصحبت قائم است

اور بعد میں اولیاء اللہ بھی مردان خدا کے فیض باطن کے ذریعہ ہی اپنے قلوب کی تزئین کرتے رہے چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں

تاغلام شمس تبریزی نہ شد

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

نتیجہ

دنیا جانتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے عرب کی کایا پلٹ گئی۔ عرب والوں کے قلوب آفتاب نبوت کے فیض سے روشن ہو گئے آپ کی تعلیم کے ذریعے نہ صرف ان کے قلوب سے رذائل دور ہوئے بلکہ وہ فضائل سے مزین ہو گئے جن کی دنیا میں نظیر نہیں یہ فیض نبوت کا ایک ادنیٰ اعجاز تھا کہ عرب کی جاہل قوم بڑی بڑی تہذیبوں کی سربراہ بنی۔ علوم جہاں داری سے بے نیاز اور جاہل عربوں نے وہ مثالی حکومت قائم کی جس کو آج دنیا خراج تحسین ادا کر رہی ہے یہ دین و دنیا کی سرفرازی انہیں اسی وقت حاصل ہوئی جبکہ انہوں نے تعلیم و صحبت نبی کریم ﷺ سے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اس تعلیم و تربیت کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ بدکاری کا نام و نشان تک مٹ گیا تھا۔ مشہور سیکسٹولو جسٹ ہیولاک ایلز SEXOLOGIST HOVELOCK ELLIS کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سو سال بعد تک اسلام میں پردہ فروشی کو کوئی جانتا بھی نہ تھا اور آج ہم تزکیہ نفس کو پس پشت ڈال کر قعر مذلت کی انتہائی گہرائیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے وجود سے دنیا متنفر ہے اور ہم تہذیب یافتہ قوموں کے کاسہ لیس ہیں لیکن ان تمام پستیوں کی موجودگی کے باوجود ان اخلاقی اور معاشرتی پستیوں کی وجہ سے اسلام پر ایک بدنما داغ ہے کاش ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے کچھ سبق حاصل کریں تاکہ ہم اپنی کھوئی ہوئی عزت و دولت پاسکیں۔

پہناتی ہے درویش کوتاہ سردارا

غیرت ہے چیز جہاں تک و دو میں

(ماہنامہ سالک راولپنڈی)

خشک ہے خون کہ دشمن ظالم
سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

خشک ہے خون، خون خشک ہونا اور محاورہ ہے بمعنی دم خشک ہونا، خوف چھانا۔ خونخوار، ظالم، جلاؤ۔

شرح

خوف چھایا ہوا ہے اس لئے کہ دشمن ظالم ہے سخت خونخوار ہے نامعلوم کیا ہونا ہے۔

اس شعر میں راہ کے پُر خطر ہونے کا ایک نمونہ بتایا ہے وہ یہ کہ ہمارا نفس و شیطان ہر وقت ہمارے لوٹنے اور ہماری

تباہی کی تاک میں ہیں اور یہ دشمن بھی نہ صرف ظالم بلکہ خونخوار جلاؤ تم کے ہے۔

نفس کی دشمنی کے متعلق سابقہ جلدوں میں بہت لکھا جا چکا ہے یہاں شیطان کے متعلق کچھ عرض کر دوں۔

انسان کا اصلی اور حقیقی دشمن صرف اور صرف شیطان ہی ہے وہ ہر وقت تاک میں رہتا ہے کہ وہ کسی طرح انسان کو

اپنے ساتھ جہنم کا ایندھن بنائے اس کی تفصیل فقیر نے ”ابلیس کی کہانی“ میں عرض کر دی ہے یہاں صرف ان واقعات پر

اکتفا کرتا ہوں جو بزرگانِ دین اور عوامِ اہل ایمان کو موت کے وقت پیش آئے۔ شیطان زندگی میں جب انسان کا کچھ نہ

بگاڑ سکا تو آخری وار یعنی انسان کی موت کے وقت پر سخت سے سخت زور لگاتا ہے اس لئے کہ موت ہی ایک ایسا وقت ہے

جس میں انسان کئی مصائب و مشکلات میں گھرا ہوتا ہے اس وقت جان بچانا ضروری ہے اسی لئے امتی کی خیر خواہی کے

لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

احضروا امواتکم ولقنواہم لا الہ الا اللہ وبشر واہم بالجنة فان الحکیم من الرجال والنساء

یتحیر عند ذالک المصرع وان الشیطان اقرب ما یکون من ابن ادم عند ذالک المصرع . رواہ

ابونعیم فی الحیلة عن واثلة رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۷۸)

جو (مسلمان) قریب المرگ ہوں ان کے پاس رہو اور ان کو کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ تلقین کرو اور ان کو جنت کی بشارت دو

کیونکہ اس سخت وقت میں بڑے بڑے عقل مند مرد و عورت حیران ہو جاتے ہیں اور شیطان اُس وقت انسان کے ساتھ

سب اوقات سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

فائدہ

افسوس ہے کہ عموماً انسان کی موت کے وقت اقرباء بجائے تلقین کے کلمہ شریف کے رونے دھونے میں لگ جاتے ہیں جو اصلی ضرورت ہے وہ ضائع کر دیتے ہیں ورنہ یہی وقت تو ہے کہ موت کے منہ میں آنے والے کو بہشت یا دوزخ میں جانے کا وہ ہے خاتمہ اگر ایمان پر ہوا تو بہشت ورنہ دوزخ۔ بہشتی بنانا ہمارے لئے اُس وقت آسان ہے کہ ہم رونے دھونے یا کوئی اور کاروائی کے بجائے کلمہ کا ورد بالجہر شروع کر دیں لیکن خبردار مردہ کو کلمہ پڑھنے کا نہ کہو کیونکہ ممکن ہے موت کی کشمکش اور اس کی سختی سے کلمہ کا انکار نہ کر دے۔

فائدہ

میت دنیاوی قیود سے پاک ہو جاتی ہے اس لئے ایسے امور دیکھتا سنتا ہے جو عام طور پر ممکن نہیں یہی ہم کہتے ہیں کہ انبیاء، اولیاء دنیاوی قیود سے پاک ہوتے ہیں تبھی وہ امور دیکھتے سنتے جانتے ہیں۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

حضرُوا امواتا کم و ذکرُوا ہم فانہم یرون مالا ترون۔ اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب

المختصر (کنز جلد ۸ صفحہ ۱۱۱)

اپنے قریب المرگ لوگوں کے پاس رہو اور ان کو اللہ کا نام یاد دلاؤ اس لئے کہ وہ ایسی چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد میں یہ الفاظ منقول ہیں

فانہم یرون ویقال لہم . کنز بر مز ابن ابی شیبہ سعید بن منصور فی سنتہ . (کنز جلد ۸ صفحہ ۱۱۱)

اس لئے کہ وہ کچھ دیکھتے ہیں اور ان سے کچھ باتیں کی جاتی ہیں۔

مراد غالباً یہ ہے کہ شیاطین ان سے گمراہ کرنے والی باتیں کرتے ہیں۔

شیطان کی انسان دشمنی کے نمونے

ذیل میں انسان سے شیطان کی دشمنی ملاحظہ ہو۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا میں اتارا تو ساتھ ہی ابلیس بھی خوشی منانے کے لئے اترا اور کہا کہ جب میں نے ماں باپ کو بہکا لیا تو ان کی اولاد تو

ضعیف درضعیف ہے ان کا بہکانا کیا مشکل ہے۔ اس کے عزائم قرآن مجید کے الفاظ میں پڑھیے۔

مکالمہ رحمن بہ شیطان

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۰﴾ (پارہ ۲۲، سورہ سہا، آیت ۲۰)

اور بیشک ابلیس نے انہیں اپنا گمان سچ کر دکھایا تو وہ اس کے پیچھے ہو لئے مگر ایک گروہ کہ مسلمان تھا۔

ابلیس

اس پر ابلیس نے کہا کہ میں بھی انسان سے اُس وقت تک علیحدہ نہ ہوں گا جب تک اس میں روح کی رمت باقی ہے

اس سے جھوٹے وعدے کر کے اور امید دلا کر دھوکا دیتا رہوں گا۔

حق تعالیٰ

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَحْجِبُ عِنْدَ التَّوْبَةِ وَمَا يَغْرِغُرُ بِالْمَوْتِ وَلَا يَدْعُونِي إِلَّا أَحْبَبْتَهُ وَلَا يَسْأَلَنِي إِلَّا

أَعْطِيهِ وَلَا يَسْتَغْفِرُنِي إِلَّا غَفَرْتُ لَهُ. (رواہ ابن حاتم)

مجھے قسم ہے عزت و جلال کی کہ میں بھی اس سے توبہ کو بند نہیں کروں گا جب تک کہ وہ غرغره موت تک نہ پہنچ جائے اور وہ

جب مجھے پکارے گا میں اس کی فریاد کو پہنچوں گا جب مجھ سے سوال کریگا اس کو دوں گا جب مغفرت طلب کریگا اس کی

مغفرت کر دوں گا۔

فائدہ

اس سے شیطان کی انسان دشمنی کا اندازہ لگائیں لیکن افسوس کہ اس کی اتنی سخت دشمنی کے باوجود ہم زندگی بھر

شیطان سے دوستی کا دم بھرتے ہیں ہاں پھر بھی اس کریم کے کرم سے ہم شیطان کے مکرو فریب سے بچ جاتے ہیں ورنہ

ہمارا حال بُرا ہے۔

سکرات کے وقت

امام شعرانی نے اپنی کتاب مختصر تذکرہ للقرطبی صفحہ ۱۲ میں اور المدخل صفحہ ۲۳۰، الاستعاذہ صفحہ ۱۴۰ میں ہے بھی ہے

کہ بعض روایات میں ہے کہ جب انسان نزع کے عالم میں ہوتا ہے تو دو شیطان اس کے داہنے اور بائیں آکر بیٹھتے ہیں

دائیں جانب والا اس کے باپ کی شکل میں آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ بیٹا میں تجھ پر مہربان و شفیق ہوں میں تجھے نصیحت

کرتا ہوں کہ تو نصاریٰ کا مذہب اختیار کر کے مرنا کیونکہ وہی بہترین مذہب ہے اور بائیں جانب والا شیطان میت کی ماں کی شکل میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ بیٹا میں نے تجھے اپنے پیٹ میں رکھا اور دودھ پلایا گود میں پالا ہے میں تجھے نصیحت کرتی ہوں کہ یہود کا مذہب اختیار کرنا کیونکہ وہی بہترین مذہب ہے۔

فائدہ

چونکہ نزع روح کا وقت نہایت سخت ہوتا ہے اس وقت ماں باپ پیار سے بڑھ کر اور کون سی شے پیارے ہوگی اس لئے شیطان وہی کرتا ہے۔

دوسرا حوالہ

امام غزالی نے اپنی کتاب **الدرة الفاخرة فی کشف علوم الآخرة** صفحہ ۵ میں لکھا ہے جس میں یہ ہے کہ جب انسان نزع روح کی ایسی شدید تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے عقلاء و حکماء کی عقلیں اس وقت بے کار ہوتی ہیں جو انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان اپنے اعدا و انصار کو لے کر پہنچتا ہے اور سب ان لوگوں کی شکل میں آتے ہیں اور اس کے خیر خواہ دوست و احباب تھے پھر اس سے کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے پہلے اس موت کی گھاٹی سے گزر چکے ہیں اس کے نشیب و فراز سے واقف ہیں اب تیرا نمبر ہے ہم تجھے خیر خواہانہ مشہور دیتے ہیں کہ تو یہود کا مذہب اختیار کر لے وہی خیر الایمان ہے۔

مزید کوشش

اگر میت نے ان کی بات نہ مانی تو دوسری جماعت اسی طرح دوسرے احباب و اقرباء کی شکل میں آکر کہتی ہے کہ تو نصاریٰ کا مذہب اختیار کر لے کیونکہ یہی مذہب ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کے دین کو منسوخ کیا ہے اسی طرح عقائد باطلہ ہر مذہب و ملت کے اس کے دل میں ڈالتے ہیں پس جس کی قسمت میں دین حق سے پھر جانا لکھا ہوا ہے وہ اس وقت ڈمگنا جاتا ہے اور باطل مذہب کو اختیار کر لیتا ہے۔

مکر ابلیس سے محفوظ رہنے کی دعا

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی دشمنی سے بچنے کی دعایوں سمجھائی ہے کہ بندے دعا مانگا کریں

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۸)

اے رب ہمارے دل کو ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر۔

شاید حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی کے متعلق فرماتے ہیں

تاچہ دارد این حسود اندر کلو
اے خدا قریاد مارا زیں علو
این حد یشش ہمچو دردست اے الہ
رحم کن ورنہ گلیم شد سیاہ
گریکے فضل دگر درمن دمد
برو خواہد از من این رھزن نمد
من بحجت برنیا مم بابلیس
کو ست قتنہ ہر شریف و ہر خسیس

یہ حاسد کتنا ضد رکھتا ہے اے اللہ اس دشمن سے ہماری پناہ۔

اس کی بات ہمیشہ درد اور دکھ کی ہے اے اللہ رحم فرما ورنہ ہمارا حال خراب ہے۔

اگر تیرا مجھ پر فضل و کرم ہو گیا تو یہ دشمن مجھ سے ناامید ہو کر بورا بستر اٹھا کر چلا جائیگا۔

میں ابلیس سے کسی قسم کی حجت بازی نہیں کر سکتا کیونکہ ہر شریف اور کمینے کے لئے فتنہ ہے۔

نیک خاتمہ کی علامت

جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدم رکھتا ہے اور رحمت خداوندی حضرت جبرائیل

علیہ السلام کے ساتھ آتی ہے اور شیاطین کو دفع کرتی ہے اور اس وقت بسا اوقات میت فرط خوشی کی وجہ سے تبسم کر دیتا ہے۔

ملاقات جبریل علیہ السلام

ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے فلاں تو مجھے نہیں پہچانتا میں جبریل ہوں اور یہ سب

تیرے دشمن شیاطین ہیں تو ان کی بات نہ سن اپنے دین حنیف شریعت محمدیہ ابراہیمیہ پر قائم رہ۔ اس وقت مرنے والے

کے لئے کوئی چیز اس سے زیادہ خوش کرنے والی اور راحت دینے والی اور نہیں ہوتی۔

ایسے لوگوں کے لئے اللہ فرماتا ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ

(پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۶۳، ۶۴)

وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

شیطان کی انسان دشمنی کا دوسرا نمونہ

کتاب الاستقاذہ لابن قدامہ صفحہ ۱۳۹ میں ہے کہ

ان ابليس يقول لا عوانه عند الموت عليكم به فان فاتكم الآن لم تقدروا عليه

شیطان انسان کی موت کے وقت اپنے رفقاء کو کہتا ہے کہ اس کا ایمان ساتھ نہ جانے دو اگر اس وقت بچ نکلا تو پھر تم اس پر قابو نہ پاسکو گے۔

شفیق نبی ﷺ کی شفقت

حضور اکرم ﷺ نے شیطان کی شرارت کا بتا کر امت کو اس کے شر سے بچنے کے لئے دعا ذیل بتائی ہے

اللهم انی اعوذ بک من الغرق واعذبک من ان یتخبطنی الشیطان عند الموت (کتاب الاستقاذ صفحہ ۱۴۱)

اے اللہ میں تیری ذات کے ساتھ غرق ہونے اور جلنے اور موت کے وقت شیطان کے پھسلانے کی پناہ چاہتا ہوں۔

تائید از حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان الشیطان تاتی احدکم قبل موتہ فیقول له مت یہودی او نصرانی۔ (مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۲)

شیطان تمہارے بعض کے پاس آکر کہتا ہے یہودی مر یا نصرانی۔

حکایات

امام ابو جعفر قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام ابو جعفر قرطبی کا نزاع شروع ہوا تھا تو حاضرین نے کہا ”لا الہ الا اللہ“ کہنے والے وہ ان کے جواب میں کہتے

تھے لا نہیں (نہیں) کچھ دیر کے بعد ان کو افاقہ ہوا۔ آنکھ کھولی تو لوگوں نے عرض کیا کہ کلمہ طیبہ کی تلقین کے جواب میں آپ

لا (نہیں) کہہ رہے تھے یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تمہارے جواب میں یہ کلمہ نہیں کہہ رہا تھا بلکہ دو شیطان

میرے سامنے کھڑے تھے ایک یہ کہہ رہا تھا کہ یہود کے مذہب پر مرنا میں ان کے جواب میں کہتا تھا کہ کیا تم مجھے اس

وقت یہ سبق پڑھاتے ہو حالانکہ میں نے اپنے قلم سے کتاب ترمذی و نسائی میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث لکھی ہے

ان الشیطان تاتی احدکم قبل موتہ فیقول مت یہودی او نصرانیاً

شیطان تم میں سے بعض کے پاس اس کی موت سے پہلے آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہودی ہو کر مرو، نصرانی ہو کر مرو۔

امام قرطبی نے اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اسی قسم کے واقعات بہت سے صالحین امت کو پیش آئے

ہیں کہ وہ کلمہ طیبہ کی تلقین کے وقت انکار کرتے تھے اور وہ شیطانی کلمات پر انکار کر رہے تھے اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں

کہ ہر مومن جب مرتا ہے تو اس کے ہم نشین وہم مجلس لوگ اس کے سامنے کئے جاتے ہیں۔ (مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۲)

فوائد

نزع طاری ہو تو ”لا الہ الا اللہ“ تلقین کرنی چاہیے یعنی خود جہر سے پڑھنا چاہیے۔ نزع والے کو یوں نہ کہنا چاہیے کہ پڑھو ”لا الہ الا اللہ“ کیونکہ وہ اس وقت موت کی کشمکش میں ہے ممکن ہے وہ کسی سختی میں مبتلا ہو کر لا کہہ دے تو اس کا خاتمہ برباد ہو جائیگا۔

امام والوں کا ماجرا عوام جیسا نہیں ہوتا جیسے حضرت قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لا کہا تو وہ عامیانا حیثیت سے نہ تھا بلکہ وہ تو دشمن شیطان کے مقابلہ کے لئے فرما رہے تھے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بھی اس قسم کے لوگوں (بزرگوں) کی ایسی حالت پیش آئی بلکہ عموماً ہر انسان کو پیش آتی ہے اللہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

کے بود بیمے اناں دزد لثیم

چوں عنایات شود بامامقیم

چوں تو بامائی نباشد ہیچ غم

گر ہزاراں دام باشد بر قدم

جب تیری عنایات ہماری رہبری کریں تو پھر دشمن بد بخت کا کیا خطرہ اگر اس وقت ہزاروں قدم قدم پر پھانسی لٹکی ہوئی اگر تیری مہربانی ہمارے ساتھ ہے تو پھر کیا غم۔

مسکین اور ضعیف انسان پھر مدتوں کا بیمار، رگ رگ زخمی ہوش و حواس پہلے سے بجا نہیں اس پر نزع روح اور سکرات موت کی شدید ترین تکلیف اس ہولناک منزل میں دشمنوں کے لشکر کا حملہ اور وہ بھی دشمنوں کے لباس میں نہیں بلکہ ماں باپ اور احباب و اقرباء کے بھی میں خیرا خواہانہ مشورہ کے انداز میں اس مجموعہ کا تصور کیجئے تو خیال ہوتا ہے کہ شاید ایک آدمی بھی اس منزل میں ثابت قدم نہ رہے لیکن

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

دشمن کیا کریگا جب دوست مہربان ہو

جیسا وقت سخت منظر ہولناک منزل خطرناک ہے ویسا ہی رحیم و کریم جل شانہ نے اس ضعیف انسان کے لئے امداد و اعانت کے سامان کافی فرمادیئے ہیں۔

امام احمد بن حنبل کی وفات کا واقعہ

حضرت عبداللہ جو حضرت امام احمد بن حنبل کے لڑکے ہیں فرماتے ہیں کہ جب میرے والد امام احمد کی وفات کا وقت آیا میں آپ کا جڑا باندھنے کے لئے ہاتھ میں کپڑا لئے ہوئے تھا آپ کی اس وقت یہ حالت تھی کہ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے پھر ہوش میں آ جاتے اور فرماتے تھے ”لا بعد لا بعد“ جب آپ نے یہ الفاظ کئی مرتبہ کہے تو میں نے عرض کیا ابا جان! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شیطان میرے سامنے کھڑا ہوا ہے اور دانتوں میں انگلیاں دبائے ہوئے کہہ رہا ہے کہ افسوس اے احمد تم ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ رہے ہو میں اُسے یہ جواب دے رہا تھا

لا بعد ما دامت الروح فی الحلقوم لا اسلم منك (مدخل الشرع جلد ۱ صفحہ ۲۳۰، تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۲)

ابھی نہیں جب تک میری روح حلقوم میں موجود ہے میں تیرے شر سے مامون نہیں ہوں۔

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن عقیل کی شہادت

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جنگ موتہ میں جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے ہاتھ میں علم لے کر لڑنے لگے تو حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو شیطان حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ظاہر ہو کر ان کو دنیا کی فریفتہ کرنے لگا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان کو جواب دیا

ایں وقت است کہ ایمان درد دل مومن کامل وثابت مے شود تو آمدہ کہ حیات

دنیا را بمن دوست گردانی

یہ وہ وقت ہے کہ کامل مومن کے دل میں اس وقت ایمان کامل اور مضبوط ہوتا ہے اے مردو تو اس وقت مجھے دنیا کی زندگی محبوب بنا کر دکھا رہا ہے۔

اس جواب کے بعد آپ آگے بڑھے اور شہید ہو گئے اس کے بعد جعفر بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھا کر جنگ کرنے لگے ان کے پاس بھی اسی طرح شیطان آ کر دنیا کی محبوب زندگی پر فریفتہ کرنے لگا۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے اسی طرح جواب دیا اور شہید ہو گئے اس کے بعد شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

وازیں جامعلوم مے شود کہ شیطان در وقت موت بوسوسہ می آید و محبت حیات را بر میت می

اندازد۔ (مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت شیطان آتا ہے اور میت کو محبت زندگی کا وسوسہ ڈالتا ہے۔

فائدہ

ان واقعات و روایات کو پڑھ کر آپ اندازہ لگائیں کہ جب ائمہ اور صحابہ جیسے مقدس نفوس کو موت کے وقت شیطان پھسلانے سے دریغ نہیں کرتا تو ہم جیسے ناقص نفوس اس ظالم شیطان کے فتنہ سے کیسے مامون ہو سکتے ہیں۔ اب عوام جہلاء کا اندازہ لگائیے کہ جنہیں کلمہ تک صحیح نہیں آتا۔ علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں

هذا امر خطر عظیم فینبغی ان یکثروا له من الدعاء وان یجتنبوا اللغط والقیل والقال

(کتاب المدخل جلد ۳ صفحہ ۲۳۰)

عالم نزع میں شیطان کی ابتلاء ایک عظیم خطرہ ہے اس وقت میت کے لئے دعا کی کثرت کرنی چاہیے اور اس کے نزدیک بے ہودگی اور آوارہ گفتگو سے اجتناب کرنا چاہیے۔

شیطان کا موت کے وقت یہودیت اور نصرانیت کی ترغیب دینا

اور اس کی حکمت

موت کے وقت شیطان میت کو یہودیت اور نصرانیت کی کیوں ترغیب دیتا ہے حالانکہ ایک فہمیدہ مسلمان یہودیت و نصرانیت کے ظاہری الفاظ سے بھی نفرت کرتا ہے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسلام میں علماء سوء نے جتنے باطل عقائد کی بنیاد ڈالی ہے یا اس دور میں تیار کر رہے ہیں آپ اگر تدبر و تفہیم سے کام لیں تو ان سب کا ماخذ یہودیت اور نصرانیت کے عقائد باطلہ ہیں کیونکہ آخرت میں نجات کا دار و مدار عقائد صحیحہ پر ہے اور عقائد باطلہ وہی ہیں جو اہل سنت کے خلاف ہیں اسی لئے اسلاف صالحین نے بڑا زور لگایا ہے کہ عوام اہل سنت کے عقائد سے سرمونہ ہٹیں۔

شیطان کی سب سے بڑی تہلیس یہ ہے کہ زندگی میں جن عقائد و اعمال کے ساتھ محبت ہوتی ہے موت کے وقت انہیں عقائد و اعمال کو پیش کرتا ہے اسی لئے اہل سنت میت کو شیطان کی شرارت سے بچانے کی تدبیریں کرتے ہیں۔

موت کے وقت شیطان کی شرارت سے حفاظت کے اسباب احادیث مبارکہ اور اقوال اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے موت کے وقت کی شرارت سے بچنے کے مختلف اسباب بتائے ہیں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

تلقین

محدث ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں ایک حدیث لکھتے ہیں

لقنوا موتا کم لا الہ الا اللہ وبشرہم بالجنة فان الحلیم من الرجال والنساء بتعبیر عند المصروع وان الشیطن اقرب ما یکون من ابن ادم عند ذلک المصروع الحدیث. عن واثلة

(کتاب الاستعاذہ صفحہ ۱۳۹، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۸)

اپنے قریب المرگ لوگوں کو کلے کی تلقین کرو اور ان کو جنت کی بشارت دو کیونکہ اس وقت بڑے بڑے عقل مند عورت و مرد حیران ہو جاتے ہیں اور شیطان اس وقت انسان کے تمام اوقات سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

سورۃ یٰسین شریف اور سورۃ رعد وغیرہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب ”قبر کا سفر“ پڑھیے۔

ہم کو بدکر وہی کرنا جس سے

دوست میزار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

بدکر، بدکردار

شرح

جس عمل سے دوست میزار ہے ہم اسی کے ارتکاب کے خود گھر ہیں ایسے سنگین جرم کے بعد نامعلوم ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے انسان کی اصل عادت کا بیان فرمایا ہے کہ عام انسان عموماً گھائے کا کام کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ العصر، آیت ۲)

بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔

حدیث شریف میں ہے

انما مثلی ومثل الناس کمثل رجل استوقد ناراً، فلما اضاءت ما حوله جعل الفراش وهذه الدواب التي تقع فی النار یقعن فیها فجعل ینزعهن ویغلبنہ فیقتحمّن فیها فأنا آخذ بحجز کم عن النار وانتم تقحمون فیها هذه روایت البخاری وفي مسلم نحوها وقال فی اخرهم وذلك مثل ومثلکم انا آخذ بحجز کم عن النار هل من النار فتغلبونی تقحمون فیها

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی پس جب

آگ نے چاروں طرف روشنی پھیلا دی تو پروانے اور دوسرے وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں آنے لگیں اور آگ میں گرنے لگیں آگ روشن کرنے والے شخص نے ان کو روکنا شروع کیا لیکن وہ نہیں رکتے اور میری کوششوں پر غالب رہتے ہیں آگ میں گر پڑتے ہیں اسی طرح میں تم کو آگ میں پڑنے سے روکتا ہوں اور تم آگ میں گر پڑنے کی کوشش کرتے ہو۔ (متفق علیہ)

یہ روایت بخاری کی ہے اور مسلم نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ مسلم کی روایت کے آخری حصہ میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بالکل ایسی ہی میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہاری قبروں کو آگ سے بچاتا ہوں تاکہ تم دوزخ کی آگ سے بچو اور میرے پاس چلے آؤ لیکن تم مجھ پر غالب آجاتے ہو اور آگ میں جا پڑتے ہو۔

تن کی اب کون خبر لے ہے ہے
دل کا آزار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

ہے ہے کلمہ تاسف، حیف صدحیف، ہائے افسوس، رونے پیٹنے کی آواز۔ آرزو، دکھ، تکلیف، بیماری۔

شرح

ہائے افسوس کہ جسم کو کون سمجھائے اس لئے کہ اسے دل کا سہارا تھا اب خود دل تو دکھ درد میں مبتلا ہے نامعلوم کیا ہوتا ہے۔

اس شعر میں اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے

الا فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله. (مشکوٰۃ)

خبردار جسم میں ایک لٹھڑا ایسا ہے جب وہ صحیح ہو تو تمام جسم صحیح اگر وہ خراب تو تمام جسم خراب۔

میٹھے شربت دے میچا جب بھی
ضد ہے انکار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

ضد، مخالف، برعکس، کینہ، ہٹ، بیچ

شرح

حبیب کریم ﷺ کا یہ احسان کہ زندگی کے ہر موڑ پر بیٹھے شربت تیار رکھتے ہیں اور پلاتے ہیں لیکن نفس کمینے کو ضد ہے کہ ہمیشہ آپ کے احکام کی خلاف ورزی بلکہ انکار کرتا ہے نامعلوم کیا ہوتا ہے۔

شریعت پاک کے اعمال صالحہ

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کے ان جملہ ارشادات کی طرف اشارہ ہے جو کم خرچ بالانشین کی طرح ہیں کہ کام تھوڑا لیکن اس کا صلہ و انعام بڑا انہی کو امام اہل سنت نے شربت سے تعبیر کیا ہے۔ ان سے اہل فہم خود نتیجہ نکالیں کہ حضور ﷺ نے امت کے لئے کتنے آسان امور عطا فرمائے کہ ان معمولی امور کو بجالانے سے بہشت کی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں نصیب ہوں۔

دل کہ تمہار ہمارا کرتا
آپ بیمار ہیں کیا ہونا ہے

دل لغات

تمہار، بیمار کا خدمت گار

شرح

دل کا کام تھا کہ وہ ہم بیماروں کی خدمت کرتا لیکن وہ خود بیمار ہے خاک خدمت کریگا اس حال میں نامعلوم کیا ہوتا ہے۔

پر کٹے تنگ قفس اور بلبل
نو گرفتار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

پَر (بالفتح) جانور کا پَر۔ کٹے از کٹنا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ قفس، پرندوں کا پنجرہ، جسم۔ نو گرفتار، تازہ پکڑا ہوا

شرح

بلبل کے پَر کٹ گئے اور پنجرہ تنگ ہے اور وہ نیا گرفت میں آیا ہے نہ معلوم کیا ہے۔

چھپکے لوگوں سے کئے جس کے گناہ
وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

چھپ کے، چھپ کر۔ خبردار، باخبر، خیر۔

شرح

جس ذات کے ہم نے چھپ کر گناہ کئے ہیں حالانکہ وہ تو ہر امر سے باخبر اور آگاہ ہے نامعلوم اب کیا ہونا ہے۔

احمقوں کی حماقت کا جواب

عموماً ہر ناصح و داعظ کا طریقہ ہے کہ وعظ و نصیحت کے کلمات میں غلطیوں و خامیوں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے یہ اس کی تواضع و انکساری ہوتا ہے اگرچہ وہ حقیقتاً ان خامیوں اور غلطیوں سے کوسوں دور ہوتا ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے بعض اشعار میں یہی طریقہ اختیار فرمایا تو بعض احمقوں نے آپ پر منجملہ اعتراضات کے ایک اعراض یہ بھی کہہ دیا کہ امام بریلوی قدس سرہ تو چھپ کر بہت بڑے گناہ کرتا تھا جس کا اعتراف اس نے خود کیا ہے اور دلیل پر یہی شعر پڑھ دیا۔ ایسے احمقوں کو قاعدہ مذکورہ سے کیا کام کیا ایسے بیوقوفوں کو کم از کم اتنا معلوم ہونا چاہیے کہ امام بریلوی قدس سرہ بچپن سے ہی اتقاء پرہیز گاری اور خشیت الہی سے مزین تھے۔

ارے او مجرم بے پرواہ دیکھ
سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ارے، حرفِ ندا، تعجب ظاہر کرنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے ارے کیا ہوا، یہاں ندا یہ ہے۔ او، حرفِ ندا، اپنے سے کم رتبہ آدمی کو بلانے کی آواز۔

شرح

اے مجرم تو بڑا بے پرواہ بنا ہوا ہے ذرا دیکھ تو سہی تیرے سر پر تلوار لٹک رہی ہے نامعلوم کیا ہونا ہے۔ موت سر پر ہے مرنے کے بعد فوراً حساب و کتاب کا سلسلہ شروع ہو جائیگا۔

تیرے بیمار کو میرے عیسیٰ
غش لگتا رہے کیا ہونا ہے

حل لغات

غشی، بیہوشی، مورچھا، فریفتہ، عاشق، لگاتار، برابر، متواتر، پاس، پاش، تا بڑ توڑ۔

شرح

اے عیسیٰ (حبیب خدا ﷺ) آپ کے بیمار کو مسلسل بیہوشی طاری رہتی ہے اس کا نام معلوم کیا ہونا ہے یعنی غفلت ہی غفلت کا شکار ہے اسے اپنے انجام کا کوئی خیال نہیں اس کی شکایت ابھی سے حبیب خدا ﷺ نے عرض کر دی کیونکہ ایسے بیماروں کی شفاء آپ کے ہاتھ میں ہے بلکہ سرے سے بیماری کو بالکل ختم کر دینا بھی یعنی نگاہ کرم سے گناہوں سے بچالینا بھی آپ کے لطف و کرم سے بعید نہیں اور پھر کل قیامت میں بھی ایسے مجرموں کی شفاعت آپ ہی کریں گے۔

نفس پُر زور کا وہ زور اور دل
زیر ہے زار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

زیر، کمزور۔ زار یہ لفظ جب نحیف کمزور کے ساتھ آتا ہے تو لاغر اور دبے کے معنی ہوتے ہیں جیسے یہاں آیا ہے۔

شرح

نفس قوت و طاقت سے بھرپور ہے اس کے زور کے بالمقابل میرا دل کمزور اور لاغر ہے اس کے باوجود نامعلوم کیا ہونا ہے ہر دشمن کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے لیکن نفس ایسا دشمن ہے کہ اس کا مقابلہ نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن ہے جب تک کہ شیخ کامل کی نگاہ نہ ہو۔ اسی لئے مشائخ کرام نے شیخ کامل کا دامن پکڑا اور اس کی بیعت ہونا ضروری سمجھا ہے۔

قرآن مجید

وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۱۷)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پائے گا۔

ضرورت مرشد

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں سالک کے لئے ضروری ہے کہ کسی شیخ کامل اکمل کا دامن

تھامے لیکن وہ بھی رسمی پیر نہ ہو بلکہ وہ خود اصل اور دوسروں کو ذات حق تک پہنچانے والا ہوتا کہ ایسے شیخ کامل کی تربیت سے کامیابی سے نوازا جائے اور اس کی ولایت کے نور سے اس کا دل تقویت حاصل کرے اور اسی کی نگرانی سے منزل مقصود پر پہنچے جیسے اصحاب کہف کو منزل مقصود نصیب ہوئی۔ مثنوی شریف میں ہے

گر چہ شیر چوں روی راہ ہے دلیل
خویش یں در ضلالتی و ذلیل
دیں مرا لاکہ با پرہائے شیخ
تائینی عون لشکر ہائے شیخ

اگرچہ تم راہ سلوک میں جانے کے شیر ہو لیکن رہبر کے بغیر چلو گے تو تم شتر بے مہار ہو کر ذلت و خواری سے ضلالت میں گرو گے شیخ کامل کی وساطت کے بغیر مقصد تک نہیں پہنچ سکو گے تمہارے شیخ کے لشکر سے ہی تمہارا کام بنے گا۔

کام زنداں کے کئے اور ہمیں
شوق گلزار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

زنداں، قید خانہ، جیل۔ گلزار، پھلواڑی، پھولوں کی کیاری، خوب آباد، پُر رونق۔
ہم نے وہ کام کئے جو قید خانہ میں جانے کے ہیں ادھر شوق کا یہ حال ہے کہ جنت کے گلزار میں جاؤں اجتماع الضدین محال ہے دیکھو کیا بنتا ہے بظاہر حال تو خراب ہے کردار بتاتے ہیں جہنم کے سوا چارہ نہیں ادھر نفس کی خواہشات ہیں کہ گلزارِ جنت نصیب ہو۔

ہائے رے نیند مسافر تیری
کوچ تیار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ہائے رے، کلمہ افسوس و تحسین یہاں افسوس مراد ہے۔ کوچ، بضم قاف واو معروف رواںگی، رحلت، ایک مقام سے جانا و بضم القاف واو مجہولہ ایک قسم کی چار پہیوں والی گاڑی، بفتح القاف ایک قسم کا پلنگ جو بید سے بنا ہوتا ہے یہاں یہ مراد نہیں پہلا معنی مراد ہے دوسرا معنی بھی مراد ہو سکتا ہے۔

شرح

اے مسافر تجھ پر صد افسوس کہ تیری رواںگی و رحلت یا رواںگی کے لئے تیری سواری تیار ہے ادھر نیند ادھر تیاری اس

کیفیت میں نامعلوم کیا ہونا ہے۔

دور جانا ہے رہا دن تھوڑا
راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

دشوار، مشکل۔

شرح

بہت دور جانا ہے اور دن تھوڑا رہ گیا یہ ادھر راستہ بھی مشکل واللہ علم کیا ہونا ہے۔

گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں
مت یہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

کہ نہیں، مت کلمہ نفی، شہنام، جیسے یہ خطا تمہاری کہ میری (مونٹ) نہ، نہیں، ہوش، عقل، رائے، ذکر، مذہب، دھرم، فرقہ۔ مار، حاصل مصدر، مرنا کا، چوٹ، مار پیٹ، دکھ، نقصان، خیانت، لوٹ، توڑ، زد، دھوکہ، سزا، دھمکی، کوشش، زیادتی، امر کا صیغہ، قتل کر کے چوٹ لگا۔

شرح

اے مسافر گھر بھی جانا ہے یا نہیں۔ ہوش یہ کیا مار پڑی ہے کہ آخرت کی کوئی فکر نہیں نامعلوم کیا ہونا ہے۔

فکر فردا

امام احمد رضا قدس سرہ نے دنیاوی زندگی کو مسافر خانہ اور آخرت کی زندگی کو اصلی گھر بتایا ہے۔

وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوٌّ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

(پارہ ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ۶۴)

اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

جان ہلکان ہوئی جاتی ہے
بارسا بار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ہلکان، ہلاک، مضحل، تھکا ماندہ۔ بارسا بار، بار، بوجھ، اسباب، دخل، اجازت، پھل، مرتبہ، غم، حمل، بزرگ۔ سا، حرف تشبیہ مثل مانند، جیسے کالا سا گوار سا وغیرہ۔

شرح

جان تھکی ماندی اور مضحل ہوتی جا رہی ہے اور بوجھ بھی بوجھ ہے یعنی سخت بوجھ پھر بوجھ بھی سر پر ہے دیکھو کیا ہونا ہے۔

پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ
زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

پار، دوسری طرف، پرے۔ ناؤ، لمبی اور درمیان میں خالی چیز، کشتی، ڈونگی۔ دھار، لکیر، تلی، فوارہ، باڑھ، پانی کا تیز بہاؤ۔

شرح

پار جانا اور کشتی بھی نہیں ملتی ادھر پانی کا بہاؤ تیز اور زوروں پر ہے نا معلوم کیا ہونا ہے۔

راہ تو تیغ پر اور تلوؤں کو
گلہ خار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

تیغ، تلوار۔ تلوؤں، جمع پاؤں کی ایڑی اور پنچے کے بیچ کا حصہ۔ گلہ، شکوہ، شکایت۔

شرح

جو راستہ طے کرنا ہے وہ تلوار کی دھار پر ہے اور تلوؤں کو کانٹے کا شکوہ ہے دیکھئے کیا ہونا ہے۔

روشنی کی ہمیں عادت اور گھر
تیرہ و تار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

تیرہ، بکسر التاء و سکون اولیاء، اندھیرا، کالا، تار، اندھیرا، چھلا۔

شرح

ہماری عادت ہے کہ روشنی کے بغیر گزار نہیں لیکن گھر میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے نامعلوم کیا ہونا ہے۔

بچ میں آگ کا دریا حائل
قصد اس پار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

بچ، بکسر الباء و سکون الیاء، وسط، درمیان۔ حائل، بچ میں آنے والا، روکنے والا، آڑ، روک۔ قصد، ارادہ، نیت، منشاء، مرضی، کوشش، پار، دوسری طرف، پرے۔

شرح

درمیان میں آگ کا دریا حائل ہے اور ہمارا ارادہ اس سے دوسری طرف جانے کا اب کیا ہونا ہے۔

اس کڑی دھوپ کو کیونکر جھلیں
شعلہ زن نار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

کڑی، سخت، مضبوط، تیز، سختی اٹھانے والا۔ جھلیں، جھیلنا، برداشت کرنا، اٹھانا۔ شعلہ زن، لپٹ اور بھڑک مارنے والا۔

شرح

ہم اس سخت دھوپ کو کس طرح برداشت کریں جہاں آگ بھڑک مار رہی ہے اور پورے جوش پر ہے نامعلوم کیا ہونا ہے۔

ہائے بگڑی تو کہاں آکر ناؤ
عین منجھدار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

ہائے، افسوس وغیرہ کے موقع پر بولتے ہیں۔ بگڑی از بگڑنا، خراب ہونا، نکما ہونا، خفا ہونا۔ ناؤ، کشتی۔ عین، ہر چیز کی ذات، آنکھ، پانی جکا چشمہ۔ منجھدار، دریا کے بچ کے دھار۔

شرح

اے کشتی افسوس ہے تو کہاں آکر خراب ہوئی نہیں دیکھا کہ یہ دریا کے بچ کی دھار ہے اب کیا ہونا ہے۔

کل تو دیدار کا دن اور یہاں
آنکھ بیکار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

کل (مؤنٹ) گزرا ہوا دن، آج سے دوسرا دن جو آئیگا، قیامت کا دن، قربت کا زمانہ۔

شرح

کل تو زیارت کا دن ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ آنکھ بیکار ہے نامعلوم کیا ہونا ہے۔

منہ دکھانے کا نہیں اور سحر
عام دریا رہے کیا ہونا ہے

دل لغات

منہ دکھانا، سامنے آنا۔ سحر، صبح کا وقت، سویرا۔

شرح

سامنے حاضر ہونے کے لائق نہیں ہوں لیکن صبح سویرے عام دربار ہوگا جس میں سامنے ہونا ضروری ہے دیکھو کیا ہونا ہے۔

ان کو رحم آئے تو آئے ورنہ
وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

کڑی، سخت۔ مار، مارنا کا حاصل مصدر۔

شرح

انہیں ہمارے حال زار پر رحم آجائے تو ہماری قسمت ورنہ ہاں تو مار سخت ہے نا معلوم کیا ہونا ہے۔

لے وہ حاکم کے سپاہی آئے
صبح اظہار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

لے، حرفِ تنبیہ خطاب سن، جان، معلوم کر جیسے لے وہ خفا ہو گیا۔ سپاہی (فارسی) تلنگا از سپاہ، لشکر، فوج، سینہ یاء
نسبت کی ہے ایک پر اطلاق ہوتا ہے جسے عربی میں عسکری کہتے ہیں۔

شرح

اے مخاطب جان اور دیکھ وہ حاکم کے سپاہی آئے صبح کے وقت تمام کردار نطا ہر ہونے دیکھو کیا ہونا ہے۔

واں نہیں بات بنانے کی مجال
چارہ اقرار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

واں، وہاں۔ بات بنانا، جھوٹ بولنا۔ مجال، چکر کا میدان، طاقت، بس، قابو۔ چارہ، تدبیر، پائے، علاج۔

شرح

وہاں جھوٹ بولنے کی مجال نہیں وہاں تو سوائے اقرار کے اور کوئی تدبیر نہیں اسی لئے خوفزدہ ہوں کہ کیا ہونا ہے۔

ساتھ والوں نے یہیں چھوڑ دیا
بیکسی یار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

ساتھ والا، ہمراہی، سازندہ۔ بیکسی، عاجزی، غریبی۔

شرح

رفقاء نے یہیں چھوڑ دیا اب بے کسی و عاجزی ساتھی ہے دیکھو کیا ہونا ہے۔

آخری دید ہے آؤ مل لیں
رنج بیکار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

آخری دیدار، مرتے وقت دیکھنا۔

شرح

موت کا وقت سر پر ہے آؤ یا رمل لیں صلح و سلوک کر لیں اب ایک دوسرے سے رنج ان بن بگاڑ بے سود اگر ہو بھی
تو کیا ہونا ہے۔

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا
اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

دل لگانا، محبت کرنا، دل جما کر کام کرنا۔

شرح

تم سے اے دنیا والو محبت نہ کرنا بہتر تھا۔ اب تو سفر بھی بوجھ محسوس ہو رہا ہے لیکن اس کے سوا اب کیا ہونا ہے۔

جانے والوں پہ یہ رونا کیسا
بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

لاچار، مجبور، عاجز، ضروری۔

شرح

جانے والوں پر یہ رونا کیسا اور اس سے فائدہ ہی کیا کیونکہ بندہ مجبور ہے اس نے جانا ہے رونے سے کیا ہونا ہے۔

نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں
یہ عبث پیار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

نزع، جان کنی، دم توڑنا۔ دھیان، خیال، تصور، توجہ، بٹ جانا، تقسیم ہو جانا۔ عبث، بیکار، بے فائدہ، فضول،

بلاوجہ۔

شرح

نزع کے وقت کہیں دھیان نہ بٹ جائے کیونکہ یہ پیار فضول ہے اگر ہو بھی تو اس سے کیا ہونا ہے۔

اس کا غم ہے کہ ہر اک کی صورت
گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

گلے کا ہار ہونا، گلے کا تعویذ، ہر ہونا، چمٹنا، اجیرن ہونا۔

شرح

اب جاتے وقت یہ غم ہے کہ ہر ایک شے کا خیال مجھے چمٹا ہوا ہے اس لئے خوف ہے کہ کیا ہونا ہے۔

باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے
پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے

دل لغات

وار، دن، باری، داؤ، موقع۔

شرح

یارو تم سے کچھ باتیں اور بھی کرتے لیکن اب موقع ہی کہاں آگے کی فکر ہے کہ کیا ہونا ہے۔

کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اُٹھو
جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

کڑھتے از کڑھنا، کلپنا، رنجیدہ ہونا، افسوس کرنا، رحم آنا، ہمدردی کرنا۔

شرح

اے رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) افسوس کیوں کر رہے ہو اور رنج میں کیوں ہو قبر سے ہنستے اُٹھو جب تمہارا عقیدہ ہے کہ تمہارا رب بخشنے والا ہے تو پھر کیا ہونا ہے۔
یہ تمام غزل کے اکثر اشعار کا جواب ہے وہ یہی ہے کہ واقعی امور تو ایسے ہی ہیں کہ ہمارا حال زبوں سے زبوں تر ہے لیکن اللہ کی رحمت کی وسعت کا تقاضا ہے کہ ہم بجائے غمگین اور اندوہگین ہونے کے ہنسیں خوش ہوں کیونکہ ہمارا خدا غفار ہے اور ایسا رحیم کہ معافی دینے پر خوش ہوتا ہے۔

نعت ۶۵

کس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے
ہر طرف دیدہ حیرت ہے حیرت زدہ تکتا کیا ہے

حل لغات

جلوہ، ظاہر ہو کر آنا، لوگوں کو اپنے تئیں دکھانا، کسی خاص طرز سے اپنے آپ کو ظاہر کرنا، سامنے آنا، رونق، نور، وداع کے روز دولہا دلہن کو آمنے سامنے بٹھا کر آرسی مصحف دکھانا۔ جھلک، چمک، روشن، روپ، جلوہ، چھپکی، جھپکنا، چمکنا، کوندنا، جلوہ دکھانا، اجالا، روشنی۔ دیدہ، آنکھ، دیری، بیباکی۔ حیرت، بسبب تعجب ایک ہی حال پر رہ جانا، بھونچکا پن، تکتا، از تکتا، گھورنا، دیکھنا، آسرا، رکھنا، انتظار کرنا، لینے کا ارادہ رکھنا، یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

عالم کائنات میں کس کے جلوہ کی جھلک ہے اور یہ اجالا کیا ہے حیرت زدہ آنکھ سے ہر طرف کیوں گھور گھور کر دیکھ رہا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وجہہ خلق العرش والكرسى واللوح والقلم والشمس والحجاب والكواكب وما كان فى السماء
عرش وكرسى، لوح وقلم، سورج حجاب، ستارے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے آپ کے عرق روئے مبارک سے پیدا ہوئے۔

خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اول ما خلق الله نوری وکل خلایق من نوری

سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

اس لئے کسی شاعر نے کہا

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا

نہ یہاں نہ ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

حل لغات

مانگ، سوال کر۔ من (الفتح المیم اردو) دل۔ مانتی، جو دل کو بھاتی ہو۔ منہ مانگی، من مانا، مرضی کے موافق۔ دوسرا

نہ یعنی لانا فیہ۔ منگتا، بھک منگا فقیر، کیا ہے (استفہام)

شرح

اے امتی حضور اکرم ﷺ سے جو بھی چاہے مانگ یہاں سے ہر منہ مانگی مراد حاصل کریگا اس لئے کہ یہاں نہیں

ہے اور نہ ہی سوالی سے کہا جاتا ہے یہ کیا مانگا یعنی تیرا یہ سوال ہم سے پورا نہ ہوگا جو بھی جس نے مانگا مل گیا۔

منہ مانگی مراد

اسی شرح حدائق میں فقیر نے مضبوط دلائل سے اس مسئلہ کو عرض کیا اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا

کہ یہاں ہر منہ مانگی مراد نصیب ہوتی ہے اس مقام پر اولیائے کرام و مشائخ عظام کے چند حوالے سپردِ قلم کرتا ہوں۔

(۱) حضرت شیخ سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ العزیز کو ۵۵۵ھ ہجری میں جب روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو

سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ انور سے ندا آئی ”وعلیک السلام یا رسول اللہ“ آپ وجد میں آگئے تمام

حاضرین نے اس سلام کے جواب کو سنا آپ نے روتے ہوئے یہ دو شعر بارگاہ رسالت میں پڑھ کر عرض کئے

قبل الارض علی وہی نائبتی

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها

فامدد یمینک کی تحطی بہا شفتی

وهذه دولته الاشباح قد حضرت

جدائی (دوری) کی حالت میں تو اپنی روح کو روضہ مطہرہ پر بھیجتا تھا تا کہ میری طرف سے آپ کی آستانہ بوسی کا شرف حاصل

کرے اور جبکہ یہ دولت دیدار مجھے اصالتاً حاصل ہے تو آپ اپنا ہاتھ مبارک دیتے تاکہ میں اسے بوسہ دے کر عزت حاصل کروں۔

اسی وقت مزار مقدس سے ہاتھ مبارک باہر نکلا اور آپ نے اس کو بوسہ دیا اس وقت روضہ مقدس پر تقریباً نوے ہزار عاشقانِ جمالِ محمدی و مشتاقانِ روضہ مقدس کا مجمع تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کی زیارت کی۔ اس وقت حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ عدی بن مسافر الاموی اور حضرت شیخ عبدالرزاق حسینی واسطی جیسے جلیل القدر بزرگ بھی موجود تھے۔ (بنیان الشیخ صفحہ ۸، تصنیف مولوی اشرف علی تھانوی)

فائدہ

یہ حکایت اتنی مشہور ہے جتنا مخالفین کا انکار اور اس سے نہ صرف منہ مانگی مراد کی دلیل ہے حیاۃ النبی، علم غیب، حاضر و ناظر، امداد وغیرہ تمام اختلافی مسائل کا حل اس حکایت میں ہے۔

(۲) امام محمد بن منکدر محدث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی دینار امانت رکھ کر جہاد کو چلا گیا اور اذن دے گیا کہ اگر تم کو ضرورت پڑے تو اس میں سے خرچ کرنا۔ میرے والد نے وہ سب دینار اپنی ضروریات میں خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا اور اس نے اپنے دینار طلب کئے تو میرا والد ان کے ادا کرنے سے عاجز ہوا پس میرے والد نے اس شخص سے کہا کہ تو کل آنا۔ رات کو میرا والد مسجد نبوی میں گیا اور غایت اضطراب سے کبھی رسول اللہ ﷺ کے منبر شریف کے مقام پر حاضر ہو کر اور کبھی روضہ مبارک پر حاضر ہو کر آپ سے استغاثہ اور فریاد کرتا۔ ناگاہ تاریکی شب میں ایک مرد ظاہر ہوا اور اسی دینار کی تھیلی میرے والد کے ہاتھ میں دے کر چلا گیا۔ انہوں نے صبح یہ اسی دینار اس شخص کو ادا کئے اور زحمت مطالبہ سے خلاصی پائی۔ (جذب القلوب، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ)

فائدہ

اس حکایت سے نہ صرف منہ مانگی مراد کی دلیل ہے بلکہ اس میں یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلاف صالحین مشکل حل کرانے کے لئے مزارِ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر ہر مشکل کا حل چاہتے۔

پند ناصح لگے کڑوی نہ ترش ہو اے نفس
زہر عصیاں میں سمگر تجھے بیٹھا کیا ہے

حل لغات

پند، نصیحت، بھلائی کی بات، نیک مشورہ۔ کڑوی، تند، تیز، تلخ، کڑبی۔ ترش (بضم التاء وسكون الراء) کھٹا، ناراض، بد مزاج، ہوائے نفس، لذائذ نفسانی کا غلبہ، عیش و نشاط، نفسانی خواہشات۔ زہر، کڑوا، غصہ، خلاف۔ طبع، عصیاں، گناہ، باپ۔ ستمگر، تکلیف پہنچانے والا، ظلم کرنے والا۔ میٹھا، مزہ دار، شیریں، مٹھاس، جلوہ، ہلکا، برباد۔

شرح

اے نفسانی خواہشات تمہیں نصیحت کرنے والے کی نصیحت کڑوی اور ترش نہیں لگنی چاہیے اس لئے کہ اس میں ہی تیرا فائدہ ہے بھلا بتائیے اے ظالم گناہ تو زہر ہیں تجھے اس کا کون سا مٹھاس میٹھا لگا ہے کہ تو اس زہر کا خوگر بن گیا ہے۔

ہم ہیں اُن کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے

اس سے بڑھ کر تری سمت اور وسیلہ کیا ہے

حل لغات

سمت، راہ، روشن، جانب، رُخ۔ وسیلہ، ذریعہ، وساطت، آسرا۔

شرح

ہم ان کے یعنی حضور اکرم ﷺ کے اے اہل العلمین وہ تیرے محبوب ہیں اسی واسطہ سے ہم بھی تیرے ہوئے بھلا بڑھ کر اس سے اور کوئی وسیلہ ہے جو ہم تیری بارگاہ میں لائیں۔

یہ خطاب اللہ کو ہے اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ہم بندے تیرے محبوب ﷺ کے غلام امتی ہیں انہوں نے صرف ہمارے لئے فرمایا ہے ”الطالِحون لُئِمی“ بندے میرے ہیں اور حضور اکرم ﷺ تیرے ہیں یعنی تیرے محبوب ہیں اس نسبت سے ہم بھی تیرے ہوئے اے اہل العلمین اگرچہ ہم جیسے ہیں لیکن وسیلہ تو بڑا ہے۔

سوال

جب بندہ ہونے سب اللہ تعالیٰ کے ہیں تو پھر درمیان میں نبوت کے وسیلہ کا کیا معنی۔

جواب

خود اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے اور بندوں کے درمیان وسیلہ مقرر فرمایا ہے چنانچہ حضرت علامہ سید محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا کہ

كل نبى استخلفهم فى عمارة الأرض وسياسة الناس وتكميل نفوسهم وتنفيذ امره فيهم لا حاجة به تعالى ولكن لقصور المستخلف عليه لما انه فى غاية الكدورة والظلمة الجسمانية وذاته تعالى فى غاية التقدس والمناسبة شرط فى قبول الفيض من جهة ويفيض باخرى

(روح المعاني، پارہ ۱، جلد ۱ صفحہ ۲۰۲)

ہر نبی علیہ السلام کو اللہ نے زمین کی تعمیر اور سیاست انسان اور تکمیل نفوس و تنقید امور کے لئے خلیفہ بنا کر بھیجا اللہ کو اس سے اپنی کوئی غرض نہیں تھی لیکن چونکہ جن کی طرف انبیاء بھیجے گئے وہ انتہائی کدورت و ظلمہ جسمانیہ کی وجہ سے اللہ سے براہ راست فیض حاصل نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ وہ انتہائی تقدس و تنزہ میں ہے اسی لئے انبیاء مبعوث فرمائے تاکہ وہ اللہ کا فیض اس کے بندوں تک پہنچائیں۔

علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید قرآن مجید سے بھی ملتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَوْ شَاءَ لَهَدَيْكُمْ أَجْمَعِينَ. (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۹) اور چاہتا تو تم سب کو راہ پر لاتا

لیکن براہ راست ہدایت کا سلسلہ نہیں رکھا بلکہ اپنے محبوب بندوں کو درمیان میں وسیلہ مقرر مقرر فرمایا تھا تاکہ عام بندوں کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء بھی یہی ہے کہ

پہلے بن بندے دابند ہ پچھے ملدی ہے سلطانی

یعنی اللہ کے بندوں کا غلام (یا زمند) بن اس کے بعد تمہیں دارین کی بادشاہی نصیب ہو۔

وسیلہ عظمی

ہمارے حضور اکرم ﷺ تو ہر وسیلہ کا وسیلہ یہاں تک خود سیدنا آدم علیہ السلام کے بھی وسیلہ ہیں۔

ان کی امت میں بنایا انہیں رحمت بھیجا

یوں نہ فرما کہ ترا رحم میں دعویٰ کیا ہے

حل لغات

امت، جماعت، فرقہ، بال بچے۔ رحمت، مہربانی، بارش۔ دعویٰ، خواہش۔ مانگ، نالش، حق۔

شرح

اے الہ العالمین تو نے ہمیں اپنے حبیب کبریاء ﷺ کا امتی بنایا اور انہیں رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا اس دلیل قوی کی

موجودگی اب اے کریم یہ نہ فرمائیے کہ اے فلاں تو جواب رحم کی درخواست کرتا ہے کس منہ سے اس پر تیری کوئی دلیل ہے وہی جو میں نے عرض کیا ہے کہ مجھے امتی بنایا اور انہیں رحمۃ للعلمین اس سے بڑھ کر میرا دعویٰ اور کیا ہو سکتا ہے جو پیش کروں۔

دعویٰ مع الدلیل

یہ شعر پہلے شعر کی دلیل پھر اس کا مصرعہ اولیٰ دعویٰ مع الدلیل دوسرا مصرعہ نتیجہ ہے یعنی گویا سوال اٹھایا گیا کہ تم حضور اکرم ﷺ کے کیسے ہو؟ جواب میں کہا ہم آپ کے امتی ہیں اور یہ کرم الہی از خود ہوا کہ ہمیں آپ کا امتی اس نے خود بنایا ہے ورنہ وہ اگر ہمیں کسی دوسرے نبی علیہ السلام کا امتی بناتا تو ہم کیا کر سکتے تھے۔ یہ اس کا کرم و فضل ہوا کہ اس نے ہمیں آپ کا امتی بنا دیا اپنے محبوب ﷺ کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس مضبوط دلیل کے پیش نظر اب ہمارا دعویٰ مضبوط سے مضبوط تر ہے۔

امتی ہونا

یہ بھی کوئی معمولی مرتبہ نہیں بہت سارے انبیاء علیہم السلام اس رتبہ کے خواہاں رہے اور قیامت میں تو یہ منظر سب کو سامنے نظر آئے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا

ابو نعیم ”حلیہ“ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اوحی اللہ تعالیٰ الی موسیٰ بنی اسرائیل انه رب ومن احمد قال ما خلقت خلقاً اکرم علی منہ کتبت اسمہ مع اسمی فی العرش قبل أن أخلق السماوات والأرض ان الجنة محرمة علی جمیع خلقی حتی یدخلها هو وامته قال ومن امته وقال الحمادون و ذکر صفتهم ثم قال قال اجعلنی من امة ذالک النبی قال استقدمت واستاخر ولكن ساجمع بینکم و بینہ فی دار الخلد۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کو خبر دے دے کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا عرض کی اے میرے رب احمد کون ہے فرمایا میں نے کوئی مخلوق اپنی بارگاہ میں اس سے زیادہ عزت والی نہ بنائی۔ میں نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہوئے جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا ہے۔ عرض کی الہی اس کی امت کون ہے فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی اور ان کی اور

صفاتِ جلیلہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں عرض کی الہی مجھے اس امت کا نبی کر۔ فرمایا ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کی الہی مجھے اس کی امت میں سے کر۔ فرمایا تو زمانے میں مقدم اور وہ متاخر ہے مگر ہیئگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کرونگا۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا جلوہ نور مصطفیٰ ﷺ ہے یعنی خالق کائنات نے تمام کائنات اور جملہ موجودات سے ایک کروڑ چھ لاکھ ستر ہزار برس پہلے نور محمدی ﷺ پیدا کیا۔ حضرت ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اس نور سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کوئی محمد ا فصارت عمودا من نور الی اخرہ

یعنی اس سے فرمایا کہ محمد ﷺ ہو جا بس وہ ایک نور کا ستون ہو گیا اور بلند ہوا کہ حجابِ عظمت تک پہنچ گیا پھر سجدہ کیا اور الحمد للہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسی واسطے میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور تیرا نام محمد ﷺ رکھا ہے اور تجھ سے خلق کی ابتداء اور پیغمبروں کی انتہا کرونگا۔ پھر اس نور کو چار حصوں پر بانٹ دیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس کے دس حصے کئے جن سے عرش و کرسی، لوح و قلم، چاند سورج، ستارے اور فرشتے، جنت و دوزخ، زمین و آسمان، شجر و حجر، جمیع اور تمام موجودات بنے اور ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ

کوئی حبیبی محمد ﷺ یعنی ہو جا اے محمد حبیب میرا

یہ سن کر نور محمدی شاد ہوا اور یہ بھی لکھا ہے کہ نور محمدی ﷺ کو طاؤس کی شکل میں پیدا کیا اور ہری زمرہ کی قندیل میں رکھ کر شجرہ البقیع میں لٹکا دیا۔ نو ہزار برس تک عبادتِ معبودِ علم تجرد میں مشغول رہا پھر حق تعالیٰ نے آئینہ حیا پیدا کر کے اس طاؤس کے مقابل کیا جس وقت اس طاؤس نے اپنی بے مثال صورت آئینہ میں دیکھی جو نہایت شکیل و جمیل تھی اتنا خوش ہوا کہ وجہ میں آگیا اور جھوٹا اور سرسجدہ معبود میں رکھ کر پانچ بار ”سبحان ربی الاعلیٰ“ اس وجہ سے پانچ وقت کی نماز فرض ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ﷺ کو اس عبادت میں مشغول فرمایا

فطاف نور محمد بالعرش قبل ادم بخمسين الف عام وهو يقول الحمد لله

یعنی نور محمدی ﷺ آدم علیہ السلام سے پچاس ہزار برس پہلے عرشِ مجید کے طواف میں مشغول رہا اور الحمد للہ کہتا تھا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نہایت خوش ہوا اور فرمایا کہ اے حبیب ﷺ جس طرح اور سب رسولوں پر تم کو فضیلت اور بزرگی ہے اسی طرح تمہاری امت کو تمام امتوں پر فضیلت اور بزرگی دوں گا اور سب سے بہتر بناؤں گا اور طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال کروں گا اور فرمایا حضرت محمد ﷺ نے کہ اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ کہہ دو بنی اسرائیل

سے کہ جو کوئی مجھ سے احمد کا منکر ہو کر ملاقات کریگا تو میں اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ احمد ﷺ کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ اپنے نزدیک میں احمد ﷺ سے زیادہ کوئی بزرگ پیدا نہیں کیا اور زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے اس کا نام اپنے نام سے ملا کر عرش پر لکھا اور اس کے اور اس کی امت کے بہشت میں داخل ہونے سے پہلے اور مخلوقات پر بہشت کو حرام کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کی امت کون کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بڑے حمد کرنے والے ہونگے دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو عبادت کریں گے اور میں ان سے تھوڑا سا عمل قبول کروں گا اور ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بہت عرض کی خدایا انہیں میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس امت کا نبی تو میرے پیارے محمد ﷺ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مجھے اس نبی علیہ السلام کا امتی بنا۔

اللہ سے کہتے تھے شامل کر اس میں موسیٰ سے کوئی رتبے تیری امت کے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میں تمہیں اور محمد ﷺ کو جنت میں اکٹھا کروں گا۔

شفاء شریف میں ہے

اما ترضون ان يكون ابراهيم وعيسى كلمة الله فيكم يوم القيمة ثم قال انهما في امتي يوم القيمة

کیا تم راضی نہیں کہ ابراہیم و عیسیٰ کلمۃ اللہ روزِ قیامت تم میں شمار کئے جائیں پھر فرمایا وہ دونوں روزِ قیامت میری امت ہوں گے۔

امام حکیم ترمذی نے بھی روایت کی

وان ابراهيم ليرغب في دعائي ذلك اليوم

یعنی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن ابراہیم بھی میری دعا کے محتاج ہوں گے۔

فضائل امت مصطفیٰ ﷺ

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امتی ہونے کی نسبت اس لئے ظاہر کی کہ اللہ نے امت کو

افضل بنایا چنانچہ ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج کی حدیث طویل میں راوی ہیں کہ انبیاء علیہم

الصلوة والسلام نے اپنے رب کی حمد و ثناء کی اور اپنے فضائل جلیلہ کے خطبے پڑھے سب کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

کلکم اثنی علی ربہ وانی مشن علی ربہ فقال الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمین وكافة للناس

بشیرا ونذیرا وانزل علی الفرقان فیہ تبیان لكل شیء وجعل امتی خیر امة اخرجت للناس وجعل
امتی امة وسطا وجعل امتی هم الاولون والآخرین وشرح لی صدری ووضیع عنی وزری ورفع لی
ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما۔

(ابن جریر ابن مردویہ، ابو حاتم، بزار، ابو یعلیٰ بطریق ابو العالیہ)

تم سب نے اپنے رب کی ثناء کی اور اب میں اپنے رب کی ثناء کرتا ہوں حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام جہاں کے لئے
رحمت بنا کر بھیجا اور کافیہ ناس کا رسول بنایا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور مجھ پر قرآن اتارا اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے
اور میری امت سب امتوں سے بہتر اور امت عادل اور زمانے میں موخر اور مرتبے میں مقدم کی اور میرے لئے سیدہ کھول
دیا اور مجھ سے میرا ابو جھ اتار لیا اور میرے لئے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتح باب رسالت و خاتم دور نبوت کیا۔

جب حضور اکرم ﷺ اس خطبہ جلیلہ سے فارغ ہوئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرات انبیاء سے

فرمایا

بہذا افضلک محمد اسی لئے محمد ﷺ تم سے افضل ہوئے

پھر جب حضور اکرم ﷺ اپنے رب سے ملے رب تعالیٰ نے فرمایا ”سُـلَکَ کیا مانگتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ
نے اور انبیاء کے فضائل عرض کئے کہ تو نے انہیں یہ کرامتیں دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے فضائل اعلیٰ و اشرف ارشاد
فرمائے کہ تمہیں یہ کچھ بخشا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا

فصلنی ربی مجھے میرے رب نے افضل کیا

پھر اپنے فضائل و خصائص بیان فرمائے (یہ طویل حدیث ہے)

حاکم کتاب الکفی اور طبرانی اوسط اور بیہقی و ابونعیم ”دلائل النبوة“ میں اور ابن عساکر و دیلمی ام المومنین صدیقہ بنت
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

قال جبریل قلبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجد رجلاً افضل من محمد ولم اجد ببني اب

افضل من بني هاشم۔ (المواہب)

جبریل نے مجھ سے عرض کی میں نے پورے پچھم ساری زمین الٹ پلٹ کر دیکھی کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نہ پایا نہ کوئی
خاندان، خاندان بنی ہاشم سے بہتر نظر آیا۔

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں صحت کے انوار اس متن کے گوشوں پر جھلک رہے ہیں۔

ابونعیم ”کتاب المعرفة“ میں اور ابن عساکر عبداللہ بن غنم سے راوی ہیں ہم خدمت اقدس حضور اکرم ﷺ میں

حاضر تھے ناگاہ ایک ایر نظر آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

سلم علی ملک قال لم ازل استاذن ربی فی لقائک حتی کان هذا او اذن لی انی ابشرک انه لیس

احد اکرم علی اللہ منک

مجھ سے ایک فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کی مدت سے میں اپنے رب سے قدم بوسی حضور ﷺ کی اجازت مانگتا تھا یہاں

تک کہ اب اس نے اذن دیا میں حضور کو مرثدہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو حضور سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب

بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

حل لغات

صدقہ، طفیل۔ پیارے، محبوب، لاڈلا، چاہتا، دوست، قریبی رشتہ دار، خوبصورت، دل پسند۔ بے پوچھے، بغیر

سوال کے۔ لجائے از لجانا، شرمندہ کرنا لجائے بمعنی شرمسار اسم مفعول ہے۔

شرح

پیارے محبوب کریم ﷺ کے حیا کے طفیل اے کریم مجھ سے حساب نہ لے پوچھے بغیر مجھے بخش دے کیونکہ میں

سخت شرمندہ ہوں اس کی غلطیوں کا مجھے اعتراف ہے جب مجھے اعتراف ہے تو پھر شرمندہ کو بار بار شرمانا کیا اور کیوں۔

زاهد اُن کا میں گنہگار وہ میرے شافع

اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

حل لغات

زاهد، پرہیزگار، دنیا سے بے رغبت، یہاں اپنے زہد پر اترنے والا اور گنہگاروں کی بنظر حقارت دیکھنے والا مراد

ہے جسے عرف عام میں زہد خشک کہا جاتا ہے۔ شافع، شفاعت کرنے والا۔

شرح

اے زاهد خشک میں گنہگار سہی لیکن حبیب خدا ﷺ پر مجھے ناز ہے وہ شفیع المذنبین ہیں (ﷺ) یہ نسبت اتنی عظیم

ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی باوجود نبوت کے اعلیٰ مرتبہ کے اس کی تمنا و آرزو کرتے ہیں یہ نسبت مجھے نصیب ہے تو پھر کون لگتا ہے مجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھنے والا۔ اس عظیم نسبت کی قدر و منزلت سے تو بے خبر ہو کر تو نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اترونها للمؤمنين المتقين لا ولكننا للمذنبين المتلوئين الخطائين.

(رواہ ابن ماجہ و احمد سند صحیح و طبرانی بسند جید)

کیا تم سمجھتے ہو کہ شفاعت متقیوں مومنوں کے لئے ہوگی نہیں نہیں وہ گنہگاروں آلودہ روزگاروں اور سخت خطا کاروں کے لئے ہے۔

عن الامام جعفر الصادق عن الامام الباقر عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنهم قال قال

رسول الله ﷺ شفاعتى لاهل الكبائر من امتى قال فقال جابر من لم يكن من اهل الكبائر فما له

وللمشفاعة. (رواہ ابوداؤد الطیاسی فی مسندہ)

حضرت امام باقر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے جابر یہ حدیث بیان کر کے فرماتے ہیں جو کبیرہ گناہوں والا نہیں تو پھر اسے شفاعت کیا تعلق۔

فائدہ

اس سند میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دو بزرگ راوی ہیں کیا ہی پیاری سند ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایسی روایات کے پیش نظر زاہد خشک کو جھڑک رہے ہیں یاد رہے کہ یہاں زاہد خشک سے منکر شفاعت مراد ہے کہ وہ زاہد صرف اور صرف اپنی نیکی کے بل بوتے بہشت کا شوقین ہے اسے شفاعت بھی اسی لئے ہے کہ وہ اعمال کو نجات کا دار و مدار سمجھتا ہے۔ شفاعت کے اقرار و انکار پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بھی مزید بحث غزل ”دشمن احمد پر شدت کیجئے“ میں آئیگی۔ ان شاء اللہ العزیز

بے بسی ہو جو مجھے پریش اعمال کے وقت
دوستو کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے (ق)

حل لغات

بے بسی، کمزوری، مجبوری، بے اختیاری۔ پوچھ، پوچھ گچھ۔ تمنا، آرزو، خواہش، شوق۔

شرح

اعمال کی پوچھ گچھ کے وقت جب مجھے مجبوری ہو تو دوستو میں کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہوگی اس تمنا کو آگے والے اشعار میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ ان تمام اشعار بند کو قطعہ بند (ق) ہے ہم نے اشارہ کر دیا ہے اور یہ تمام ایک حدیث میں کسی گنہگار کا واقعہ ہے جو قیامت میں ہوگا اسے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنی طرف منسوب کر کے مفصل بیان فرمایا۔

لطیفہ

پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ ایسے مضامین امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے نام منسوب کر کے تو واضح و انکساری کا اظہار کرتے ہیں مخالفین بیشک اس پر طنز کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت برا مرتبہ ہے کہ انسان کتنا ہی بلند قدر ہو خود کو لاشی سمجھے۔ فقیر اُسی غفرلہ نے حضرت مولانا محمد یار بہاولپوری گڑھی اختیار خاں کے ایک مصاحب سے سنا کہ آپ اس حدیث شریف کو بیان کر کے بڑی لجاجت اور عاجزی سے تمنا کرتے کہ کاش وہی مجرم یہی فقیر محمد یار ہو۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام ایک شخص کو امت محمدی سے دیکھیں گے کہ فرشتے اسے دوزخ میں لئے جاتے ہیں آپ ہمارے آقا ﷺ کو آواز دیں گے۔ حضور ارشاد فرمائیں گے لبیک یا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ کے ایک امتی کو فرشتے دوزخ میں گھسیٹے لئے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ یہ سن کر بے قرار ہو جائیں گے اور بے اختیار دڑ کر اس کے پاس تشریف لائیں گے اور فرشتوں سے فرمائیں گے اے میرے رب کے فرشتوں ٹھہر جاؤ۔ فرشتے جواب دیں گے اے محمد ﷺ کیا آپ نے رب کا حکم نہیں سنا فرماتا ہے

لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ (پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۶)

جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

پس بجز داس جواب کے کہندا آئے گی

اطیعوا محمدا

پس آپ ان سے ارشاد فرمائیں گے کہ اس کو میزان کی طرف لے چلو وہ بموجب ارشاد حضور اس شخص کو میزان پر لائیں گے آپ کے اعمال وزن کرائیں گے گناہوں کا پلہ بھاری اور نیچا اور نیکیوں اور کاہکا اور اونچا ہوگا تب آپ ایک پرچہ اپنی جیب مبارک سے نکالا کر پلہ حسانت میں رکھیں گے فوراً وہ پلہ بھاری ہو جائے گا اور وہ شخص خوش ہو کر عرض کریگا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں اور یہ پرچہ جو میرے پلہ حسانت میں آپ نے رکھا کیسا ہے؟ آپ ارشاد فرمائیں گے کہ میں محمد (ﷺ) ہوں اور یہ وہ پرچہ ہے جو تو نے درود لکھا تھا اور میں نے اسے آج کے دن کے لئے محفوظ رکھا پھر وہ شخص آپ کے قدموں کو بوسہ دے گا۔

کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضور
ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے

حل لغات

کاش، کلمہ تمنا بمعنی خدا کرے خدا ایسا کرے۔ حضور، بفتح الماء حاضر، موجود صیغہ صفت مشبہ ان لوگوں پر تعجب ہے کہ ایک طرف سرورِ عالم ﷺ کا لقب حضور اکثر زبان پر جاری رکھتے ہیں ادھر آپ کو حاضر ماننے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ غل، شور، ہلڑ۔ بھیڑ، ہجوم۔

شرح

کاش میری فریاد سن کر حضور اکرم ﷺ فرمائیں کہ اے فرشتو دیکھو تو سہی یہ کیا شور ہے اور لوگوں کا ہجوم کس پر ہے اس شعر میں ان روایات کی طرف اشارہ ہے کہ میدانِ حشر میں حضور اکرم ﷺ کو قرار نہ ہوگا گنہگاروں کے لئے کبھی اس گوشہ میں کبھی اُس گوشہ میں تاکہ کوئی امتی گرفتار ہو کر عذاب میں مبتلا نہ ہو۔

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے

حل لغات

آفت، مصیبت، دکھ، آسیب، مشکل، ظلم، چالاک، غل شور، غصہ، دبا، قحط، غضبِ الہی، یہاں پہلا معنی مراد

ہے۔ بلا، مصیب، دکھ۔ ٹوٹی از ٹوٹنا، ٹکڑے ہونا، پھوٹنا، کسی پر ہجوم کرنا، مل کر حملہ کرنا، گرنا، پڑنا، جدا ہونا، تہ ٹکنا توڑا ہونا، کمزور ہونا، جوڑوں میں درد ہونا، پھل اترنا۔ صدمہ، دھکا، ٹکڑ، تکلیف، چوٹ، رنج زخم، حادثہ، نقصان، مصیبت۔

شرح

کون غریب امتی مصیبت زدہ ہے کس مسکین پر دکھ کا حملہ ہوا وہ بیچارہ کس مصیبت میں گرفتار ہے دیکھو تو سہی اسے کون سی رنج و مصیبت پہنچی ہے۔

کس سے کہتا ہے کہ اللہ خبر لیجئے مری
کیوں ہے بیتاب یہ بے چینی کا رونا کیا ہے

حل لغات

اللہ، خدا کے لئے میری خبر لو۔ بیتاب، بے چین، بے چینی، بے کلی، بے آرامی۔

شرح

وہ بیچارہ کسے کہتے ہیں خدا را میری خبر لیجئے وہ غریب بے چین کیوں اور اسے یہ بیقراری اور بے آرامی کیوں ہے۔

حضور نبی پاک ﷺ دوسروں کی بیقراری و اضطراب سے خود مضطرب ہو جاتے یہاں تک کہ جب تک اس بیقرار و مضطرب کو سکون و قرار سے ہمکنار نہ فرماتے اس وقت تک آپ بے قرار رہتے جیسا کہ غزوہ بدر میں سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ قیدیوں میں تھے رات کو بیڑیوں کی سختی سے کراہ رہے تھے۔ آپ نے جب تک ان کو کراہنے سے آرام نہ دلویا آپ بے قرار رہے حالانکہ اُس وقت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت کفر میں تھے اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنے آئے تھے۔ کچھ یہی حال قیامت میں ہوگا کہ جب تک ایک مجرم بھی دوزخ میں ہوگا آپ بیقرار رہیں گے جب تک کہ اسے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل نہ فرمائیں۔

اس کی بے چینی سے ہے خاطر اقدس پہ ملال
بیکسی کیسی ہے پوچھو کوئی گزرا کیا ہے

حل لغات

خاطر، جودل میں گزرے۔ اقدس، زیادہ پاک۔ ملال، رنجیدگی، طبیعت کا اکتا جانا۔

شرح

اس بیچارے امتی کی بے چینی سے حضور اکرم ﷺ کے قلب اقدس پر ملال ہے اس سے پوچھو یہ بے کسی کیسی ہے اور تجھ پر کوئی صدقہ تو نہیں گزرتا کہ اس کی چارہ جوئی کی جائے۔

یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے
اس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے

حل لغات

ملائک، ملک کی جمع، فرشتے۔ معروض، عرض کیا گیا، درخواست۔ پرسش، پوچھ گچھ۔ کیا کیا، استفہام، کون کون سا۔ کیا ہے، ماضی از کرنا۔

شرح

میرا حال بارگاہ حبیب خدا ﷺ میں ملائکہ یوں عرض کریں کہ ایک مجرم ہے اس سے سوال جواب ہو رہا یہ کہ بتا تو نے زندگی میں کیا اور کون سا عمل کیا۔

سامنا قہر کا ہے دفتر اعمال ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

حل لغات

سامنا، مقابلہ، آنکھوں کا چار ہونا۔ دفتر، محکمہ کے کاغذات کی کتاب۔

شرح

اس غریب کقہر کا سامنا ہے اعمال کا رجسٹر اس کے آگے ہے اب وہ ڈر ہے کہ واللہ علم اسے خدا تعالیٰ کیا حکم سناتا ہے۔

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہ رسل
بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے

حل لغات

یا شاہ رسل، اے رسولوں کے بادشاہ (ﷺ)۔ بیکس، بیچارہ۔ شہا، اے شاہ۔ وقفہ، مہلت دینا، ٹھہرنا، موقع دینا۔

شرح

اے محبوب خدا ﷺ وہ غریب امتی آپ سے فریاد کرتے ہوئے عرض کر رہا ہے کہ اے شاہ رسول ﷺ تیرا بندہ مجبور ہے اے شاہ ہر دو عالم ﷺ آپ کے رحم و کرم میں دیر کیوں ہے۔

اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

حل لغات

کھٹکا، ٹکرانے یا گرنے کی آواز، آہٹ، چبھن۔ خوف، اندیشہ، چٹھنی۔

شرح

اب چند لمحات سے گرفتار بلا ہوتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میرے گناہ مجھے سزا دلوائیں گے لیکن اگر آپ حضور ﷺ تشریف لائیں تو پھر مجھے کیا خوف ہے۔

سن کے یہ عرض مری بحر کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے

شرح

میری عرض سن کر بحر کرم جوش میں آئے تو ملائکہ کو ارشاد فرمائیں کہ ٹھہر جاؤ معلوم کریں کہ اس کا ماجرا کیا ہے۔

کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے

حل لغات

مورد، اسم ظرف از و در دو چشمہ پانی پینے آدمیوں کا اور بہائم کا اور جگہ وار دھونے کی یہاں یہی مراد ہے اور بمعنی گھاٹ۔ آفات، آفت کی جمع بمعنی مصیبت، دکھ۔ تماشا، سیر کرنا، باہم مل کر چلنا، عربی لفظ ہے مصدر تفاعل باب ناقص در اصل تماشى تھا بقاعدہ صرف تماش ہوا۔ کثرت استعمال کی وجہ سے اس قسم کے دوسری مصادر کی طرح بوجہ غلبہ اسمیت تماشا ہوا، فارسی اور اردو میں تماشہ (ہاء) کے ساتھ لکھا پڑھا جاتا ہے۔

شرح

اے فرشتو تم نے کسے دکھ اور مصیبت کا نشانہ بنا رکھا ہے اور اس غریب سے تم چاہتے کیا ہو مجھے آنے تو دو میں بھی ذرا حالات دیکھوں کہ اصل میں بات کیا ہے۔

اُن کی آواز پہ کر اُٹھوں میں بے ساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا ہ کیا ہے

شرح

آقائے کونین ﷺ کی آواز مبارک سن کر میں بے ساختہ اُٹھ کر شور مچاؤں اور تڑپ کر کہوں اے فرشتو میرے فریادرس تشریف لائیں گے اب مجھے کوئی پروا نہیں۔ بے سہاروں کا سہارا آ گیا ہے (ﷺ)

لو وہ آیا مرا حامی مرا غمخوارِ ام
آگئی جان تن بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

شرح

اے فرشتو دیکھو میرا حامی تشریف لایا ہے اور آپ نہ صرف میرے حامی و مددگار ہیں بلکہ آپ تو تمام انبیاء و رسل علیہ السلام کی امتوں کے بھی غمخوار ہیں اسی لئے رب میرے تن بے جان میں جان آگئی ہے اس لئے حضور اکرم ﷺ کا تشریف لانا ہے بھی اس لئے کہ ہم مجرموں کو نجات نصیب ہو۔

پھر مجھے دامن اقدس میں چھپا لیں سرور
اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے

حل لغات

تقاضا، تماشہ کی طرح بمعنی خواہش مانگنا، سوال کرنا۔

شرح

حضور نبی پاک ﷺ تشریف لاتے ہیں مجھے اپنے دامن اقدس میں چھپا کر فرشتوں سے فرمائیں اب بتاؤ اس پر کیا سوال ہے اور اس سے تم کیا چاہتے ہو۔

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

شرح

اے فرشتو! کیا تمہیں معلوم نہیں یہ تو ہمارے دروازہ اقدس کا آزاد شدہ غلام ہے اور جو ہمارے در اقدس سے
آزادی کا پروانہ پالیتا ہے اس سے حساب کیسا اب بتاؤ تم اس سے کیسا حساب لیتے ہو اور تمہارا اس پر حساب ہے بھی کیا؟

چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم
حکم والا کی نہ تعیل ہو زہرہ کیا ہے

حل لغات

زہرہ، طاقت و قوت

شرح

مجھے فرشتے چھوڑ کر حضور اکرم ﷺ سے عرض کریں حضور ہم آپ کے محکم اور غلام ہیں آپ کے حکم والا کی تعیل نہ
کریں ہم میں کیا طاقت اور ہم ہیں کون کہ آپ کے ارشاد گرامی پر عمل نہ کریں۔

یہ سماں دیکھ کے محشر میں اُٹھے شور کہ واہ
چشم بد دور ہو کیا شان ہے رتبہ کیا ہے

حل لغات

سماں، کیفیت۔ واہ، خوب۔ چشم بد دور، بد نظر دور ہو۔

شرح

میری نجات کی کیفیت دیکھ کر میدانِ حشر میں ایک شور اُٹھے گا اور سب مجھے کہیں کہ بد نظر دور ہو کیا خوب واہ واہ۔
تیرا کتنا بڑا رتبہ ہے کہ خود شافع امم تشریف لے جا کر تجھے چھڑا کر لائے ہیں۔

صدقہ اس رحم کے اس سایہ دامن پہ نثار
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

شرح

اے حبیب کبریٰ ﷺ آپ کے رحم و کرم پر قربان اور آپ کے سایہ دامن پر واری واری جاؤں کہ اپنے غلام کو ایسی سخت مصیبت سے بچایا اور خود اس کی مصیبت گاہ میں پہنچ کر نجات دلا کر ساتھ لے آئے ہیں۔

اے رضا جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

حل لغات

عنادل، عندلیب کی جمع، بلبلیں۔ نغموں، نغمہ کی جمع، عربی لفظ ہے عربی میں اس کی جمع نغمات ہے یعنی خوش آوازیں، سہانی آوازیں۔ نثار، کسی کے سر پر روپیہ یا نقدی بطور صدقہ بکھیرنا۔

شرح

اے امام اہل سنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرے وہ نغمے جو تو نے حبیب خدا ﷺ کے فضائل و کمالات میں لکھے پڑھے ہیں بلبلیں اپنی جانوں پر بکھیر رہی ہیں اے بلبلِ باغِ مدینہ (احمد رضا) تیرا کیا کہنا خوب سے خوب تر ہو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد محدث بریلوی کی نعت گوئی پر تحسین

مذکورہ بالا شعر میں خود ستائی نہیں اور نہ ہی مبالغہ آرائی ہے بلکہ تحدیثِ نعمت ہے بلکہ بنظر حقیقت غائرانہ نگاہ سے دیکھا جائے تو تمام حقیقت سامنے آجائے گی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر ملک ہر زمانہ ہر زبان میں حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی ہوئی اور ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ اسی طرح برصغیر پاک و ہند کی سرزمین پر طبقہ علماء میں بڑے بڑے عظیم علم و دانش اور علم دینی و دنیاوی کے فاضل پیدا ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو ایک سوچھ سے زائد علوم و فنون پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ صفِ اول کا قادر الکلام نعت گو شاعر بھی ہو۔ اس اعتبار سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت بالکل منفرد اور بے مثال نظر آتی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے فنِ نعت گوئی میں جو اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کیا وہ بہت کم شعراء کے حصے میں آیا ہے۔ نعت شریف اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ سے پہلے بھی کہی جا رہی تھی اور ان کے بعد بھی نعت گوئی کا چشمہ فیض

جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ العزیز ابد تک جاری رہے گا۔

میدانِ نعت گوئی میں رسماً اور روایتاً دنیا کے تقریباً تمام مذاہب کے شعراء نے حصہ لیا ہے لیکن امام نعت گویاں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے جس جذب و کیف سے نعت کا ایک ایک لفظ عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ہے اور آپ کی اکثر نعتیں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالوں سے مزین ہیں۔ مقامِ حیرت ہے کہ آپ نے فنِ نعت گوئی میں کسی کی شاگردی تک اختیار نہیں کی بلکہ صرف دربارِ رسالت ﷺ کے مقبول شاعر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر ثابت قدم رہے۔ خود فرماتے ہیں

رہبر کی راہ نعت میں اگر حاجت ہو
نقشِ قدم حضرت حسان بس ہے

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے کوئی نعت شریف کسی مشاعرے میں پڑھ کر سننے والوں سے داد وصول کرنے کے لئے نہیں لکھی بلکہ جس وقت جانِ جاناں ﷺ کی یاد تڑپاتی تو زبان پر نعت شریف جاری ہو جاتی۔ قادر الکلام شاعر ہونے کے باوجود آپ نے کبھی بھی شاعر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ فرماتے ہیں

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو
ہاں شرع کا البتہ جنبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثناء میں حکم مولیٰ کے خلاف
لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

نٹائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوش نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیہ تھے

امام نعت گویاں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتیں قرآن و حدیث کی تشریحات پر مبنی ہیں۔ سراسر حال اور وارداتِ قلب پر مشتمل ہیں۔ بعض شعراء نعت شریف میں بھی مبالغہ آرائی پر اتر آتے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کبھی نعت شریف میں مبالغہ آرائی کو سننا بھی گوارا نہیں فرمایا۔ مولانا محمد محبوب علی خان قادری علیہ الرحمۃ ایک چشم دید واقعہ اس طرح لکھتے ہیں

یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور دوسرے بھی اس کو دیکھنے والے بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں کہ ایک حافظ صاحب جو حضور پر نور امام اہل سنت قدس سرہ کے تخلصین میں سے تھے کچھ کلام لکھ کر بغرض اصلاح سنانے کے لئے حاضر ہوئے اجازت عطا ہوئی سنانا شروع کیا درمیان میں اس مضمون کے اشعار تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں حضور کی محبت میں دن رات تڑپتا ہوں، کھانا پینا سب موقوف ہو گیا ہے کسی وقت مدینہ طیبہ کی یاد دل سے علیحدہ نہیں ہوتی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حافظ صاحب اگر جو کچھ آپ نے لکھا ہے یہ سب واقعہ ہے تو اس میں شک نہیں کہ آپ کا بہت بڑا مرتبہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت میں آپ فنا ہو چکے ہیں اور اگر یہ محض شاعرانہ مبالغہ ہے تو خیال فرمائیے کہ جھوٹ اور کون سی سرکار میں جنہیں دلوں کے ارادوں، خطروں، قلوب کی خواہشوں اور نیتوں پر اطلاع ہے جن سے اللہ عز و جل نے ”ماکان وما یکون“ کا کوئی ذرہ نہ چھپایا اور اس کے بعد اس قسم کے اشعار کو کوٹا دیا۔

(قلاۃ بخش صفحہ ۹، ۱۰)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتیں صفحہ قرطاس پر کب آنا شروع ہوئیں اور نعتیہ دیوان کب منصہ شہود پہ آیا اس سلسلے میں مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی یوں انکشاف فرماتے ہیں ابتداء میں مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوتا رہا مثلاً ماہنامہ الرضا (بریلی) ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) وغیرہ وغیرہ ان رسائل کے چند شمارے نظر سے گزرے جن میں عربی، اردو اور فارسی کا کلام شامل ہے۔ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کے کلام کا ایک مجموعہ ”حداائق بخشش“ کے نام سے دو حصوں میں پٹنہ اور بریلی سے شائع ہوا۔ اب تک دیوان ”حداائق بخشش“ کو مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کے تمام کلام کا مجموعہ سمجھا جاتا رہا مگر یہ صحیح نہیں۔ ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں ایک اشتہار نظر سے گزرا جس میں ”حداائق بخشش“ کو انتخاب دیوان لکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کا کلام ہنوز پورا جمع نہ ہو سکا۔ مطالعہ کے دوران جو حقائق و شواہد سامنے آئے ان سے اس خیال کی مزید تصدیق ہو گئی۔ (امام اہل سنت صفحہ ۵۶)

”حداائق بخشش“ نے دنیائے نعت میں تہلکہ مچا دیا جس نے بھی اسے پڑھا بے اختیار جھوم اٹھا درد اور سوز و گداز میں مبتلا ہو گیا اس کے اشعار دل میں اترتے چلے گئے مولانا حسرت موہانی علیہ الرحمۃ نے بھی اچھے شعر کی یہی تعریف کی ہے

شعر دراصل ہیں وہی حسرت دل میں سنتے ہی جو اتر جائیں

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے سوانح نگار علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمۃ نے ”حداائق بخشش“ کے بارے میں یوں بصیرت افروز تبصرہ فرمایا ہے۔

آپ کا نعتیہ دیوان ”حداائق بخشش“ حمد و نعت، دعا و التجا، سلام و منقبت، عشق و محبت، حقیقت و معرفت، معجزات و کرامات، شرع آیات و احادیث وغیرہ مضامین کا ایک ایسا بحر ذخار ہے جس کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کرنا اہل

بصیرت حضرات کا ہی کام ہے جس طرح آپ امام اہل سنت ہیں اسی طرح آپ کا کلام بھی کلام و سخن کا امام ہے چنانچہ آپ کے دیوان حدائق بخشش پر کلام الامام امام الکلام کا مقولہ حرف بحرف صادق آتا ہے اور کیوں نہ صادق آئے کہ حدائق بخشش، حسان العصر، خسرو اقلیم، شہنشاہ نعت گویاں اعلیٰ حضرت عبدالمصطفیٰ احمد رضا (علیہ الرحمۃ) کے عشق بھرے دل کی آواز اور مداحانِ رسول ﷺ کے لئے شمع ہدایت ہے۔ (امام احمد رضا اور ان کے مخالفین صفحہ ۳۵)

دنیا نے نعت میں فن شاعری کے لحاظ سے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا دیوان ”حدائق بخشش“ اپنی مثال آپ ہے بلند پایہ ادیب، کہنہ مشق شاعر اور نقاد علامہ شمس الحسن شمس بریلوی مدظلہ نے جب ”حدائق بخشش“ کا تحقیقی اور ادبی جائزہ لیا تو اپنا منصفانہ فیصلہ یوں سنایا

میں آپ کے سامنے ”حدائق بخشش“ کا ادبی اور تحقیقی جائزہ پیش کر رہا ہوں آپ یقین فرمائیے کہ میں نے عقیدت و ارادت کو اس راہ میں حائل نہیں ہونے دیا ہے اور میرے قلم نے عقیدت کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے یہ دوسری بات ہے کہ امام اہل سنت (علیہ الرحمۃ) کی ذات گرامی اور آپ کا علوم مرتبت، آپ کا تبحر علمی اور آپ کی یگانہ روزگار ہستی کا فاضلانہ وقار قدم قدم پر عنان گیر رہا لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کے محبوب ذیشان ﷺ کی نگاہ التفات میرے شامل حال رہی اور میں نے حضرت رضا قدس سرہ کی شاعری کا ہر ہر نوع اور ہر ایک پہلو سے جائزہ لیا میری فکر و سانس نے ہر چند تفحص و تلاش میں کوئی کوتاہی نہیں برتی لیکن میں کیا کروں کہ اس وحید عصر اور یگانہ روزگار کی بے مثال نعتیہ شاعری میں باعتبار زبان و بیان مجھے کہیں سقم نظر نہیں آیا اور مجھے کہیں یہ کہنے کا موقع نہیں ملا کہ فن شاعری کے اعتبار سے حضرت رضا قدس سرہ کے کلام میں یہ سقم یا یہ خامی موجود ہے۔

ڈاکٹر سرور اکبر آبادی ایم۔ اے پی ایچ ڈی یوں تبصرہ فرماتے ہیں

”حدائق بخشش“ میں ایسی بے شمار نعتیں ہیں جن کی سادگی بر جستگی اور فصاحت و بلاغت کی مثالیں دوسرے شعراء کے ہاں نہیں ملتیں۔ جیسی جیسی نئی و نادر تشبیہات جیسے عجیب و غریب استعارات جیسے رموز و علامت اور جو جو صنائع بدائع آپ نے استعمال کئے ہیں وہ دوسروں کے ہاں کم ہی نظر آتے ہیں۔ (معارفِ رضا ۱۹۸۳ء کراچی)

جناب اشفاق احمد رضوی بی اے کہتے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا کلام امام الکلام ہے شریعت و قرآن پاک کی روشنی میں ہر شرعی نقائص و ہر طرح کے عیب و غلو سے پاک و صاف ہے۔ سر دست اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام ایوان کے متعلق انہی کا مصرع لکھ کر

خاموش ہو رہا ہوں

وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیان نہیں

پروفیسر فاروق احمد صدیقی (چکیا کالج، باراچکیا، ایسٹ چپارن، بہار، انڈیا) نے جب ”حدائق بخشش“ کا تنقیدی نظر سے

مطالعہ کیا تو آپ نے جذبات کا یوں اظہار فرمایا

”حدائق بخشش“ پر از اول تا آخر تنقیدی نظر ڈالی جائے۔ دوست کی نظر سے نہیں، دشمن کی نظر سے جانبداری کی

نظر سے نہیں غیر جانبداری کی نظر سے، دور بین نہیں خورد بینی نظر سے، کہیں ایک شعر بھی ایسا نہیں ملے گا جو کتاب و سنت

سے متصادم اور احکام شریعت سے مزاحم ہو۔ نہ کہیں افراط نہ تفریط۔ ایک خوشگوار اعتدال و توازن کی چاندنی ہر جگہ چھٹکی

نظر آتی ہے اور لاریب اتنی کامیابی اور خوش اسلوبی سے وہی عہدہ برآ سکتا ہے جو بارگاہ رسالت (ﷺ) کا ادب شناس

اور مؤید من اللہ ہو۔ ہر چند اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) نے شعر گوئی کو کبھی مقصود بالذات نہیں سمجھا۔ مقصد حیات مداحی سرکار

تھے انہوں نے کبھی کسی سے ”ستائش کی تمنا“ نہیں کی اور ”صلہ کی پرواہ“ کی ہے تو اسی دربار گوہر بار سے جس کی شان

انہیں کی زبان میں یہ ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

لب واپیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

مزید تبصرے و تعریفی دستاویزیں ”القول السدید لا ہو“ مضمون حضرت سید صابر حسین صاحب کا دیکھئے۔

نعت شریف ۶۶

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے

باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

شرح

حبیب کبریا، شہ ہر دوسرے ﷺ آپ کے اوصافِ جمیل اتنے ان گنت ہیں کہ جن کے لئے یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ

بس یہی ہیں جو بیان ہوئے بلکہ کہنے والا کہتے کہتے آخر میں کہہ اٹھتا ہے

تیرے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا

اس شعر میں چار صفات بیان فرمائی ہیں

(۱) سرور (۲) مالک (۳) مولیٰ (۴) باغِ خلیل علیہ السلام کے گلِ زیبا

سرور سید کا ترجمہ ہے اور کون سے عالی مراتب میں حضور اکرم ﷺ کی سیادت نہیں۔ تبرکاً چند احادیث حاضر

ہیں۔

(۱) ابن سعد و حسن بن جراح زید بن اسلم سے راوی ہیں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنابِ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا سے فرمایا مجھ سے خواب میں کہا گیا

انک ستلدين غلاماً فسميه احد وهو سيد العلمين

عنقریب تمہارے لڑکا ہوگا ان کا نام احمد رکھنا وہ تمام عالم کے سردار ہیں ﷺ

کسی نے کیا خوب فرمایا

آنچه همه دارند تو تنہا داری

اے کہ بر تخت سیادت زائل جاواری

(۲) سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ سے آواز سنی

فاذا وضعته فسميه محمدا

انک حملت بسید هذه الامة

تو سردار امت کی ماں بننے والی ہے جب اس مقدس بچہ کو جنو تو اس کا محمد نام رکھنا

مالک یہ صفت بھی حضور اکرم ﷺ کو خوب سجتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مملکت کا مالک و مختار بنایا

ہے اسی لئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس مضمون کو دوسری جگہ پر یوں اور فرمایا ہے

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

حضور اکرم ﷺ کا مالک خزائن اللہ و مختار مملکت اللہ کی مفصل تشریح اسی شرح حدائق شریف کی جلد اول اسی شعر

کے تحت ملاحظہ ہو۔

(۳) مولیٰ لغت و عرف میں متعدد معانی میں آتا ہے یہاں مددگار کے معنی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کا مددگار

قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا . (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۵۵)

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

اس کا شان نزول بھی اس کی دلیل ہے کہ یہاں ولی بمعنی مددگار ہو۔

شان نزول

آیت کریمہ حضرت عبداللہ ابن سلام کے حق میں نازل ہوئی کہ جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ ہمیں ہماری قوم نے چھوڑ دیا ہے اور لوگ بھی ہمارا بایکاٹ کریں گے اس میں فرمایا گیا کہ تم کیوں غمگین ہوتے ہو اگر تم سے یہودی چھوٹ گئے تو تمہیں اللہ، رسول اور وہ مسلمان مل گئے جو زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور رکوع والی نماز بھی پڑھتے ہیں۔

فائدہ

والی، مولیٰ بمعنی دوست بھی ہے مزید تشریح و تفصیل فقیر کی تفسیر فیوض الرحمن پڑھئے۔

(۴) گل زیباسیدنا خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جد الانبیاء ہیں آپ کے باغ کا ہر گل زیبا ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف تجلی الیقین بھی اسی موضوع میں ہے قابل مطالعہ ہے تبرک کے طور پر ایک حدیث حاضر ہے۔

افضل القرئی میں فتاویٰ امام شیخ الاسلام سراج بلقینی سے ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور ﷺ سے عرض

کی

ابشر فانک خیر خلقه و صفوته من البشر حباک الله بمالم یحب به احدا من خلقه لا ملکا مقربا

و نبیا مرسلًا۔ (الحديث)

مژدہ ہو کہ حضور بہترین خلق خدا ہیں اس نے تمام آدمیوں میں سے حضور کو چن لیا اور وہ دیا جو سارے جہان میں کسی کو نہ دیا نہ کسی مقرب فرتے نہ کسی مرسل نبی کو۔

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں

جان مراد و کان تمنا کہوں تجھے

دل لغات

حرمان (عربی مصدر) محروم رہنا، کچھ نہ ملنا، ناامیدی۔ کان (فارسی) کھان، معدن۔

شرح

ابچھے نصیب سے محروم ہوں لیکن اے حبیب خدا ﷺ آپ ہماری امید گاہ ہیں اسی لئے محرومی کا سوال ہی پیدا

نہیں ہوتا۔ آپ ہماری مرادوں کی جان اور ہماری تمناؤں کا معدن اور کان ہیں۔ (الحمد للہ علی ذلک)

گلزارِ قدس کا گلِ رنگین ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبل شیدا کہوں تجھے

حل لغات

گلزار، باغ، قدس، پاکیزگی، پاک، عرب میں ایک پہاڑ کا نام لیکن یہاں عالم قدس مراد ہے۔ رنگین، رنگ کیا ہوا۔ درمان، علاج، دوا، دارو۔

شرح

آپ کو عالم قدس کے باغ کا رنگین ادا والا پھول کہوں ہر درد کی دوا کہوں اور بلبل شیدا کہوں اس شعر میں تین اوصاف بیان کئے ہیں۔

عالم قدس کے باغ کا رنگین ادا پھول یہ صفت آپ کو یوں بھتی ہے کہ عالم قدس میں بھی آپ اسی طرح محبوبانہ انداز رکھتے تھے جیسے عالم دنیا میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اُن میں نہایت نمایاں اور چمکدار ایک نور دیکھا عرض کیا اللہ العالمین یہ چمکدار نور کس کا ہے؟ ارشاد ہوا

هذا ابنک احمد وهو اخر وهو الاول شافع (الخصائص الکبریٰ للسيوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

یہ تیرا بیٹا (حضرت) احمد ہے (ﷺ) یہ اول بھی ہے اور آخر بھی اور یہ پہلا شفیع بھی۔

ازالۃ وہم

مشکوٰۃ شریف میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے متعلق مروی ہے یہاں تم نبی علیہ السلام کے لئے لکھ رہے ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو اولاد پیش کرنے کے مختلف مواقع ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک موقع کا ذکر ہے دوسرے موقع کا ذکر نہ ہونا مضر نہیں اس لئے کہ قاعدہ ہے

عدم ذکر الشئی لا یستلزم عدم شے کا عدم ذکر اس کے وجود کے عدم کو استلزم نہیں

ایک اور روایت میں ہے

لما خلق نور نبینا محمد ﷺ امره ان ينظر الى انوار الأنبياء عليهم السلام فغشيهم من نوره ما

انطقهم الله به فقالوا يا ربنا من غشنا نوره فقال الله تعالى هذا نور محمد بن عبد الله ان آمنتم به

جعلتکم انبیاء ، قالو آمنا به و بنبوته

امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب **مواہب اللہ نیہ جلد ۱ صفحہ ۴۰** میں نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب **یکتا ﷺ** کا نور پیدا کیا تو حکم فرمایا کہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار کو ملاحظہ کرو جب حضور سر اپا نور پاک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار پر غالب آگیا۔ انبیاء کرام نے بارگاہ الہی میں عرض کیا الہی یہ کس ہستی کا نور عظیم ہے جس میں ہمارے انوار گم ہو گئے ہیں۔ ارشاد باری ہے

ہذا نور محمد بن عبد اللہ یہ نور محمد بن عبد اللہ **(ﷺ)** کا ہے۔

اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو تم سب کو نبوت و رسالت سے سرفراز کر دوں گا۔ سب انبیاء نے عرض کیا الہ العالمین ہم صدقِ دل سے اس کی نبوت و قیادت کو تسلیم کرتے ہیں۔

اس شعر میں حضور اکرم **ﷺ** کی دوسری صفت ہے درمندوں کے درماں اور یہ صفت بھی آپ کو خوب جہتی ہے۔ حضرت امام نووی شارح مسلم شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ ان کا بھی پاؤں مفلوج ہوا تو ”**یا محمد**“ کہا اچھا ہو گیا اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔

اہل مدینہ کا عمل

اہل مدینہ میں قدیم سے ”**یا محمد**“ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **نسیم الریاض شرح شفاء** میں فرماتے ہیں

ہذا مما تعاہده اهل المدينة یہی اہل مدینہ کی عادت میں شامل ہے

یعنی جب مشکل پڑی یا محمد کا نعرہ لگایا یعنی ہر مشکل نام محمد سے ٹلی ہے **(ﷺ)**

صبح وطن پہ شام غریباں کو دوں شرف

بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

دل لغات

شام غریباں، مصیبت کی شام جو بحالت سفر ہو۔ بیکس نواز، عاجز نواز، غریب نواز۔

شرح

وطن کی صبح پر شام غریباں کو شرافت دوں۔ اے حبیب خدا ﷺ آپ کو غریب نواز کہوں اور محبوب گیسو والا کہوں جو کہوں آپ ہر محبوب صفت کے لائق ہیں۔

شام غریباں کی شرافت

صبح وطن سے شام غریباں کو شرافت اس لئے ہے کہ مصیبت کے وقت اپنے آقا کو پکارنے کا موقع ملے گا مصیبت نہ بھی ٹلے تب بھی یادِ محبوب کی سعادت تو نصیب ہوگی اور اس سے بڑھ کر اور شرافت کیا ہو کہ اوقات تو یادِ محبوب میں بسر ہوں۔

دوسرے مصرعہ میں دو صفتوں کا بیان ہے

بیکس نواز

حضور اکرم ﷺ بیکس نوازی چار دانگ عالم ہے۔ بیشمار واقعات میں سے ایک نابینا واقعہ بیکس نوازی کی دلیل کافی ہے کہ اس بیچارے کو بینائی عطا فرمادی۔ صحاح ستہ میں سے تین کتابوں میں یہ حدیث شریف مذکور ہے

عن عثمان بن حنیف ان اعمی قال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یکشف لی عن بصری قال فانطلق

فتوضا ثم صل رکعتین ثم قل اللهم انی استلک واتوجه الیک بنبی محمد نبی الرحمة یا محمد انی

اتوجه بک الی ربک ان یکشف عن بصری اللهم شفعه فی قال فرجع وقد کشف اللہ عن

بصره. (شفاء قاضی عیاض جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اندھے نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میری آنکھ کھول دے آپ نے فرمایا جاؤ وضو کرو دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی رحمت کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں اے محمد میں آپ کو آپ کے رب کی بارگاہ میں وسیلہ سے لاتا ہوں کہ میری آنکھ کھل جائے یا اللہ ان کی سفارش میرے بارے میں قبول فرمائے تو وہ اس حال میں لوٹا کہ آنکھ روشن ہوگئی۔

ابن ماجہ نے اپنی سنن کے باب صلوٰۃ الحاجۃ میں یہ حدیث ذکر کر کے یہ تحریر کیا ”قال ابو اسحاق هذا حدیث

صحیح“ ابو اسحاق کا قول ہے کہ حدیث صحیح ہے۔

گیسوؤں والا

کیسا گیسوؤں والا جس کی قسم خود حق تعالیٰ قرآن مجید میں یاد فرمائے

وَ الْاَيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱) اور رات کی قسم جب چھائے۔

اس سے بڑھ کر اور محبوبی شان اور کیا ہوگی۔

(۱) حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا سر اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا آپ کے بال مبارک خمدار تھے ان میں اگر خود مانگ نکل آتی تو اسے رہنے دیتے ورنہ خود مانگ کے لئے تکلف نہ فرماتے

یجاوز شعرہ شحمة اذنیہ اذا هو وفرة

آپ کے مبارک بال جب لمبے ہوتے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہو جاتے۔

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کا مبارک قد میانہ تھا اور

یبلغ شعرہ شحمة اذنیہ علیہ حلة حمراء مارایت احسن منه۔ (البخاری، کتاب المناقب)

آپ کے مبارک بال کانوں کی لو تک تھے میں نے سرخ جبہ میں آپ سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں دیکھا۔

آپ ہی سے شیخ ابواسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے مروی ہے کہ

مارایت احدا من خلق الله تعالى في حلة حمراء من رسول الله ﷺ ان حمته تضرب من

منكبيه۔ (رواہ مسلم)

میں نے مخلوق خدا میں سرخ جبہ میں آپ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا آپ کے بال مبارک اور زلفیں کاندھوں کو چوم رہی ہوتی تھیں۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج بھی یہ بات بیان کرتے

ماحدث به قط الا ضحك (دلائل النبوة للبیہقی صفحہ ۲۳۳) تو بیان کرنے کے بعد ہمیشہ مسکرا دیتے

اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں

اے جانِ جان میں جانِ تجلا کہوں تجھے

دل لغات

اللہ رے، سبحان اللہ۔ منور، نورانی۔ تابشیں، تابش کی جمع، چمک۔ تجلا، روشنی، آشکار ہونا، نورانی۔

شرح

سبحان اللہ اے حبیب کبریٰ ﷺ آپ کے نورانی کی چمکیں کیا خوب ہیں آپ میری جان کی بھی جان ہیں آپ کے لئے جی چاہتا ہے آپ کو انوارِ الہی کی جان کہوں۔

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو نورانی اور انوارِ الہی کی جان اور اصل کہا گیا ہے۔

جسم نورانی

دیگر آیات نورانیہ کے علاوہ آیت

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

فائدہ

اس آیت کو اہل سنت نے حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو نور علی نور بشکل بشر دلیل بنایا ہے اس میں کسی قسم کا کسی کو شک و شبہ نہ تھا۔ وہابی تحریک سے متاثر لوگوں نے معتزلہ فرقہ کا مدفونہ حوالہ نکال لائے اور شور مچا دیا کہ آیت میں نور سے مراد قرآن ہے اور کتاب سے بھی۔ فقیر اس آیت کے متعلق قدرے تفصیل عرض کرتا ہے۔

تفاسیر آیت نور

آیت مذکورہ میں نور سے حضور اکرم ﷺ مراد لینا اہل سنت کا اتفاق ہے۔ اس اتفاق میں بعض دیوبندی اور وہ علماء بھی شامل ہیں جنہیں دیوبندی اپنے اکابر سمجھتے ہیں مثلاً شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اشرف علی تھانوی کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

مراد نور سے ہے موضح القرآن میں ہے روشنی محمد ﷺ اور کتاب قرآن۔

تھانوی نے رسالہ النور ۲۸ رجب ۱۳۳۱ھ میں اسے مزید تفصیل سے لکھا۔

عقیدہ معتزلہ

اور جو دیوبندی وہابی آیت میں نور سے قرآن مراد لیتے ہیں وہ عقیدہ معتزلہ کے ترجمان ہیں اس لئے کہ آیت میں نور سے قرآن فرقہ معتزلہ نے مراد لیا ہے۔ چنانچہ علامہ محمود آلوسی صاحب اپنی تفسیر روح المعانی جلد ششم میں لکھتے ہیں

قال ابو على الجبائی اعنى بالنور القرآن لكشفه و اظهاره طريق الهدى واليقين واقتصر على ذلك

الزمخشري

یعنی ابوعلی جبائی اور زمخشری نے نور اور کتاب مبین کا مصداق قرآن عظیم کو قرار دیا ہے ہر اہل علم خوب جانتا ہے کہ ابوعلی جبائی رئیس المعتز لہ اور زمخشری بھی تھا۔

عقیدۂ اہل سنت

آیت میں اہل سنت نے کہا کہ نور سے حضور اکرم ﷺ اور کتاب سے قرآن مراد ہے اس مراد پر تمام سنی مفسرین کا اتفاق ہے بلکہ کمال کیا ملا علی قاری نے یہی ملا علی قاری حنفی شرح شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۴۲ پر فرماتے ہیں

وقد حاول بعض المفسرين بانه من باب الجمع من الوصفين باعتبار تغائرهما اللفظي وان المراد بهما القرآن وقد يقال في مقابلهم وای مانع من ان يجعل النعتان للرسول ﷺ فانه نور عظيم لكمال ظهوره بين الانوار وكتاب مبین من حيث انه جامع لجميع الاسرار و مظهر للاحكام

والاحوال والاخبار

اور تحقیق بعض مفسرین نے کہا ہے کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد قرآن کریم ہے اور عطف میں تغائر لفظی بلحاظ صفات کے ہے اور بلا خوف و خطر ان کے مقابلہ میں یہ بات کہی جائے گی کہ اس سے کیا چیز مانع ہے کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے رسول اللہ کی ذات گرامی مراد لی جائے۔ حضور اکرم ﷺ نور عظیم اس لحاظ سے ہیں کہ جملہ انوار میں کامل ظہور رکھتے ہیں اور کتاب مبین اس اعتبار سے ہیں کہ آپ جمیع اسرار الہیہ کے جامع، احکام شریعیہ کے بیان کرنے والے اور اخبار و حالات بتانے والے ہیں۔

اور علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تحقیق کا خلاصہ یوں لکھا ہے

ولا يبعد عندي ان يراد بالنور والكتاب المبین النبى ﷺ ولا شك في صحته اطلاق كل عليه عليه

الصلوة والسلام. (روح المعاني)

میرے نزدیک نور اور کتاب مبین دونوں سے سرور عالم ﷺ مراد لئے جائیں تو کوئی بعید از عقل بات نہیں کیونکہ ہر صفت مذکورہ کا اطلاق بلا شک و شبہ سرور عالم ﷺ پر صحیح و درست ہے۔

ہمیں قرآن عظیم کو نور کہنے سے انکار نہیں بلکہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خداوند قدوس نے قرآن مجید کو بھی نور فرمایا ہے

لیکن جمہور مفسرین اور مشاہیر محدثین کے نزدیک اس آیت کریمہ میں نور سے سرورِ عالم ﷺ کی ذاتِ گرامی اور کتابِ مبین سے قرآنِ عظیم مراد ہے۔ نور اور کتاب کے درمیان داؤدِ عاطفہ موجود ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد الگ الگ وجود ہوں کیونکہ معطوف اور معطوف الیہ میں مغایرت مسلمہ حقیقت ہے مثلاً ”جاء، حامد، محمود“ حامد اور محمود آیا، حامد اور محمود دو الگ الگ وجود ہیں دونوں کی مصداق ایک ذات نہیں۔ اس طرح یہاں بھی نور اور کتاب دو علیحدہ علیحدہ وجود ہیں جن کا مصداق الگ الگ وجود ہے۔

فائدہ

ان دونوں محققین مفسروں نے مخالفین کا ہر طرح سے عذر ختم کر دیا کہ قاعدہ کے رو سے بھی اور جمہور مفسرین کے حوالہ سے بھی لیکن کوئی انکار سے باز نہیں آتا تو اپنی قسمت کا ماتم کرے۔

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۸۴ ان دو محققین کے علاوہ اور دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

ان المراد بالنور محمد ﷺ وبالكتاب القرآن

اس آیت کریمہ میں نور سے مراد محمد ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔

تفسیر ابن جریر الطبری جلد ۶ صفحہ ۱۶۱ میں

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَعْنِي بالنور محمدًا ﷺ الَّذِي أَنَا اللَّهُ بِهِ الْحَقُّ وَظَهَرَ بِهِ

الاسلام ومعحق الشرك فهو نعد لمن امتنار

بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی یعنی نور سے مراد محمد ﷺ ہیں جن کے طفیل اللہ تعالیٰ نے کائنات میں حق کو روشن کیا اور جن کے طفیل اسلام کو چار دانگ عالم میں حاضر فرمایا اور کفر و شرک کو مٹایا بیشک آپ نور ہیں اس کے لئے جو آپ سے نور حاصل کرتا ہے۔

بے داغ لالہ یا قمر بے کلف کہوں

بے خار گلبن چمن آرا کہوں تجھے

دل لغات

بے داغ، دھبہ اور داغ کے بغیر۔ لالہ، ایک قسم کا پھول مشہور ہے۔ کلف (عربی) چھائیاں یعنی جو منہ پر داغ پڑ جاتے ہیں۔ بے خار، کانٹوں کے بغیر۔ گلبن، درخت، گل سرخ۔ چمن آرا، کیاری، سبز وغیرہ کا سنگار۔

شرح

اے محبوب کریم ﷺ آپ کو بے داغ لالہ یعنی بے عیب محبوب کہوں یا چھائیوں کے بغیر چاند کہوں اور باغ کا سنگار بے خار گلاب کا پھول کہوں۔

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی یکتائی اور بے مثالی کا بیان ہے اس میں شک ہی کیا ہے کہ ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ ہیں اسی لئے آپ کا اسم گرامی محمد ہے۔

الذی حمد حمدا مرة بعد مرة كرة بقدر كرة

وہ ذات جس کی تعریف بار بار با تکرار تعریف کی جائے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ متعدد کتابوں کے حوالہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ کا اسم گرامی ”شفیع“ ہمارے حضور اکرم ﷺ کا نام اور محمد سے ہم وزن اور ہم معنی ہے یعنی بکثرت و بار بار سراہا گیا۔ (تجلی الیقین مطبوعہ لاہور صفحہ ۶۷)

یہی وجہ ہے کہ جو شخص آپ کی ذات و صفات کے عیوب و نقائص بیان کرے وہ عند اللہ واجب القتل ہے اگرچہ توبہ کرے تو بھی سزا شرعی سے نہ بچ سکے گا۔ حضور سرور عالم ﷺ کے عیب و نقص بیان کرنے والوں کے لئے اہل اسلام اجرائے حکم قتل نہ کر سکیں تو کم از کم اس بدنہاد سے نفرت و کراہت تو کر سکیں۔

مجرم ہوں اپنے غفو کا سامان کروں شہا

یعنی شفیع روز جزا کا کہوں تجھے

شرح

میں مجرم ہوں اور اے میرے سائیں (مالک مولیٰ) میں اپنی معافی کے لئے سامان کروں یعنی یہی پیارا وصف زبان پہ جاری کر کہ آپ کو قیامت کے دن کا شفیع کہوں۔

مصرعہ اول میں ہر مسلمان کو یہ درس دیا کہ یہ عقیدہ رکھو کہ غفور و مغفرت کا سامان صرف اور صرف شفاعت ہے اور بس نیکیوں کا بھروسہ ہی کیا ہے کہ نامعلوم وہ قبول بھی ہوئیں یا نہیں لیکن عقیدہ شفاعت تو نقد سودا ہے جن لوگوں کو صرف اور صرف نیکیوں پر بھروسہ ہے اور شفاعت کا انکار ہے وہ سیدھے جہنم میں جائیں گے جیسا کہ فقیر اویسی غفرلہ نے ایسی شرح حدائق بخشش میں متعدد مقامات پر تصریحات اسلاف لکھی ہیں۔

شفیع روز جزا ﷺ

حضور اکرم ﷺ کی یہ صفت ہے ہی صرف آپ کے لئے جملہ انبیاء و اولیاء کی شفاعت آپ کے طفیل ہے بلکہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اوروں کے تردد و منقول ہے۔

حضرت امام شعرانی قدس سرہ **الیواقیت والجواہر** میں لکھتے ہیں

قال الشيخ تقي الدين السبكي وانما بتردد النووي في شفاعته من شاء الله تعالى لانه لم يرد في

السنة تصريح بذلك ولا ينفعه

امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اور جسے چاہے شفع کرنے ذکر احادیث میں اصلاً نہیں لہذا امام نووی نے اس کے وقوع میں تردد فرمایا لیکن یہ تردد نافع نہیں اس لئے کہ احادیث میں تصریحات موجود ہیں جنہیں فقیر نے بار بار ذکر کیا ہے۔

اس مردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

حل لغات

مژدہ، خوشخبری، مبارک باد۔ تاب و توان، طاقت، قدرت، صبر و قرار، برداشت۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ میں اس مردہ دل کو دائمی زندگی کی خوشخبری دوں آپ کو جانِ مسیحا کی قوت و طاقت کہوں کہ مسیح علیہ السلام مڑوں کو زندہ کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی جان کی قوت و طاقت عطا کرنے والا بنایا ہے۔

المحی ﷺ دل و جان کے زندہ کرنے والے

یہ صفت آپ کے لئے بہت زیادہ موزوں ہے کہ آپ کے امتی اس وصف سے موصوف بلکہ حضور اکرم ﷺ کی امت میں آج بھی شامل ہیں اور کل قیامت میں تو سب آنکھوں سے دیکھ لیں گے آپ کی صفت احیاء قرآن مجید میں متعدد مقامات پر منصوص ہے اور سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصف احیاء الموتی کو بھی دنیا مانتی ہے جن کے امتیوں کا یہ کمال ہے ان کے آقا ﷺ کو بطریقِ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و اتم یہ کمال حاصل ہوگا بلکہ امتی بلکہ ہر شے کا کمال حضور ﷺ کے طفیل ہے۔ اسی کو امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مصرعہ ثانیہ میں ادا فرمایا ہے اس کے

باوجود حضور اکرم ﷺ کے لئے قرآن مجید میں صریح نص موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلائے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ وہ زندہ کریں حضور اکرم ﷺ کا زندہ کرنا کئی قسم کا ہے منجملہ اُن کے آپ کے علوم کا ذریعہ مردہ دلوں کو زندہ کرنا ہے اس لئے علم قلب کی زندگی اور جہل اُس کی موت ہے۔ کسی شاعر نے کہا

لا تعجبن الجہول حلة فذاک میت وثوبہ کفن

جاہل کی رزق برق پوشاک سے تعجب نہ کیجئے اس لئے کہ مردہ ہے اور یہی کپڑے اس کا کفن ہیں۔

سوال

”دَعَاكُمْ“ میں صرف رسول اللہ ﷺ کا نام کیوں اللہ تعالیٰ نے اپنا نام کیوں نہیں لیا؟

جواب

تاکہ معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت اسلام دینا درحقیقت یہ بھی امر ربانی ہے اس لئے واحد کی ضمیر لائی گئی

ہے۔

حضرت مولانا مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شان حبیب الرحمن میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں فرمایا گیا

”لِمَا يُحْيِيكُمْ“ کرم ﷺ تم کو زندگی بخشے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ مردہ کو زندہ، دل کو، جان کو،

خیالات کو زندہ فرمانے والے ہیں اور کیوں نہ ہو حضرت جبریل گھوڑی پر سوار ہو کر غرقِ فرعون کے گھوڑے کے لئے آگے

ہو گئے گھوڑا گھوڑی کے پیچھے لگا اس گھوڑی کی ٹاپ جہاں پڑتی تھی اس جگہ گھاس اُگ آتی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک

شخص تھا سامری اُس نے یہ خاک اٹھالی اور غرقِ فرعون کے بعد یہ خاک سونے کا پچھڑا بنا کر اُس کے منہ میں ڈال دی تو

اُس سونے کے پچھڑے میں جان پیدا ہو گئی۔ حضرت جبریل کا جسم لگا گھوڑی سے گھوڑی کا خاک سے اور خاک پڑی بے

جان پچھڑے کے منہ وہ زندہ ہو گیا اسی لئے اس کو روح الامین کہتے ہیں کیونکہ ان سے روح ملتی ہے اور حضور ﷺ کی

نظروں میں ہزار ہا جبریلی طاقتیں ہیں تو ان کے اشارے سے مُردے بھی زندہ کیوں نہ ہوں۔ مثنوی شریف میں ہے

بہر حق سوئے غریباں یک نظر

ہزاراں جبرئیل اندر بشر

مدارج النبوة میں بہت سے ایک واقعات لکھے ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے مُردوں کو زندہ فرمایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضور اکرم ﷺ کی دعوت تھی انہوں نے بکری ذبح کی۔ ان کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو ذبح کر دیا اور ذبح کر کے والد کے ڈر سے چھت پر بھاگ گیا وہاں سے پاؤں پھسلا تو وہ بھی گر کر مر گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے دونوں بچوں کی نعشوں کو چھپا دیا تا کہ دعوت میں حرج نہ ہو۔ جب کھانے پر سرکار ﷺ تشریف لائے تو فرمایا کہ جابر اپنے بچوں کو بلاؤں ہم اُن کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ حضرت جابر نے سارا واقعہ عرض کیا تب حضور نے اُن کو زندہ فرمایا اور ساتھ کھانا کھلایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ایک دعوت میں دسترخوان سے حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ مبارک پونچھ لیا۔ اس کے بعد جب کبھی وہ دسترخوان میلا ہو جاتا تھا تو اس کو جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیتے تھے وہ اس میں نہ جلتا تھا بلکہ صاف ہو جاتا تھا۔

ایک جگہ دعوت میں حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے بکری ذبح کی گئی فرمایا کہ گوشت تو آپ لوگ کھا لو مگر ہڈی نہ توڑنا کھانا کھا کر ان ہڈیوں کو جمع فرما کر دعا کی۔ وہ بکری دوبارہ زندہ ہو گئی۔ (مدارج، افضل المعجزات)

غرضیکہ جانوروں کو، انسانوں کو، پتھروں کو، لکڑیوں کو جان بخشی ہے۔ کنکریاں کو جان بخش کر کلمہ پڑھوایا، لکڑی فراق میں روئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف مُردہ انسانوں کو زندہ کیا مگر حضور اکرم ﷺ نے ان بے جان چیزوں میں جان بخشی یہ ہیں معنی اس آیت کے ”لِمَا يُحْيِيكُمْ“ مزید جواہر البحار اردو جلد ۲ صفحہ ۵۴ میں ملاحظہ ہو۔

تیرے تو وصف عیب تنہا ہی سے ہیں بری

حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حل لغات

تنہا ہی، ختم ہونا۔ بری، بیزار، پاک، مبرا۔

شرح

آپ کے اوصاف تو ختم ہونے کے عیب سے مبرا ہیں میں حیران ہوں میرے سائیں (مالک و مولیٰ) کہ آپ کو میں کیا کیا کہوں فقیر اُویسی غفرلہ اسی شرح حدائق میں تحقیق لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے صفات اور مناقب کمالات کی

کوئی انتہا نہیں ویسے فقیر کی اس موضوع پر ایک علیحدہ تصنیف ہے ”لایمکن الشاء“ بھی پڑھنے کے لائق ہے۔
اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان دلائل کو سامنے رکھ کر اپنے اسلاف کی پیروی فرمائی ہے۔
حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

ندانم کدا من سخن گویمت کہ والا تری زانچہ من گویمت
ترا عز لولاک تمکین بس است ثنائے توطہ ویسین بس است
چہ وصفت کند سعدی ناتمام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

میں نہیں جانتا کہ میں آپ کی تعریف میں کون سا سخن عرض کروں آپ اس سے بلند تر ہیں جو بھی میں آپ کی صفت کہوں
آپ کو لولاک کی عزت و مرتبہ کافی ہے۔ آپ کی تعریف طہ و یسین ہی کافی ہے سعدی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ناقص آپ کی کیا
تعریف کرے آپ کو صلوٰۃ و سلام کا ہدیہ و نذرانہ پیش کر کے بات کو ختم کرتا ہے۔

کہہ لے گی سب کچھ ان کو شاخوں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

حل لغات

خامشی، خاموشی کا مخفف ہے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے مدح خوانوں کی خاموشی سب کچھ کہہ چکی ہوگی اور میں بھی خاموش ہو رہا ہوں کہ آپ کو کیا کیا
کہوں کیونکہ جو کچھ بھی کہتا ہوں آپ اس سے وراہ ہیں۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

ندانم کدا میں سخن گویمت کہ والا تری آنچہ من گویمت

کون آپ کی پسندیدہ تعریف عرض کروں آپ ہر میری بیان کردہ تعریف سے بالاتر ہیں۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

شرح

لیکن رضا نے اس سخن پہ بات ختم کر دی کہ اے حبیب کبریا ﷺ آپ کو اپنے خالق بندہ اور جملہ مخلوق کا آقا کہوں

بس اس سے بڑھ کر میرے سے آپ کی مدح و ثناء کیا ہو سکتی ہے۔

اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تمام مشکل مسائل یا یوں کہو کہ بہت بڑے اختلافات مذہبی کو صرف دو لفظوں میں حل فرمادیئے۔

نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد مقدس ہیں۔ اس کے شریک ہیں یا جزو (معاذ اللہ) وغیرہ نہیں۔

اللہ کی دین و عطاء اور اس کے اذن برائنتہا سے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کے آقا و مولیٰ ہیں خواہ وہ انبیاء و رسل ہوں یا ملائک ہو یا جن و بشر۔ اللہ تعالیٰ اس کی مخلوق کے ہر فرد کے آقا ہیں۔

بندۂ خدا اس وصف سے منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ بغلیں بجاتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بھی عبد ہیں اور ہم بھی عبد صرف فرق یہ ہے کہ وہ نبی عبد ہیں اور ہم امتی لیکن یہ بات بھول جاتے ہیں کہ تم مغضوب عبد ہو اور وہ محبوب فرق صرف غضب اور محبت ہے اور بس۔

عبد کے اقسام

مفردات امام ابن راغب نے عبد کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں لیکن تین قسموں کو مخصوص کیا ہے

(۱) عبد رفیق (۲) عبد آبق (۳) عبد ماذون

عبد رفیق

وہ غلام ہوتا ہے جو مکمل طور پر اپنے مالک کے قبضے میں ہو اور مالک اس میں مکمل تصرف کر سکے۔

عبد آبق

وہ غلام ہوتا ہے جو اپنے آقا سے بھاگ جائے اور اس کا مالک اس پر سخت ناراض ہو۔

عبد ماذون

وہ غلام ہے جو اپنے کمال شرافت، شانِ نجابت اور استعداد و صلاحیت کی وجہ کے سبب سے اپنے مالک کا معتمد اور مقرب ہو کر مالک اس کو اپنی جائیداد کا مختار و ماذون بنا دے کہ اُس کو اس بات کی اجازت ہو کہ وہ اپنے مالک کی ملکیت میں جائز تصرف کر سکے چنانچہ ایسے ماذون غلام کی خرید و فروخت اور دین متصور ہوگا اب یہ سمجھیں کہ تمام مسلمان اللہ کے لئے عبد رفیق کی طرح ہیں کہ اُن پر اللہ کا قبضہ اور تصرف ہے۔

کفار، مشرکین، منافقین عبد آبق یعنی بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہیں کہ وہ احکاماتِ الہیہ سے دور، کفر و ضلالت

کے عمیق غاروں میں گرے ہوئے ہیں۔ عبد مازون وہ مقبولان الہی ہیں جو مقام ولایت حاصل کر کے قرب خداوندی کا درجہ حاصل کرتے ہیں اور شرافت مازونیت سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔

تمام مقربانِ بارگاہِ الہی میں سب سے بڑھ کر ہمارے نبی ﷺ اس درجے پر فائز ہیں کہ آپ کو اللہ کریم نے عبدہ کے لفظ سے خطاب فرما کر مازونیت کا شرف عطا فرمایا اور چونکہ عبد مازون کا ہر قول و فعل اس کے مالک کا قول و فعل سمجھا جاتا ہے اس لئے حضور ﷺ کا بولنا خدا کا بولنا ہے کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۳، ۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تصریح فرمائی ہے کہ ان کا ہر کام اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس لئے امام احمد رضا قدس

سرہ نے دوسرے مقام پہ کہا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

صاحب روح البیان نے فرمایا کہ ”بعد“ سے معلوم ہوا کہ عبدیت کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا مقام حاصل

ہے۔ اسی لئے امام صاحب نے اپنی تفسیر میں لکھا

العبودية افضل من الرسالة
یعنی رسول اللہ ﷺ کی عبدیت ان کی رسالت سے افضل ہے

اس کی دلیل یوں بیان فرمائی کہ عبدیت میں رسول (ﷺ) خلق سے حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یہ مرتبہ مقام

الجمع ہے اور رسالت میں حق سے خلق کی طرف توجہ۔

نعت شریف ۶۷

مژدہ باد اے عاصیو شافعِ شہ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو ذاتِ خدا غفار ہے

دل لغات

مژدہ، خوشخبری۔ عاصیو، عاصی کی جمع ہے، گنہگار۔ شافع، شفاعت کرنے والا۔ شہ ابرار، نیکوں کے بادشاہ۔
تہنیت، مبارک بادی۔ مجرموں، مجرم کی جمع ہے، قصور وار۔ غفار، بہت بخشنے والا، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

شرح

اے گنہگارو تمہیں خوشخبری ہے کہ حضور اکرم ﷺ گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

شفاعتی لاهل الكبائر کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لئے میری شفاعت ہوگی
اور یہ حق ہے۔ شفاعت کا انکار گمراہی ہے اور مجرموں کو مبارک باد کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی بہت بخشنے والی ہے
چنانچہ خود فرمایا

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ ا (پارہ ۲۴، سورۃ الزم، آیت ۵۳)

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو

ادھر اپنے حبیب پاک ﷺ کے لئے فرمایا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

حکایت

ایک بار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمائے (صحابہ و تابعین) سے فرمایا کہ تمہارے نزدیک کون سی آیت

زیادہ امید افزا ہے سب نے کہا ”لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ ا“ آپ نے فرمایا ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے

ان ارضی اية في كتاب الله تعالى ”وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ“

بیشک سب سے زیادہ امید افزا آیت ”وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ“

فائدہ

امام قرطبی مذکورہ بالا واقعہ لکھ کر تحریر فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا

اذا والله لا ارضى و واحد من امتى فى النار. (قرطبی جلد ۱۰، صفحہ ۹۶)

اب خدا کی قسم میں اُس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں شفاعت کرتا رہوں گا اور لوگ جنت میں داخل ہوتے

رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ندا آئے گی

اے حبیب ﷺ تم راضی ہو گئے یا نہیں

لقد رضیت یا محمد

میرے عرض کروں گا میرے رب

ہاں اے میرے رب اب میں راضی ہوں

قد رضیت

اس شعر کے مطابق ایک ایک شعر فارسی بہت مشہور ہے

صد شکر کہ هستیم میان دو کریم

تو کریمی و رسول تو کریم

اے اللہ تعالیٰ تو کریم ہے تیرا رسول ﷺ بھی کریم ہے شکر ہے کہ ہم دو کریموں کے درمیان ہیں۔

عرش سا فرش زمیں ہے فرش پا عرش بریں

کیا نزالی طرز کی نام خدا رفتار ہے

حل لغات

ساحر ف تشبیہ، مثل، مانند، جیسے کالا سا، گورا سا۔ بریں، بلند و بالا۔ نزالی، انوکھی۔ طرز، روش، طریقہ، ہیئت۔

شرح

فرش زمین عرش جیسا ہے کہ حبیب خدا ﷺ اس پر رونق افروز ہیں اور جب معراج پر تشریف لے گئے تو عرش

بریں آپ کے قدموں مبارک تلے فرش زمین کی طرح تھا آپ کی رفتار کی کیسی انوکھی طرز ہے اللہ اللہ، سبحان اللہ۔

عرش سافرش

زمین تب رشک عرش بنی جب حضور اکرم ﷺ دنیا میں تشریف لائے کیونکہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اس

دھرتی پر ہر طرف کفر، ظلمت و جہالت کا دور دورہ تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے اس دھرتی پر نور تو حید جگمگایا تو اس سے

کفر و جہالت کی تمام تاریکیاں چھٹ گئیں آپ کی نگاہ کرم سے لوگوں کے ظاہر و باطن معطر ہو گئے اور اسی دھرتی پر ایسی بہار آئی جس کی مثال کہیں نہیں نہ عالم بالا میں نہ کسی دیگر عالم میں۔

دلائل

(۱) حضور اکرم ﷺ سے پہلے نماز و عبادت مخصوص خطوں کے علاوہ جائز نہ تھی لیکن حضور اکرم ﷺ کی برکت سے تمام روئے زمین پر عبادت اور نماز جائز ہو گئی۔ حدیث شریف میں ہے

جعلت لی الارض مسجداً وطهوراً. (مشکوٰۃ)

اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک بنا دیا۔

(۲) حضور اکرم ﷺ کی نسبت سے ہی ہر شے کو فضیلت نصیب ہوئی جہاں آپ نے قدم رکھا اُس وقت وہ شے ہر افضل سے افضل تر ہو گئی اسی لئے علمائے کرام نے فرمایا جب آپ مکہ معظمہ میں رونق افروز تھے کہ مکہ شہر افضل تھا لیکن ہجرت کے بعد شہر مکہ سے شہر مدینہ افضل ہو گیا۔ اسی لئے مسجد نبوی شریف میں

ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة

میرے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ باغات بہشت میں سے ایک باغ ہے۔

وہ صرف اس لئے کہ اس جگہ نے آپ کے سب سے زیادہ قدم چومے۔

(۳) اب آپ جہاں آرام فرما ہیں وہ تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہ عرش و کرسی اور کعبہ بیت المعمور سے بھی جیسا کہ بارہا یہ حوالہ گزرا

ان البقعة التي دفن فيها افضل من جميع البقاع بالاجماع ومن الكعبة والعرش. (جواہر البحار وغیرہ)

زمین کا وہ حصہ جس میں آپ رونق افروز ہیں وہ بالاتفاق تمام مقامات یہاں تک کہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔

اس کی نفیس بحث یہاں تک زمین و آسمان کا مناظرہ بھی فقیر نے اسی شرح حدائق کی جلد اول میں تفصیل سے لکھا

ہے۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں

بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

شرح

چاند ٹکڑے ہوا، درخت بو لے اور جانوروں نے سجدہ کیا، اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے جملہ عالم کا مرجع ہماری سرکار حبیب کردگار ہیں۔ (ﷺ)

شعر کا مصرعہ ثانی دعویٰ اور مصرعہ اول میں دلائل ہیں۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ جملہ عالم کا مرجع اور لطاؤ ماویٰ ہیں۔ اس دعویٰ کے تین دلائل دیئے ایک دلیل عالم علوی سے دو دلیلیں عالم سفلی سے۔ عالم علوی کی دلیل چاند کا شق (ٹکڑے) ہو جانا۔

عالم سفلی کی دلیل اول درختوں کا بولنا، دلیل دوم جانوروں کا حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کرنا۔ ہر تینوں معجزات فقیر تفصیل سے اس شرح حدائق کی ابتدائی جلدوں میں لکھ چکا ہے۔

چاند کا شق ہونا

فقیر کی اس موضوع میں مستقل تصنیف ”تحقیق شق القمر“ ہے اس کا مطالعہ فرمائیے۔ دور سابق اور دورِ حاضرہ کے تمام منکرین کے اعتراضات کے جوابات درج کئے گئے ہیں۔

شق القمر حدیث شریف ہے

عن انس قال ان اهل مكة سالوا رسول الله ﷺ ان يريهم اية فاراهم القمر شقتين حتى راو حواء بينهما. (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ والوں نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور سید عالم ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھا دیا۔ یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

فوائد

(۱) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم ﷺ کے لئے چاند کا ٹکڑے ہونا یقیناً واقع ہے جس کو صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کثیر جماعت نے بیان کیا ہے اور پھر ان سے محدثین کے جم غفیر نے روایت کیا ہے اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت کریمہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ اَنْشَقَّ الْقَمَرُ (پارہ ۲، سورہ القمر، آیت ۱)

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔

میں یہی چاند کا دو ٹکڑے ہونا مراد ہے جو حضور اکرم ﷺ کا معجزہ واقع ہوا وہ ”انشقاق“ مراد بقیہ جو قرب قیامت میں واقع ہو گا اور اسی سے متصل دوسری آیت کریمہ

وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (پارہ ۲۷، سورہ القمر، آیت ۲)

اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔

اسی مضمون کو بتاتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۱۸)

(۲) انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ نبوت کی تائید میں جو بات خلافِ عادت ظاہر ہوا سے معجزہ کہتے ہیں۔

حضرت میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

المعجزة امر خارق للعادة داعية الى الخير والسعادة مقرونة بدعوى النبوة قصد به اظهار صدق

من ادعى انه رسول من الله. (التعريفات صفحہ ۱۹۵)

(۳) حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر، ملحد اور زندیق ہے۔

(۴) جو معجزہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے معراج کی رات میں حضور اکرم ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر فرمانا

اس پر ایمان لانا فرض اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۵۲۷)

(۵) جو معجزہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہو جیسے سرکار اقدس ﷺ کا معراج کی رات میں آسمانوں کی سیر فرمانا اس کا ماننا

لازم و ضروری ہے اور اس کا منکر گمراہ و بد مذہب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ ۳۲۸)

شجر کا سلام

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ شریف کی وادیوں میں

جا رہا تھا تو آپ کو درخت اور پہاڑ دیکھ کر عرض کرتے ”السلام علیک یا رسول اللہ“ (رواہ الحاکم فی صحیحہ ورواہ الترمذی)

کھجور کا گچھہ

ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں کیسے سمجھوں کہ آپ پیغمبر خدا ہیں۔ نبی

کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اس کھجور کے گچھے کو بلاؤں تو پھر تو میری رسالت کی گواہی دے گا۔ عرض کی ہاں آپ نے

اُسے بلایا تو وہ گچھہ کھجور سے جدا ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے اسے فرمایا لوٹ جاؤ واپس لوٹا

تو اعرابی نے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ (علم و صلی اللہ علی سیدنا محمد) (معجزات لا بن سلمان صفحہ ۷، حاشیہ

دلائل الخیرات از مولانا عبدالحق شیخ الدلائل مہاجر مدنی

اس قسم کے متعدد واقعات کے لئے فقیر کی کتاب ”المبشرات فی المعجزات“ میں مطالعہ فرمائیے۔

حجر کی حاضری

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک دفعہ پانی کے کنارے تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابوجہل وہاں آ نکلا

فقال ان كنت صادقاً فادع ذالك الحجر الذي في الجانب الآخر فليسبح ولا يغرق فاشار

اليه ﷺ فانقلع الحجر من مكانه وسبح حتى صار بين يدي الرسول ﷺ وشهد له بالرسالة فقال له

النبي ﷺ يكفيك هذا؟ فقال حتى يرجع الى مكانه (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۹۱)

اور کہنے لگا کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس پتھر کو بلائیے جو پانی کے دوسرے کنارے پر پڑا ہوا ہے کہ وہ پانی پر تیرا ہوا آجائے اور ڈوبے نہیں پس حضور اکرم ﷺ نے اس پتھر کو اشارہ فرمایا تو وہ اپنے مقام سے اکھڑا اور پانی کے اوپر تیرتا ہوا آپ کے پاس آگیا اور بزبان فصیح اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے رسول برحق ہونے کی شہادت دی۔ حضور اکرم ﷺ نے عکرمہ سے فرمایا کیا یہ تیرے لئے کافی ہے۔ بولا ہاں بشرطیکہ اسی طرح وہاں چلا جائے جہاں سے آیا ہے تو وہ پتھر پھر وہاں چلا گیا۔

فائدہ

یہ واقعہ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے فتح بعد بعد مسلمان ہوئے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی

کتاب ”شہد سے بیٹھنا نام محمد“

اسلاف کے نقش قدم

امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے اسلاف صالحین کے عقائد کی ترجمانی فرمائی ہے یہ شعر اسی طرح

ہے جیسے حضرات امام بوصیری علیہ الرحمۃ صدیق پہلے فرما گئے

نطق الحجر، سلك الشجر، شق القمر، بادشارته

یعنی خواجہ کون و مکاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارے میں یہ اثر و قوت ہے کہ پتھر بولے، درخت چلے اور چاند پھٹے۔

بت بولے اُٹھے پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی
جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

حل لغات

سوئے، طرف۔ جل تھل (ہندی) پانی ہی پانی۔ درکار، ضرورت، خواہش کا جتہ۔

شرح

اے حبیب کبریا، شہ ہر دوسرا ﷺ جن مقدس ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر اہل مدینہ کو پانی ہی پانی عطا فرمادیا۔ اے کریم رؤف و رحیم ﷺ ہمیں بھی ان مقدس ہاتھوں کی خیرات کی ضرورت ہے۔
اس شعر میں وہ تمام احادیث جمع فرمادی ہیں جن میں طلب بارش کے وقت حضور اکرم ﷺ نے دعا مانگی تھی۔

احادیث مبارکہ

حدیث اعرابی بہت مشہور ہے جس نے جمعہ کے دن آپ کے ہاں حاضر ہو کر بارش کا عرض کیا تو حضور اکرم ﷺ خطبہ کے درمیان دعا فرمائی تو بارش ہوئی یہاں تک کہ دوسرے جمعہ اس کے بند ہونے کے لئے عرض کرنا پڑا۔
امام مالک نے موطا میں غزوہ تبوک کے قصہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک ایسے چشمہ پر اترے جس میں جوتے کے تسمہ کی طرح پانی نکلتا تھا صحابہ چلو لگا دیتے جب وہ بھر جاتا تو کسی میں جمع کر لیتا پھر حضور اکرم ﷺ نے جب اس پانی سے اپنا چہرہ انور اور دست مبارک دھو لئے تو اس غسل مبارک کو اس چشمہ میں لوٹا دیا پھر تو پانی بکثرت جاری ہو گیا سب نے خوب پیا۔ ابن اسحاق حدیث میں کہتے ہیں پھر تو پانی زمین پھاڑ کر اس تیزی اور شور سے نکلا جیسے کڑک کی آواز ہوتی ہے پھر کہا اے معاذ اگر تمہاری زندگی ہوئی تو دیکھو گے اس جگہ سرسبز و شاداب باغ ہوں گے۔

براء اور سلمہ بن اکوع کی حدیث میں ہے اور یہ حدیث قصہ حدیبیہ میں زیادہ مکمل ہے کہ صحابہ کرام چودہ سو تھے اور وہ کنواں صرف اتنا تھا کہ اس سے پچاس بکریاں پانی پیتی تھی تو ہم نے اس سے پانی بھر لیا اور اس میں ایک قطرہ پانی نہ چھوڑا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کے کنارے تشریف فرما ہوئے۔ براء کہتے ہیں کہ اس میں سے ڈول لایا گیا آپ نے لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی تو اُس نے جوش مارا پھر تو تمام اس سے سیراب ہوئے اور اپنے جانوروں کو پلایا۔

مروی ہے کہ آپ نے ترکش سے تیر نکالا اور اس کو ایسے گڑھے کے وسط میں رکھا جس میں پانی نہ تھا تو سب لوگ خوب سیراب ہوئے یہاں تک کہ اونٹوں کو پانی پلا کر دوبارہ پینے کے لئے بٹھا دیا (اسی کو عطن کہتے ہیں)

لب زلال چشمہ کن میں گندھے وقت خمیر
مردے کر دینا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

حل لغات

لب، ہونٹ، کنارہ، طرف، جانب، تھوک، رال یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ زلال (عربی) ستھرا ہوا پانی (صاف و شفاف) چشمہ، پانی کی سوت، تالاب، عینک، یہاں تالاب مراد ہے یعنی حوض، کن، امر کن گندھے از گندھنا آٹے کو ٹکی اور پانی سے روٹی کے قابل بنانا، بالوں یا ہار کو گھٹنا، خمیر (عربی) جو گندھا ہوا آٹا سٹرا کر پھلایا ہو یا اور کوئی سڑالی گئی ہو، دشوار، مشکل، دو بھر۔

شرح

جب محبوب خدا ﷺ کی بشریت مقدسہ کا خمیر گندھا گیا تو آپ کے لب اطہر چشمہ کن سے گوندھے گئے پھر مردے زندہ کرنا اے حبیب خدا ﷺ آپ کے لئے کیا مشکل ہے بلکہ آپ کے اسم مبارک کے زبان پر لانے سے بھی مردے زندہ ہو گئے بلکہ آپ کے غلاموں نے موت کے بعد زندہ ہونے کا ثبوت دیا۔

شفاء شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جوان فوت ہو گیا اُس کی ایک اندھی بوڑھی ماں تھی ہم نے اس جوان کی تجہیز و تکفین کی اور اس کو تسلی دی۔ اس بوڑھی عورت نے کہا کیا میرا بیٹا مر گیا ہے ہم نے کہا ہاں بوڑھی عورت نے کہا اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے رسول کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے تو میری ہر مصیبت میں مدد کرے گا تو مجھے اس مصیبت کے بوجھ میں ہرگز نہ ڈالے گا پھر کچھ دیر نہ گزری کہ جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اس نے کھانا کھایا اور ہم نے بھی کھایا۔

عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے منقول ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ثابت بن قیس بن سمس کو دفن کیا تھا اور وہ ہمالیہ میں شہید ہوا تھا۔ جب ہم نے اس کو قبر میں اتارا تو وہ یہ کہہ رہے تھے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول اور ابو بکر صدیق، عمر شہید، عثمان نیکور کار اور رحیم ہیں۔ پھر ہم نے جب غور سے دیکھا تو وہ مردہ تھے حضرت نعمان بن بشیر سے منقول ہے کہ زید بن خارجه مدینہ منورہ کی ایک گلی میں مردہ ہو کر گر پڑے ان کو اٹھایا گیا اور کپڑا ڈال دیا گیا۔ مغرب

وعشاء کے درمیان جب عورتیں اس کے گرد بین (چنچنا چلانا) کر رہی تھیں تو یہ کہتے سنا خاموش ہو جاؤ، خاموش ہو جاؤ اس وقت اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا گیا۔ تب اس نے کہا محمد ﷺ اللہ کے رسول نبی وامی اور خاتم النبیین ہیں اور یہ بات پہلے کتابوں میں مکتوب ہے پھر کہا کہ حضور ﷺ نے سچ فرمایا، سچ فرمایا اور اس نے حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کیا۔ پھر کہا کہ ”السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ پھر دوبارہ مردہ ہو گئے جیسے تھے۔

خمیر اقدس

اس شعر میں خمیر بشریت کی حقیقت کا اظہار فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی بشریت مبارکہ کا نوری خمیر کہاں اور کیسے گندھا گیا۔ روایات میں ہے کہ کتب سیر میں ہے کہ جب حضرت صدیق اکبرؓ کو ذات مستجمع کمالات کا اظہار منظور ہوا جمع موجودات کے نور سے ہزار برس پیشتر خواجہ عالم ﷺ کا نور پیدا کر کے فضائے قربت میں رکھا پس وہ نور کرامت ظہور ایک مدت تک بساط تقریب پر طواف میں مشغول رہا۔ بعد ازاں سجدے کے لئے مامور ہوا چنانچہ ایک سال کامل (ہر سال تین سو ساٹھ دن کا اور ہر روز یہاں کے ایک برس کے برابر ہوتا ہے) سجدے میں خدائے عز و جل کی تسبیح میں مشغول رہا۔ پس اس نور سے ایک جوہر بنایا اور اس جوہر فیض مظہر کے دس حصے کئے ایک حصے سے عرش، دوسرے سے لوح، تیسرے سے قلم بنایا اور حکم کیا قلم کو لکھ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ نے ہزار برس میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ لکھی بعد اس کے لکھا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ وقت خواجہ عالم ﷺ کا نام لکھا ہزار برس تک سر سجدہ رہا پھر سر اٹھا کر کہا ”السلام

علیک یا محمد ﷺ“ نے اپنے حبیب کی طرف سے جواب دیا ”وعلیک السلام وعلیہ منی الرحمتی“ طرح حصہ چہارم، پنجم اور ششم اور ہفتم اور ہشتم اور نہم سے ماہتاب آفتاب بہشت اور جن اور ملائکہ اور کرسی بنائی، دسویں حصے سے روح محمدی کو پیدا کر کے عرش کے داہنی طرف اسے ہزار برس تک تسبیح اور تقدیس میں مشغول رکھا الغرض وہ نور کرامت ظہور ستر ہزار برس تک عرش پر اور پانچ ہزار سال کرسی پر جلوہ افروز رہا۔

پھر جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام بموجب حکم ربانی زمین پر آئے اور پارہ خاک طلب کیا زمین نے جس وقت خواجہ کائنات ﷺ کا نام سنا شوق ہو گئی اور خاک سفید کافور کی طرح ظاہر ہوئی چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک مثقال خان اس مقام سے (جواب جائے تربت مزار سر کا ﷺ ہے) لے آئے پھر اس خاک کو مشک اور زعفران اور سلسبیل اور ہائے معین اور شراب تسنیم اور کافور بہشتی سے خمیر کر کے مادہ بشریت حضور ﷺ مرتب کیا اور جبریل علیہ السلام نے اس دُرُج توڑ مظہر کو اطباقِ سموت اور اطرافِ بہشت اور اصنافِ ملائکہ میں پھرا کر مرثدہ سنایا

ہذا طیبہ حبیب رب العالمین وشفیع المذنبین مشہور الاولین ومذکور فی الاخرین ﷺ

غرض وہ مادہ بشریت محمدی ﷺ بصورت ایک قندیل کے چند مدت خلقت آدم تک ساقی عرش سے متعلق رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق میں جلوہ گر ہوا۔ ان سے منتقل ہو کر تاسیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تشریف لایا اسی لئے ہم حضور اکرم ﷺ کی بشریت بھی نوری مانتے ہیں اگر کسی کو حضور اکرم ﷺ کے بشری خمیر کا سمجھ آ جائے وہ آپ کی نور بشکل بشر ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔

لب زلال چشمہ کن میں گوندھا گیا

جیسا کہ اوپر معلوم ہوا کہ آپ کا خمیر بشریت انوار و تجلیات کے چشموں میں گوندھا گیا تو ہر ایک عضو کو کسی نہ کسی فعل و صفت سے مزین کیا گیا۔ اسی طرح امام احمد رضا قدس سرہ نے اشارہ فرمایا کہ لب اطہر چشمہ کن کے صاف و شفاف پانی میں گوندھا گیا اسی لئے آپ کے لب اطہر سے کن کے نظارے ہوئے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں

تیرے منہ سے جونگی وہ بات ہو کے رہی

دوسری جگہ امام احمد رضا قدس سرہ نے یوں ادا کیا ہے

وہ زباں جس کو سب گُن کی کنجی کہیں اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس موضوع پر فقیر کا ایک رسالہ ہے ”گُن کی کنجی“

گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے

نور کا تڑکا پیارے گور کی شب تار ہے

حل لغات

گورا، سرخ و سفید رنگ والا، خوبصورت۔ چمکا دو، روشن کر دو۔ تڑکا، بھور، بہت سویرا۔ گور، قبر۔ شب تار، اندھیری رات۔

شرح

اے حبیب کریم، رؤف و رحیم خدا را اپنے گور سے گورے پاؤں میری قبر میں چمکا دو، تشریف لے آؤ پھر میری اندھیری قبر میں منور کے سویرا کا سماں ہوگا۔ اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہر عاشق کو سبق دیتے ہیں کہ مرنے سے

پہلے آرزو رکھو کہ آقائے دو عالم ﷺ قبر میں تشریف لائیں اور جب تشریف لائیں گے تو بیڑا پار ہے۔

سوال

اہل سنت کا مسلم مسئلہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر قبر میں لامحالہ تشریف لائیں گے تو جو چیز ملنی ہی ملنی ہے اس کی آرزو کا کیا معنی۔

جواب

تشریف لانے کے ساتھ اپنا بھی بنالیں تب مزا ہے ورنہ بیگانے تو کہیں گے ہم نہیں جانتے حالانکہ آپ قبر میں اسے بھی نظر آ رہے ہیں لیکن وہ کہہ رہا ہے میں نہیں جانتا۔ شرح الصدور للسیوطی میں طبرانی کی روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک قبر سے گزرتے ہوئے فرما رہے ہیں میں بھی نہیں جانتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا آپ کیا فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ قبر والے سے میرے متعلق سوال ہوا تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا اس پر میں نے بھی کہا میں بھی نہیں جانتا۔ اس معنی پر اعلیٰ حضرت نے عرض کی

گورے گورے پاؤں چمکا دو

گورے گورے قدم

ان دو لفظوں میں امام احمد رضا قدس سرہ سرورِ عالم ﷺ کے قدیم شریفین کی توصیف و تعریف فرمائی ہے محدثین فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے زانوئے مقدس دونوں مبارک ساقین، ہر دو پائے مبارک قدم پر گوشت تھے اور خوبصورت ایسے کہ کسی انسان کے ایسے نہ تھے جب چلتے تو قدم مبارک کو قوت اور وقار اور تواضع سے اٹھاتے جیسا کہ اہل ہمت و شجاعت کا قاعدہ ہے۔

حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كان في ساقی رسول اللہ ﷺ حموشة. (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۸)

کہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں لطیف و نازک تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ولم یرمقدما رکتیہ بین یدی جلس لہ. (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۰)

اور آپ کو کبھی اس طرح نہیں دیکھا گیا کہ آپ اپنے پاؤں لوگوں کے سامنے کر کے یا لوگوں کی طرف پھیلا کر بیٹھے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کان صلی اللہ علیہ وسلم احسن البشر قدما. (ابن سعد، زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۱۹۸)

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قدم اقدس کے لحاظ سے زیادہ حسین تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ما رایت احدا اسرع فی مشیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانما الارض تطوی له انا لنجهد انفسنا وانہ لغير

مکثر. (ترمذی، شاکل ترمذی، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۸)

کہ میں نے تیز چلنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کو نہیں دیکھا یوں محسوس ہوتا کہ گویا زمین آپ کے لئے لپیٹی جاتی ہے ہم آپ کے پیچھے دوڑا کرتے اور تیز چلتے لیکن آپ باسانی بے تکلف چلتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پاؤں جب پتھروں پر آجاتے تو وہ پتھر آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا مشی علی الصخر غاصت قدماہ فیہ. (بیہقی، ابن عساکر، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۱۹۷)

کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پتھروں پر چلتے تو آپ کے پاؤں مبارک کے نشان ان پر لگ جاتے (یعنی وہ آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے)

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی بعض الاحیان اذا مشی غاص قدمہ فی الحجارة بحيث بقى ذلک الی الان

وارتسم فیہا مثالہا بعینہ والناس تبرک بہ وتزروہ وتذرہ وبعظمہ کما فی القدس و نقل منہ فی

مصر فی اماکن متعدده فان السلطان قاتبیائی اشتراہ بعشرين الف دینار و اوصی بجعلہ علی قبرہ

وہو موجود الی الان

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی ننگے پاؤں پتھروں پر چلتے تو پتھر آپ کے مبارک قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور میں بعینہ

نشان قدم پڑ جاتا چنانچہ ان پتھروں کو تبرکاً محفوظ کیا گیا ہے جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ بیت المقدس اور مصر میں متعدد جگہ

پائے جاتے ہیں اور لوگ ان کی زیارت و تعظیم کرتے ہیں یہاں تک کہ سلطان قاتبیائی نے بیس ہزار دینار سے ایک پتھر

خریدا تھا اور وصیت کی تھی کہ اسے میری قبر کے پاس نصب کیا جائے چنانچہ وہ اب تک وہاں موجود ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدموں کے نیچے آکر پتھروں کا زہر ہو جانا اور ان میں نشان پڑ جانا یہ ایک حقیقت ہے لیکن آج کے بعض لوگ اس حقیقت کا بھی انکار کرتے ہیں حالانکہ اس کا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ. (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۹۶)

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

الفضيلة الثانية لهذا البيت مقام ابراهيم وهو الحجر الذي وضع ابراهيم قدمه عليه فجعل الله ما تحت قدم ابراهيم عليه السلام من ذلك الحجر دون سائر اجزائه كالطين حتى غاص فيه قدم ابراهيم عليه السلام وهذا مما لا يقدر عليه الا الله ولا يظهره الا على الانبياء ثم لما رفع ابراهيم قدمه عنه خلق فيه الصلابة الحجرية مرة اخرى ثم انه تعالى ابقى ذلك الحجر على سبيل الاستمرار والدوام فهذه انواع من الآيات العجيبة والمعجزات الباهرة اظهرها الله تعالى في ذلك

الحجر

کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے اور یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا اور یہ خاص قدرت الہیہ و معجزہ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کے لئے باقی رکھا ہے تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پتھر میں ظاہر فرمائے ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اثر قدميه في المقام آية بينة. (تفسیر ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر)

ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کا پتھر میں نشان ہو جانا یہ آیت میں معجزہ ہے اسے اللہ آیات بینات فرما رہا ہے۔

اور وہ پتھر ابھی تک مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم علیہ الخیۃ والتسلیم موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے

مبارک قدموں کے نیچے آکر پتھروں کا زہر ہو جانا حق ہے جس کا انکار جہالت و گمراہی ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ مقام ذی المجاز میں تھے یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ہر سال منڈی لگتی تھی۔ حضرت ابوطالب کو پیاس لگی تو قال للنبی ﷺ عطشت وليس عندی ماء فنزل النبی ﷺ وضرب بقدمه الارض فخرج الماء فقال

اشرب۔ (ابن سعد، ابن عساکر، شفاء شریف، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۷۰)

انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے کہا اے بھتیجے میں پیاسا ہوں اور میرے پاس پانی نہیں ہے یہ سن کر حضور اکرم ﷺ اپنی سواری سے اترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا فرمایا اے چچا پانی پی لو۔

یہ قدم مبارک کا اثر تھا کہ زمین نے قدم مبارک کے اشارے کو سمجھ کر پانی کا چشمہ بہا دیا۔ حضرت ابوطالب کہتے ہیں میں نے سیر ہو کر پیاجب میں پی چکا تو آپ نے اسی جگہ پر (جہاں سے پانی نکل رہا تھا) اپنا مبارک قدم رکھ کر دبایا تو پانی بند ہو گیا۔ (ابن عساکر، ابن سعد، خطیب)

حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدم وہ قدم ہیں کہ ایک مرتبہ آپ مع حضرت ابوبکر و عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر کھڑے تھے کہ وہ پہاڑ کا پٹنہ لگا

فصرب النبی ﷺ برجله فقال قف فان علیک نبی و صدیق شہیدان (بخاری شریف)

تو حضور اکرم ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا ٹھہر ارے تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ایک ٹھوکر سے اُحد کا زلزلہ جاتا رہا

رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا

احد یحبنا ونحبہ۔ (بخاری شریف)

یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مع حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کوہِ شہیر پر

کھڑے تھے میں بھی حاضر تھا کہ وہ لرز نے لگا تو حضور اکرم ﷺ نے پائے مبارک مارا اور فرمایا ٹھہر جا وہ ٹھہر گیا۔ (نسائی،

ابوداؤد، ترمذی)

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

حل لغات

بار، بوجھ۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے دامنِ اقدس پر ہر عاصی کی نگاہ پڑ رہی ہے کہ آپ ہی ہر گنہگار کے شفیع ہیں۔

اللہ اکبر ایک ایسی جان بے خطا ہے کہ جس پر دونوں جہانوں کا بوجھ ہے۔

(۱) مصرعہ اول کا مقصد یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دامن پر ہر مومن کی نگاہ ہے یعنی امید ہے کہ آپ کے وسیلہ جلیلہ سے ہمارے دکھ دردیں گے دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔

(۲) دوسرے مصرعہ میں ایک جان بے خطا میں عقیدہ ظاہر فرمایا کہ نبی پاک ﷺ ہر خطا سے معصوم ہیں۔

(۳) مصرعہ ثانیہ میں دو جہاں کا بوجھ نبی کریم ﷺ پر ہے ان تینوں کے لئے تفصیل میں دفتر درکار ہیں اور وہ یہاں گنجائش نہیں۔ مختصر اعرض ہے

حضور اکرم ﷺ ہر ایک کی امید گاہ ہیں۔ آخرت میں تو مکررین کمالات مصطفیٰ ﷺ بھی تسلیم کرتے ہیں انہیں دنیا

میں انکار ہے لیکن الحمد للہ اہل ایمان ہر دور میں یہی سمجھتے ہیں اور اب بھی ایمان والے مانتے ہیں کہ

ہیں بیشک آپ ہی میرا سہارا یا رسول اللہ

دور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات تو مشہور ہیں۔ دور تابعین کے بعد کی چند روایات حاضر ہیں

حدیث شریف میں ہے

ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان في حاجة له وكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر في

حاجة فلقي عثمان بن حنيف رضي الله تعالى عنه فشكى ذاك اليه فقال له عثمان بن حنيف رضي

الله تعالى عنه اتيت الميضاة فتروضا ثم ايت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قال اللهم اني اسئلك و

اتوجه اليك بنينا محمد ﷺ نبي الرحمة يا محمد ﷺ اني اتوجه بك الى ربي فيقضي حاجتي

وتذكر حاجتك (معجم للطبراني)

ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کسی ضرورت سے بار بار حاضر ہوتا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر یہ ماجرا بیان کیا تو آپ نے اس سے کہا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جناب میں اپنے نبی محمد نبی رحمت اللہ علیہ کے واسطے سے رجوع ہوتا ہوں یا محمد میں آپ کے ذریعہ اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں پس میری یہ حاجت پوری کی جائے اور اپنی ضرورت کا ذکر کر دینا۔

اس کے بعد حدیث میں پوری تفصیل یوں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عمل کے بعد اس شخص کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ اس کی ضرورت پوری کی اس آدمی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوبارہ ملاقات کی اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میری سفارش حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دی جس کے نتیجہ میں وہ پوری توجہ سے ملے اور حاجب برآئی فرمائی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے سفارش تو نہیں کی مگر میں نے دیکھا کہ حضور ایک نابینا کو یہ دعا بتا رہے تھے تو میں نے تم کو یہ دعا بتادی اور مولیٰ تعالیٰ نے اس کی برکت سے تمہارا یہ کام پورا کر دیا۔ امام طبرانی اور امام منذری فرماتے ہیں **”والحدیث صحیح“**

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وصال دور سے حضور اکرم ﷺ کو پکارنے کا جواز اسی حدیث فراہم کیا جیسی تو ایک ضرورت مند کو اسی حدیث کے حوالے سے یہ دعا تلقین فرمائی۔

حضرت ابو عبید اللہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن زمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قنسرین کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ راستہ میں دشمنوں کے پانچ ہزار لشکر سے ٹکرائے ہوئے تھے۔ ابھی مسلمان اس پر غلبہ بھی نہ پاسکے تھے کہ تازہ دم پانچ ہزار دشمنوں کا دستہ کمک بن کر پہنچ گیا اور مسلمان بڑی مصیبت میں پھنس گئے اُس وقت نہایت بیقرار میں حضرت کعب ابن زمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکارا

یا محمد اے یا نصر اللہ انزل یا معشر المسلمین اثبتوا انما ہی الساعۃ وانتم الا علون۔

(فتوح الشام صفحہ ۲۹۸)

یا رسول اللہ یا رسول اللہ اے اللہ کی مدد اتر آ اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو یہ سختی کوئی دم بھر کی ہے پھر تمہیں غالب آؤ گے۔

خیال فرمائیے کہاں شام اور کہاں مدینہ منورہ کی قبر پُر انوار مگر ایک صحابی رسول ہے کہ موت کے قدموں کی دھمک

محسوس کر کے، مصیبتوں کی آندھیوں کے بیچ اپنے آقا، اپنے حبیب، اپنے فریادرس اور اپنے رحمۃ للعالمین کو پکار رہا ہے
سچ کہا ہے امام بوصیری نے

یا اکرم الخلق مالی من الودیه سواک عند حلول الحادث العمم

اے ساری مخلوق سے افضل میں کسی کی پناہ لوں سوائے آپ کے مصائب کی گھنگھور گھٹاؤں میں کون ہے۔

قال اهل بیت من مزنیه لصاحبهم وهو بلال بن حارث المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد هلكنا نذبح

لنا شاة قال ليس فيهن شئى فلم يزالوا به حتى ذبح فسلخ عن عظم احمر فنادى يا محمداه نادى فى

المنام ان رسول الله ﷺ اتاه فقال ابشر بالحیات. (کامل لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۴)

قبیلہ مزنیہ کے ایک گھرانے والوں نے اپنے سربراہ سے کہا قحط کی شدت سے ہم لوگ تباہ ہو گئے آپ ہمارے لئے ایک
بکری ذبح کیجئے سربراہ جو بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہنے لگے بکریوں میں کچھ نہیں رہ گیا ہے ان لوگوں
نے ضد کی تو آپ نے ایک بکری ذبح کی کھال اتاری تو سرخ رنگ کی ہڈی نظر آئی یہ منظر دیکھ کر آپ چیخ اٹھے یا محمداه
خواب میں حضور تشریف لائے فرمایا خوشخبری ہو فراخ سالی آرہی ہے۔

فائدہ

اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد میں روایت کیا امام ابن سنی اور ابوشکو ان نے بھی روایت کیا ہے۔

روى ان عبد الله بن عمر خدرت رجله فقيل له اذكر احب الناس اليك يزل عنك فصاح يا محمداه

فانتشرت. (شفاء جلد ۲ صفحہ ۲۰)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں مفلوج ہو گیا کسی نے ان سے کہا آپ کو جو سب سے پیارا ہو اس کو یاد کرو
آپ نے چیخ کر صدا لگائی یا محمداه تو پاؤں کھل گیا۔

سبحان اللہ مشورہ تو یاد کرنے کا دیا گیا لیکن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما چیخ پڑے نعرۃ یا محمد لگایا کیوں نہ

ہو

یا محمد پکارا جو منجھدار میں خود ہی موجوں نے ساحل پہ پہنچا دیا

جو سمجھتا نہیں ان کو مختار کُل وہ اگر ڈوب جائے تو میں کیا کروں

عصمت نبی ﷺ پر مخالفین کو انکار نہیں اسی لئے دلائل کی ضرورت نہیں۔

دونوں جہاں کا بوجھ حضور اکرم ﷺ پر ”ماینہی“ ہے کہ اب بھی آپ مزارِ پاک میں جملہ عالم کی پناہ ہیں اور آخرت میں سب دیکھیں گے۔

جوشِ طوفان بحر بے پایاں ہوا ناسازگار
نوح کے مولیٰ کرم کردے تو بیڑا پار ہے

حل لغات

طوفان، تباہ کر دینے والا پانی، نہایت ہی شدت کی ہوا۔ کھرام، الزم، تہمت۔ بے پایاں، بے انتہا۔ ناسازگار، موافق۔

شرح

طوفان کا جوش اور دریا بے پایاں ہے اور ہونا موافق ہے اے نوح علیہ السلام کے آقا و مولیٰ ﷺ آپ کرم فرمادیں تو بیڑا پار ہے۔

اس شعر میں اشارہ ہے کہ دنیا ہو یا آخرت ان میں انسان کتنا ہی سخت سے سخت مشکل میں پھنسا ہو اس کی نجات کا واحد حل یہی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کی نگاہ کرم ہو جائے تو بیڑا پار ہے اس پر ہزاروں شواہد ہیں کچھ فقیر اسی شرح حدائق بخشش میں بیان کر چکا ہے مستقل تصنیف ”ندائے یار رسول اللہ“ میں بے شمار واقعات و حکایات عرض کی ہیں۔

رحمۃ للعالمین تیری دہائی دب گیا
اب تو مولیٰ بے طرح سر پر گناہ کا بار ہے

حل لغات

دہائی، فریاد، نالش، بچاؤ، پناہ، قسم، واسطہ۔ دب از دنیا، بوجھ کے نیچے آنا۔ بے طرح، بری طرح، بہت ہی۔

شرح

اے رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین ﷺ آپ کی پناہ۔ اے مولیٰ کریم ﷺ سر پر گناہوں کا بوجھ ہے اب تو تیرا غلام بُری طرح پھنس گیا۔

حیرتیں ہیں آئینہ دار وفور وصف گل
ان کے بلبل کی خموشی بھی لب اظہار ہے

حل لغات

حیرتیں، حیرت کی جمع ہے بسبب تعجب کے ایک حال پر رہ جانا، بھونچکا پن۔ آئینہ دار، شیشہ دکھانے والا، عیب ظاہر کرنے والا۔ وفور، وافر ہونا، کثرت، زیادتی۔ گل سے مراد حبیب خدا ﷺ۔ بلبل سے مراد عاشق نبی ﷺ ہے۔

شرح

محبوب کریم ﷺ کے اوصاف کی کثرت پر حیرتیں گواہ ہیں آپ کے مداح اور عاشق کی خاموشی بھی یوں سمجھو کہ وہ ہونٹوں سے آپ کی مدح و ثنا کا اظہار ہے۔

فائدہ

شعر کا مطلب تو واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بے انتہا ہیں۔ عاشقانِ رسول ﷺ کا اوصاف بیان کرتے کرتے خاموش ہو کر حیرت زدہ ہو جانا بھی آپ کی مدح و ثناء کی دلیل ہے کیونکہ عاشق کی خاموشی بھی محبوب کی مدح و ثناء سے خالی نہیں۔

لطیفہ

یہ شعر ہم اپنے بزرگ مولانا محمد یار صاحب بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے بھی چسپاں کر سکتے ہیں کہ آپ شاعر بھی تھے ان میں ایک بلبل بھی ہے۔ آپ کے ہم عصر جانتے ہیں کہ آپ کا وعظ کتنا پُر لطف ہوتا اور پُر درد ایسا کہ سنگدل سے سنگدل انسان بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا لیکن وہ کبھی چپ کا وعظ بھی کرتے اور وہ بھی اتنا درد اور لطف سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ حاجی رحیم بخش جلاپوری ثم بہاولپوری مرحوم اپنی آنکھوں دیکھی تقریر کا منظر بیان کیا کہ مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دفعہ اہل جمعہ سے معراج کا وعظ سنانا تھا۔ خطبہ کے بعد فرمایا دوستو آج میں تمہیں چپ کا وعظ سناؤں۔ اس کے بعد آدھا گھنٹہ خاموش ہو کر معراج کے واقعات کو ایسے پُر لطف اشارات سے نبھایا کہ مجمع سے آہ و فغان سے پُر درد آوازیں سنی گئیں۔

ایک دوسرے صاحب نے فرمایا اللہ آباد ضلع رحیم یار خان کی جامع مسجد میں خاموشی برتی یوں کہ سر جھکا کر آنکھیں بند کر کے بیٹھے تو مجمع آپ کی ہیئت کذائیہ کو دیکھ کر گریہ اور آہ و فغان کرنے لگے تقریباً یہاں بھی آدھا گھنٹہ یہی کیفیت

رہی۔

گونج گونج اُٹھے ہیں نعماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

حل لغات

گونج اُٹھے، بہت زیادہ آواز سنائی دیئے۔ نعمات (عربی) نغمہ کی جمع، سریلی آواز۔ بوستاں، باغ۔ مدحت، تعریف و ستائش۔ وا (فارسی) کھلا ہوا، کشادہ، پھیلا ہوا۔ منقار (عربی) چونچ یعنی پرندے کا منہ۔

شرح

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی محبوب آواز سے دلوں کے باغ گونج اُٹھے ہیں کیوں نہ گونج اُٹھتے جب کہ اس نے کیسے محبوب بلکہ تمام محبوبوں کے محبوب ﷺ کی مدح سرائی کے لئے زبان کھولی ہے۔ اس شعر میں دو بحثیں ہیں (۱) اعلیٰ حضرت کی گونج چار داگ عالم میں پھیلی۔

(۲) حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی کا لازمہ ہے کہ وہ مدح سرائی کرنے والے کو چار داگ عالم میں شہرت یافتہ بناتی ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی گونج

مانا کہ نبی پاک ﷺ کی مدح سرائی اور آپ کے کمالات و معجزات کا اظہار عالم کائنات کے ذرہ ذرہ میں گونج رہا ہے اور گونجتا رہے گا ایسے ہی عالم دنیا میں بھی گونج رہا ہے اور گونجتا رہے گا یہی کیفیت خطہ ہند میں تھی اور ہے لیکن اس خطہ میں ایسے جوش و خروش سے عشق مصطفیٰ ﷺ کی گونج میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی آواز نے نفخ صور کا کام کر دکھلایا ہے۔ اہل نظر بنظر انصاف غور فرمائیں کہ میلا و شریف وغیرہ کی یہ محفلیں اور یہ مجلسیں اور حضور اکرم ﷺ اور اولیائے کرام کے متعلق نظریاتی بحثیں اگرچہ پہلے بھی تھیں لیکن ان کی گرما گرمی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تجدیدی کارناموں سے ہوئی اور اب تو یہ حال ہے کہ

کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے

نعت شریف ۶۸

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جان مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے

دل لغات

دنگ، حیران، ہکا بکا، بھچک۔ چرخ، پھر نے والا، پیا، چاک چرخ۔ آسمان، وہ آلہ جس پر چڑھا کرتا بنے کے
برتن صاف کرتے ہیں۔ ہائے، افسوس، تاسف وغیرہ موقع پر بولتے ہیں۔

شرح

عرش کی عقل حیران اور آسمان سرگردان ہے کہ اے جان مراد امام الانبیاء والرسول ﷺ ہمیں معلوم نہیں ہو رہا کہ
اب آپ کا مکان کدھر اور کہاں ہے یہ شعر حضور اکرم ﷺ کے شب معراج لامکاں کو روانگی کے وقت کی طرف اشارہ
ہے۔

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ

چوں برسید آنحضرت ﷺ بعرض دست برزد عرش بدما ن اجلالی وے۔ (مدارج النبوة)

جب اللہ کے حبیب ﷺ عرش پر جلوہ گر ہوئے تو عرش نے آپ کے دامن رحمت پکڑ کر عرض کی

یا محمد (ﷺ) آپ کی ہی وہ ذات ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے جلال حمدیت اور جلال احدیت کا مشاہدہ عطا فرمایا ہے
میں جلوہ گاہ ہونے کے باوجود آج تک اس مشاہدہ سے محروم ہوں۔ اے محمد ﷺ جب مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو میں
ہیبت و جلال سے کانپ اٹھا اللہ تعالیٰ نے میری پیشانی پر ”**لا الہ الا اللہ**“ تحریر فرمایا مجھ پر ہیبت و جلال میں اضافہ ہو گیا
پھر اللہ تعالیٰ نے ”**محمد رسول اللہ**“ (ﷺ) لکھا تو مجھ پر طاری شدہ ہیبت ختم ہو گئی۔

گشت اسم تو سبب آرام دل من و باعث میر من ایں بود برکت اسم تو بر من پس چگو نہ افتاد بر من

نظر تو

آپ کا نام میرے دل و جان کا وسیلہ بن گیا یہ تو آپ کے نام کی برکت ہے پھر کیا عالم ہوگا اگر آپ کی نگاہ شفقت نصیب
ہو جائے۔

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہار بہشتِ خلد چھوٹا ساعطردان ہے

حل لغات

بزم، مجلس، سبھا۔ عروس، دہن۔ ہشت، آٹھ۔ خلد، جنت، بہشت۔ عطردان، عطر رکھنے کا بکس۔

شرح

محبوب مدنی کریم ﷺ کی زلفِ عنبر کی مدح و ثنا کی مجلس منعقد ہو تو مجھے اس کی تعریف کے لئے مقرر کیا جائے تو میری فکر کی دہن کو پہلے تو عطر چاہیے تب مجلس منعقدہ میں جا کر زلفِ عنبرین کی وصف بیان کروں عطر تو جو ہوگا اس عطر کا صرف چھوٹا سا بکس آٹھ بہشت ہیں اس کے بعد باقی لوازمات کا خود اندازہ لگائیے کہ کیا اور کتنے ہوں گے۔ یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اس لئے کہ جس زلفِ عنبرین کی قرآن مجید میں فتمیں یا فرمائے اس کی قدر و منزلت کتنی ہوگی اور اسے مبالغہ بھی وہی تصور کرے گا جو کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ سے نا آشنا ہے ورنہ جنہیں زلفِ عنبرین کی قدر و منزلت ہے ان سے پوچھئے۔

قدر نبی دا اللہ جانے یا صحابی

خادم رسول و جلیل القدر صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وصال ۹۳ھ/۷۱۱ء) روایت کرتے ہیں کہ

لقد رايت رسول الله ﷺ والحلاق يحلقه وقد اطاف به اصحابه فما يريدون ان نفع شعره الا في بدر جل. (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایک شخص آپ (ﷺ) کا سر مبارک مونڈ رہا ہے اور صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آپ ﷺ کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے بیٹھے ہیں اور نہیں چاہتے کہ حضور اکرم ﷺ کا ایک موئے مبارک (بال شریف) بھی کسی کے ہاتھ میں آنے کے بجائے زمین پر گرے۔

یاد رہے کہ سر اقدس کے مبارک بال خوب گھنے تھے غور کیجئے کہ اس وقت ایک سو دو سو یا ہزار دو ہزار بال شریف تو محفوظ نہ کئے گئے بلکہ لاکھوں کروڑوں موئے مبارک محفوظ کئے گئے پھر یہ اہم واقعہ صلح حدیبیہ (۶۲ھ/۶۲۷ء) اور حجتہ الوداع (۱۰ھ/۶۳۱ء) کے عظیم تاریخی موقع پر بھی پیش آیا۔

رسول اللہ ﷺ کے فتح مکہ کے مبارک تاریخی موقعہ پر قریباً دس ہزار اور حجتہ الوداع کے مبارک موقع پر قریباً ایک

لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔ اللہ غور فرمائیں کہ کتنے موئے مقدس کتنے نفوس قدسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کتنی بار محفوظ کئے یا در ہے کہ صحابہ کرام موئے مبارک اور دیگر تبرکات محفوظ فرماتے اور دوست احباب کو بھی تحفہ دیتے۔

جلیل القدر تابعی حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے گھر والوں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ملے ہیں تو حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

لا تكون عندي شعرة من داحب الى من الدنيا وما فيها. (صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۹)

میرے پاس حضور اکرم ﷺ کا ایک موئے مبارک (بال شریف) ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

الله الله به وفور محبت - به جذبه عقيدت

حضرت ملا علی سلطان قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور اکرم ﷺ کی چادر شریف، لنگی اقدس اور کرتا مبارک تھے۔ ان کے علاوہ کچھ موئے مبارک (بال شریف) اور ناخن پاک کے تراشے بھی تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت وصال یہ ایمان افروز وصیت فرمائی کہ

كفنوني في قميصه وادرجوني في ردائه واذروني بازاره واحشوا منخري وشدقي ومواضع

السجود من شعره واطفاره واخلوا بيني وبين ارحم الراحمين. (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد پنجم صفحہ ۶۳۸)

مجھے کفن میں حضور اکرم ﷺ کا ٹکڑا مبارک پہنایا جائے حضور اکرم کی چادر مبارک میں لپیٹا جائے آپ ﷺ کی لنگی اقدس پہنا دی جائے اور میرے گلے (مبارک) اور منہ (شریف) اور ان (اعضاء مقدسہ) پر کہ جن سے سجدہ کیا جاتا ہے حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک اور ترشہ ناخن اقدس رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین جل شانہ کے رحم و کرم کے سپرد کر دیا جائے۔

فائدہ

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نسبت امام الانبیاء محمد ﷺ کی کیسی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ مانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین واقعی حضور اکرم ﷺ کی تہ دل سے تعظیم و توقیر کرتے تھے لیکن پھر بھی یہی بدقسمت ہیں جو ایسی عقیدتوں کو شرک و بدعت کے فتاویٰ

صادر کرتے ہیں۔

جائیداد قربان

شہر بلخ میں ایک سوداگر رہتا تھا اس کے دو بیٹے تھے۔ سوداگر کا انتقال ہو گیا اس نے ترکہ میں مال و ذر کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کے تین موئے مبارک بھی چھوڑے۔ دونوں بیٹوں میں ترکہ تقسیم ہوا دنیاوی مال آدھا آدھا بانٹ لیا مگر موئے مبارک کی تقسیم پر مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ ان کو کیسے تقسیم کریں؟

بڑے بیٹے نے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں ایک ایک بال شریف رکھ لیں اور تیسرے بال شریف کو نصف نصف کر کے بانٹ لیا جائے۔

چھوٹا بیٹا جو نہایت ہی عاشق رسول (ﷺ) تھا وہ یہ تجویز سن کر کانپ گیا اس نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز ایسی بے ادبی کی جرات نہیں کر سکتا (یعنی بال مبارک کو تو زنا تو درکنار اس کی اجازت دینا) میرا دل اس کی اجازت نہیں دیتا۔

بڑے بھائی نے کہا اگر تجھے موئے مقدس کی عظمت کا اتنا ہی احساس ہے تو ایسا کرتینوں بال (شریف) تو رکھ لے اور سارا مال و دولت مجھے دے دے۔

چھوٹے بھائی نے اس فیصلے کو قبول کرتے ہوئے سارا مال و دولت بڑے بھائی کے حوالے کر کے بخوشی تینوں موئے مبارک لے لئے اور اپنا یہ مبارک معمول بنالیا کہ تینوں مبارک بالوں کو سامنے رکھ کر سرور کائنات ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں درود پاک کا نذرانہ پیش کیا کرتا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مختصر سے کاروبار میں ترقی عطا فرمائی۔

بڑے بھائی کو دنیاوی مال میں خسارے پر خسارہ آنے لگا یہاں تک کہ وہ کنگال ہو گیا دریں اثنا چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا پھر کسی نیک صالح آدمی نے اسے اور نبی کریم (ﷺ) کو خواب میں دیکھا کہ سید الکونین ﷺ فرما رہے ہیں لوگوں سے کہہ دو کہ اگر انہیں کوئی حاجت پیش ہو تو اس (مرد صالح) کی قبر پر حاضر ہو کر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی حاجتیں اور ضرورتیں پوری فرما دے گا۔

اس مرد صالح نے اپنا یہ خواب مسلمانوں پر ظاہر کر دیا۔ تمام مسلمان نہایت ادب و احترام کے ساتھ جوق در جوق اس عاشق رسول ﷺ کے مزار پُر انوار کی زیارت کے لئے آنے لگے اور صاحبِ مزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے لوگوں کے معاملات حل ہونے لگے تمام لوگ اس مزار شریف کا بہت ادب کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی مزارِ اقدس

کے پاس سے گزرتا تو ادباً سواری سے نیچے اتر کر پیدل چلتا۔ (القول البدیع، سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، صفحہ ۱۲۸)

حضرت بل شریف

دو سو سال پہلے مغل بادشاہ شاہجہاں کے عہد میں ایک عرب حکمران سے تنگ آ کر بھارت آنے والا ایک عرب باشندہ ”موئے مبارک“ اپنے ساتھ لایا تھا۔ یہ عرب باشندہ پہلے دکن گیا اور پھر دہلی مقیم ہو گیا۔ بادشاہ وقت نے بیجاپور میں اس کو زمین کا ایک وسیع ٹکڑا جاگیر کے طور پر عطا کر دیا لیکن شاہجہاں کی وفات کے بعد عرب باشندے ”سید عبداللہ“ کے بیٹوں اور مغل بادشاہ شاہجہاں کے بیٹوں میں اختلاف کے باعث سید عبداللہ کے بیٹوں سے جاگیر ضبط کر لی گئی۔ اس طرح سید عبداللہ کی اولاد شدید مالی مشکلات کا شکار ہو کر کشمیری تاجر خواجہ نور الدین رشہ بری سے قرض لینے پر مجبور ہو گئی۔ قرض کی رقم بڑھتی رہی آخر کار جب قرض کی ادائیگی کی صورت نظر نہ آئی تو مجبوراً سید عبداللہ شاہ نے حضور اکرم ﷺ کا ”موئے مبارک“ قرض کے عوض کشمیری تاجر خواجہ نور الدین کے حوالے کر دیا۔ کشمیری تاجر موئے مبارک لے کر دہلی سے براستہ لاہور کشمیر کے لئے روانہ ہوا۔ لاہور میں اورنگ زیب کو اس کی بخبری ہو گئی اور شاہی فرمان پر اہلکاروں نے چھاپہ مار کر موئے مبارک حاصل کر لیا۔ روایت کے مطابق اگلی شب مغل بادشاہ اورنگ زیب کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور حضور اکرم ﷺ نے حکم صادر فرمایا کہ کشمیری تاجر کو ”موئے مبارک“ کشمیر لے جانے دیا جائے جس پر کشمیری تاجر کو رہا کر دیا گیا اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق موئے مبارک اجمیر شریف سے منگوا کر کشمیر بھیجنے کا بندوبست کر دیا گیا۔ کشمیر میں جیسے ہی پیشوائے انسانیت رسول کریم ﷺ کے ”موئے مبارک“ کی آمد کی خبر پہنچی تو ہزاروں عاشقانِ رسول ﷺ، خواتین و حضرات، علماء و مشائخ ”موئے مبارک“ کے استقبال اور زیارت کے لئے ”ہیرہ پور“ پہنچ گئے بعد ازاں ایک بہت بڑے جلوس کی صورت میں ڈل جھیل کے کنارے باغ صادق خاں میں واقع مسجد میں موئے مبارک لایا گیا۔ موئے مبارک کی بل میں منتقلی کے بعد مسجد ایک بڑی درگاہ کی شکل اختیار کر گئی۔

موئے مبارک ایک انچ قطر کی شیشے کی چھوٹی سی نال میں محفوظ ہے اسے درگاہ کے اندر لکڑی کی الماری میں بند کیا جاتا ہے۔ جس کمرے میں یہ موئے مبارک محفوظ ہے اس کو چار شخص علیحدہ علیحدہ اپنے قفل لگاتے ہیں اور چاروں اکٹھے ہو کر بیک وقت کھولتے ہیں اور بند کرتے ہیں۔ درگاہ حضرت بل میں دروازہ موئے مبارک عید میلاد النبی اور خلفائے راشدین کے ایامِ شہادت کے مواقع پر سال میں چھ مرتبہ زیارت کے لئے کھولا جاتا ہے۔ شیخ عبداللہ نے اپنے دور میں درگاہ حضرت بل میں ایک دارالعلوم بنوایا اور مسجد کو وسعت دی جس کے بعد درگاہ حضرت بل کا علاقہ تحریک آزادی کشمیر کا

مرکز بن گیا۔

عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آ گیا
اور ابھی منزل پرے پہلا ہی آستان ہے

حل لغات

غش، بیہوشی، مور چھا، فریفتہ، عاشق۔ پرے، اس طرف، دور، الگ۔ آستان، چوکھٹ، دروازہ، مکان، درگاہ۔

شرح

مرغ عقل عرش تک پہنچ کر تھک ہار کر بیہوش ہو کر گر پڑا حبیب خدا کی اس سے آگے اور بہت بڑی منزلیں ہیں
عرش کے بعد تو ابھی آپ کی درگاہ کی یہ پہلی چوکھٹ ہے۔

وہ اس لئے کہ تا عرش عالم خلق کا انتہائی علاقہ ہے اور لامکان منتهی جب عالم خلق کا انتہا ہوا تو رسول اللہ ﷺ
لامکان کو تشریف لے جانے لگے تو آپ کی روانگی کی ابتداء یہ پہلی منزل کی چوکھٹ ہوئی۔

سفر لامکان کی جھلکیاں

حضور اکرم ﷺ عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف اور عالم ملک سے عالم ملکوت کی طرف پھر وہاں سے عالم
جبروت کی طرف پھر وہاں سے جذبہ ادن منی کے ذریعہ عالم عظموت کی طرف پھر وہاں سے **قالب قوسیلور اقرب**
او ادن کی طرف وہاں سے ایسے مقام پر پہنچے جہاں آپ کے قلب کا سراج بلا واسطہ ملک اور نبی اللہ تعالیٰ کے نور سے
منور ہو گیا اسی مقام پر پہنچ کر سرکارِ کونین ﷺ نے فرمایا

لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

میرا ایک ایسا وقت ہوتا ہے اس میں نہ کسی نبی مرسل کو گنجائش ہے نہ ملک مقرب کو۔

اس لئے کہ یہ مقام الوحدة ہے یہاں کوئی بھی قدم نہیں رکھتا سوائے اس ذات کے جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ
ہوں فانی ایسا کہ نورِ الہیہ کی نار اس کے وجود کی لکڑیوں کو ایسا جلا کر رکھ بنا دے کہ اس سے نفسی نفسی کا دھواں بھی نہ نکلے اور
یہ مرتبہ صرف ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا ہے چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ کل قیامت میں دوسرے انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی
پکاریں گے اور آپ امتی امتی کہیں گے۔ (تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ سورۃ احزاب)

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے

حل لغات

چھیڑ چھاڑ، بات چیت۔ طرفہ، نیا، نادر۔ دھوم دھام، شان و شوکت، شور و غل۔ داستان، قصہ، کہانی، حکایت۔
کان لگانا، دھیان سے سننا، چھپ کر سننا۔

شرح

عرش پہ تازہ اور نئی بات چیت اور جو گفتگو بھی ہو رہی ہے تو آپ کی اور فرشِ زمین بھی کوئی شان و شوکت سے شور و غل ہے تو آپ کا غرضیکہ جہاں بھی ہم کان لگا کر نہایت ہی غور سے سنتے ہیں تو صرف اور صرف آپ کی باتیں ہو رہی ہیں کیونکہ آپ جملہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں (ﷺ) ادھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ

اذا ذکرتم ذکرتم معی جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں تیرا ذکر بھی ہو گا
اور عالم کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے تو رسول اللہ ﷺ کا ذکر بھی ساتھ ہو رہا ہے۔

احادیث مبارکہ

شفاء شریف جلد اول میں ہے ابن وہب کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سوال کیجئے اے محمد ﷺ میں نے عرض کی اے رب میں کیا سوال کروں تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے نوازا، حضرت نوح علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ ملک عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی کو لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو چیز اے محبوب تم کو دی ہے وہ ان سے بہتر ہے آپ کو میں نے کوثر عطا فرمائی۔ آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا کہ اُس کے ساتھ آسمان کے درمیان پکارا جاتا ہے۔ (الحديث)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

یحییٰ ابن آدم کہتے ہیں کہ (آپ کے ذکر کی رفت سے مراد) نبوت (کا اعلان) ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اے محبوب جب (بندہ) مجھے یاد کریگا تو میرے ساتھ تمہیں بھی یاد کرے گا (جس طرح) کلمہ طیبہ میں کہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور بعض اذان و اقامت میں (حضور کا ذکر) مراد لیتے ہیں۔

فقہ قاضی ابوالفضل فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فرمان حضور اکرم ﷺ کے لئے اس کی بارگاہ میں عزت و عظمت، شرافت و منزلت اور آپ کی بزرگی پر بڑی حجت ہے کیونکہ آپ کے قلب مبارک کو ایمان و ہدایت کے لئے کھول دیا، علم و حکمت کی صیانت و حفاظت کے لئے وسیع کر دیا اور جاہلیت کی عادات و خصائل کو جس پر یہ لوگ تھے ان کا دشمن بنادیا آپ کے دین کو ان کے دینوں پر تبلیغ و رسالت و نبوت فرما کر غالب کر دیا اور آپ کے اوپر سے رسالت و نبوت کے شہادت کو جو تبلیغ رسالت کی صورت میں پیش آتی تھیں محفوظ کیا اور جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا آپ نے اُن سب کو پہنچا دیا اور آپ کو اعلیٰ مرتبہ عنایت فرمایا۔ آپ کے نام کے ذکر کو اتنا بلند کیا کہ اپنے کے نام کے ساتھ آپ کا نام ملا دیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ذکر کو دنیا و آخرت میں اتنا بلند کیا کہ کوئی خطیب یا کلمہ شہادت کہنے والا یا نماز پڑھنے والا ایسا نہیں جو ”اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمدا رسول اللہ“ نہ کہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے آکر کہا

ان ربی وربک یقول لک تدری کیف رفعت ذکرک؟ فقلت اللہ اعلم قال لا اذکر الا ذکرک معی میرا اور تمہارا رب فرماتا ہے کہ اے محبوب جانتے ہو کس طرح تمہارے ذکر کو بلند کیا؟ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا جب میں یاد کیا جاتا ہوں تو میرے ساتھ آپ بھی یاد کئے جاتے ہیں۔ ابن عطاء کہتے ہیں کہ ایمان کی تکمیل ہی میرے ساتھ آپ کے ذکر سے ہوتی ہے نیز کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر ہی کو اپنا ذکر قرار دیا ہے لہذا جس نے آپ کا ذکر کیا اُس نے میرا ہی ذکر کیا۔

حضرت جعفر بن صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

لا یدکرک احد بالرسالة الا ذکرنی بالربوبية

جو شخص تمہاری رسالت کا اقرار کرے گا اُس نے میری ربوبیت کا اقرار کیا۔

بعض نے ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ مقام شفاعت بھی مراد کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے ذکر کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ حضور کی اطاعت اور اللہ کے نام کے ساتھ حضور کا نام ملا کر بیان کرنا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ. (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۳۲)

اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو۔

امِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ. (پارہ ۲۷، سورہ الحديد، آیت ۷)

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

ان دونوں کو واؤ عطف کے ساتھ جو مشترک ہوتی ہے جمع کیا ہے۔ کلام میں حضور اکرم ﷺ کے سوا کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

اک ترے رُخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
انس کا اُنس اُسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے

حل لغات

چین، راحت، آرام، سکھ، کھل، عیش، اطمینان۔ انس (بالکسر) انسان (بالضم) محبت و پیار۔

شرح

اے محبوب خدا ﷺ آپ کے چہرہ اقدس کی روشنی دو جہان والوں کے لئے راحت و آرام اور سکھ ہے ہر انسان کی محبت اسی سے ہے اس لئے کہ آپ ہر جان کی جان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اصل العلمین، سید المرسلین، خاتم النبیین ﷺ کی ذات مبارکہ کو اپنی بے مثل ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا اور دوسری تمام مخلوقات کو حضور کے طفیل، حضور کے واسطے حضور (ﷺ) کے صدقے پیدا فرمایا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

يا جابر ان الله تعالى خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره

یعنی اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے بلا واسطہ پیدا فرمایا۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

اول ما خلق الله نوري ومن نوري خلق كل شيء

یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے باقی تمام چیزوں کو پیدا فرمایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۴ میں فرماتے ہیں کہ حدیث ”اول ما“

خلق الله صحیح وہی مطالع المسرات میں ہے کہ اس حدیث کے ہم معنی کئی اور حدیثیں بھی ہیں۔ تیسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

كنت اول الانبياء خلقا و اخرهم بعثا

یعنی میں پیدا ہونے میں سب سے اول ہوں اور بعث میں سب سے آخر مطالع المسرات میں ان احادیث کے متعلق لکھا ہے

فهذه احاديث دالته على اوليته ﷺ وتقدمه على غيره من جميع المخلوقات وانه سيها

یعنی یہ احادیث مذکورہ دلالت کرتی ہیں حضور تمام مخلوقات کے سبب ہیں ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ سب سے اول ہیں اور اول کے لئے ضروری ہے کہ فرد بھی ہو سابق بھی یعنی اکیلا بھی ہو پہلا بھی چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر مالک کہہ دے

اول مملوك لي اشتريته فهو حر یعنی اول عبد کا جو خریدوں میں آزاد ہے

پھر دو عبد خریدے تو آزاد ہوں گے کہ اول کے فردیت لابدی امر ہے جو یہاں مفقود ہے پھر اگر ایک عبد خریدے تو بھی آزاد نہ ہوگا کہ اب سابق نہیں رہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اول کے فردو سابق ہونا ضروری ہے اور حضور اکرم ﷺ اول ہیں تو واضح ہوا کہ سید الانبیاء ﷺ فردو سابق ہیں نہ آپ کی ذات میں کوئی شریک اور نہ ہی کوئی صفات میں۔

ولا شك انه ﷺ الجوهر الفرد البسيط جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۱۷ (۱۳۷)

یعنی اس میں شک نہیں کہ حضور اکرم ﷺ جو ہر فرد بسیط ہیں۔

وہم باطل ہے کہ ممکن ہو مثال محبوب

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں

منزلة من شريك في محاسنه فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

(تقصیدہ بردہ)

اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں سو ان میں جو جو ہر حسن ہے وہ بے تقسیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ (پارہ ۱۴، سورۃ الحج، آیت ۸۵)

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۲۶۰ میں فرماتے ہیں کہ اہل اشارات حضرات فرماتے ہیں ”ای نجمہ“ یعنی تمام آسمان اور زمینیں اور ہر وہ چیز جو ان میں ہے انہیں صرف محمد ﷺ کے سبب سے ہم نے پیدا فرمایا۔ مطالع المسرات صفحہ ۱۱۴ میں ہے کہ شیخ عبد الجلیل قسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ ”وَمَا

أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کی نص سے ثابت ہے کہ سب جہاں حضور اکرم ﷺ کے مرحوم (حتاج رحمت) ہیں اور تمام خیر نور اور برکت ابتدائے خلق سے آخر تک جو ظاہر ہوئی یا ہوگی وہ سب کی سب حضور اکرم ﷺ کے سبب سے ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

سبب ہر سبب منتہائے طلب

علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام

زر قانی شریف میں ہے

ان النور النبوی جسم قبل خلقت الآدم باثنی عشر الف عام

یعنی حضور اکرم ﷺ کا نور آدم علیہ السلام کے ظاہر ہونے سے بارہ ہزار سال پہلے جسم تھا۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

كنت نورا بين يدي ربي قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام

یعنی میں نور تھا اپنے رب کے پاس آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبریل امین سے پوچھا کہ تیری عمر کتنی ہے تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا بخدا صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہر ستر ہزار سال میں ایک بار ستارہ ظاہر ہوتا تھا میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جبریل

وعزة ربي انا ذلک الکوکب (جواہر البحار صفحہ ۸۸۶)

مجھے اپنے رب کی قسم وہ ستارہ میں ہی ہوں۔

مواہب اور اس کی شرح زر قانی جلد ۴ صفحہ ۴۰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو پیدا فرمایا نبوت اور باقی کمالات اس میں رکھے تو فرمایا ذرا ان انوار انبیاء کو دیکھ جب اس نور معظم نے انوار انبیاء کو دیکھا تو تمام پر غالب آ گیا تو ان انوار

انبیاء نے عرض کیا یا اللہ یہ کس کا نور ہے۔ ارشاد ہوا یہ نور محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اگر اس پر ایمان لاؤ گے تو ہم تمہیں نبی بنائیں گے۔ تمام نے کہا ہم اس پر ایمان لائے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔
میں یہی مراد ہے۔

فائدہ

ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نور حسی اور معنوی کے اصل اور جامع ہیں چنانچہ مطالع المسرات صفحہ ۲۲۰ میں ہے

ونوره ﷺ الحسی والمعنوی ظاہر واضح
یعنی حضور اکرم ﷺ کا نور حسی اور معنی ظاہر واضح ہے۔
اور تفسیر صاوی صفحہ ۲۲۹ میں ہے

انہ اصل نور حسی ومعنوی

یعنی حضور اکرم ﷺ ہر نور حسی (جو دیکھنے میں آئے جیسے دھوپ) اور نور معنوی (جو عقل یا شرع سے معلوم ہو جیسے ایمان) کا اصل ہیں
تمام نبیوں اور رسولوں، فرشتوں، لوح و قلم، عرش و کرسی، چاند، سورج اور ستاروں کے انوار اسی نور محمد ﷺ کے پر تو
ہیں۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ہم از لوح و قلم تا عرش و کرسی
از ان نور است گر تحقیق پررسی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوت صفحہ ۴ میں اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ میں تحریر فرمایا کہ یہ نور حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کی پیشانی مبارک میں رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس نور کی برکت سے تمام اشیاء کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں سے سجدہ کروایا۔
مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

السلام اے آنکہ تا از جہ آدم نفاقت
نور پاکت کس نہ برداز نوریاں اور اسجد

سید علی و فارضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

لو الصر الشیطان طلعة نوره
فی وجہ آدم کان اول من سجد

یعنی اگر شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ ﷺ کے چکار کو دیکھ لیتا تو سب سے پہلے سجدہ میں گر جاتا۔

ولو رای نمرود نور جماله عبد الجلیل مع الخلیل ولا عند

یعنی اگر نمرود محبوب کے نورِ جمال کو ابراہیم خلیل اللہ کی پیشانی میں دیکھ لیتا تو خلیل اللہ کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا اور کبھی ضد نہ کرتا۔

عیسیٰ و آدم الرسل جمیعہم ہم اعین ہو نورھا لماورد

(زر قانی جلد ۱ صفحہ ۶۴)

یعنی وارد ہوا ہے کہ عیسیٰ اور آدم باقی تمام رسول علیہم السلام آنکھیں ہیں اور محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ ان کا نور ہیں۔

پھر یہ نور خدا کو سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں منتقل ہوتا چلا آیا ارشاد ہوتا ہے

الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلُبُكَ فِي السَّجْدِ (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۱۸، ۲۱۹)

جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیت میں ساجدین سے مراد مومنین ہیں اور معنی یہ ہے کہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام و حواری اللہ تعالیٰ عنہا سے لے کر حضرت عبد اللہ و آمنہ خاتون تک مومنین کی اصلا ب و ارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباؤ و اجداد حضرت آدم تک سب کے سب مومنین ہیں۔ (کنز الایمان)

مطالع المسرات میں ہے کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلہ میں چھ تا لیفیں تحریر فرمائیں جن میں پُر زور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے تمام آباؤ و اجداد مسلمان ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک سے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد حضور اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک نعت پیش کی جس کے تین شعر یہ ہیں

تنقل من صلب الی رحم اذا مضی عالم بد اطبق

وردت نار الخلیل مکتما فی صلبہ انت کیف تحرق

وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق

یعنی آپ ایک صلب سے دوسرے رحم تک مختلف طبقوں میں منتقل ہوئے آئے یہاں تک کہ آپ نارِ خلیل میں وارد ہوئے آپ چونکہ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے انوار سے اطراف منور ہو گئے۔

رب العالمین نے نبی کریم ﷺ کی اس مبارک تشریف آوری کی خبر دے کر فرمایا
قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)
بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کی ذات نور ہے کہ اولیت و انتقال ذات الہی کے خاصے ہیں۔ جو ہر صفحہ ۸۱۴ میں ہے

قد وردان ذات النبی ﷺ کانت نوراً

یعنی ضرور وارد ہوا ہے کہ آپ کی ذات نور ہے جو کچھ اس حقیقت میں مخفی ہے وہ کوئی نہیں جانتا۔

عارف سبحانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حقیقت احمدیہ

غیب من اعظم الغیوب فلم یطلع احد علی ما فیہا

یعنی حضور اکرم ﷺ کی حقیقت سب سے بڑے غیبوں سے ہے تو کوئی بھی مطلع نہیں ہوا ان چیزوں پر جو اس حقیقت میں ہیں۔

کلمہ ”**ک**“ سے معلوم ہوا کہ جو ہماری طرف تشریف لایا ہے وہ نور ہے اور ہماری طرف روح و بدن کا مجموعہ تشریف لایا جس سے معلوم ہوا کہ آپ کا روح و بدن تمام نور ہے۔

تو جان پا کی سر بسر نے آب و خاک اے نازنین واللہ زجاں ہم پاک تر جانم فداک اے نازنین

آپ سر بسر جان پاک ہیں آپ آب و خاک کا خمیر نہیں اے نازنین بخدا آپ تو جان سے بھی پاک تر ہیں اے نازنین آپ پر میری جان فدا ہو۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

شرح

حضور اکرم ﷺ عالم وجود میں تشریف نہ لائے تو محض عدم ہی عدم تھا اگر آپ جہان میں نہ ہوں تو پھر کچھ بھی نہ رہے عدم ہی عدم ہو۔ اس لئے کہ آپ جملہ عالمین کی جان (روح) ہیں اور ظاہر ہے کہ جان ہو تو جہاں ہے بے جان جہاں کہاں۔

احادیث لولاک

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کو جملہ کائنات کی علت نمائی ظاہر کیا گیا ہے اور وہ احادیث لولاک سے واضح ہے جسے منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ نے موضوع کراپنا اور اپنی بدقسمت جماعت کا دل بہلایا حقیقت یہ ہے کہ حدیث لولاک کے بعض اسنادات صحیح ہیں اور بعض حسن اور بعض ضعیف ہیں تو دوسری سندات کے لحاظ سے صحیح ہوئی، اس کے بعض اسنادات موضوع ہیں جن کو مخالفین پڑھ سن کر اپنی عافیت سمجھتے ہیں لیکن ان کے اہل علم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حدیث لولاک بعض سندات سے موضوع سہی لیکن معنأً لازماً صحیح ہے اس موضوع پر فقیر کا رسالہ ”شرح حدیث لولاک“ کا مطالعہ فرمائیے۔

تبرکاً چند احادیث مبارکہ ہدیہ ناظرین عرض کر دوں تاکہ عاشق کا دل و دماغ تازہ اور ایمان کو رونق نصیب ہو اور منافق تو ہے ہی منافق اس کا دل نہیں جلے گا اور کیا ہوگا۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو وحی بھیجی میں نے ابراہیم کو خلیل اللہ کہا تمہیں اپنا حبیب کہا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہیں بنایا۔

ولقد خلقت الدنيا واهلها لا عرفهم كرامتك ومنزلتك عندي ولولاك ما خلقت الدنيا
میں نے دنیا اور مخلوقاتِ دنیا اسی لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت و عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرما دوں۔ اگر (اے حبیب ﷺ) تم نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔

یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دار الجزاء ہے اور دار الجزاء پر دار العمل کا تقدم ضروری جب دار العمل بلکہ عالمین ہی نہ ہوتے تو دار الجزاء کہا سے آتی۔ حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی بھیجی
لولا محمد ما خلقتك ولا ارضا ولا سماء

اگر محمد ﷺ نہ ہوتے نہ میں تجھے پیدا کرتا نہ آسمان وزمین بناتا۔
اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حدیث قدسی میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ

سے عرض کیا

اللهم انت وانا وما سواك تركت لا جلك

یعنی اے اللہ تو ہے اور میں ہوں اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا

یا محمد انا وانت وما سواك خلقت لا جلك۔ (مکتوبات شریف جلد دوم، مکتوبات ۸، صفحہ ۱۸)

اے محبوب میں ہوں اور تو ہے اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے ہی لئے پیدا کیا ہے۔

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا

لو لاك لها خلقت الافلاك، لو لاك لما خلقت الدنيا، لو لاك لما اظهرت الربوبية

یعنی اے محبوب اگر تم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں زمین کو پیدا نہ کرتا اگر تمہارا پیدا کرنا مجھے مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب

ہونا بھی ظاہر نہ ہوتا۔ (مکتوبات شریف صفحہ ۲۳۲ مکتوب ۱۲۲)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرکارِ سرہند شریف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اگرچہ حضور اکرم ﷺ کا پیدا کرنا

منظور نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نہ دنیا کو پیدا کرتا نہ آسمانوں کو پیدا کرتا بلکہ اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے قصیدہ قاسمیہ (قصائد قاسمی) صفحہ ۵ میں کہا

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی بجا ہے کہیے اگر تم کو مبداء الآثار

جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو اک رفتار

نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین یا زماں نہیں؟

گود میں عالم شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ

گلبن باغ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

دل لغات

گود، پہلو، کولی، دامن، آنچل۔ شباب، جوانی، عمر کاتیں سے چالیس برس کا زمانہ۔ گلبن، درخت، گل سرخ۔

اٹھان، ابھار، بلندی، ابتداء۔

شرح

نبی پاک کی گود میں عالم شباب (اعلانِ نبوت کا آغاز) ہے۔ پھر ہمارے سے آپ کے شباب کا حال نہ پوچھئے کیونکہ ہم تو آپ کی ہر ادھر پر قربان ہیں اے مخاطب اگر تجھے کچھ سمجھ ہے تو سن لے کہ گلستانِ نور کے اس گلبن کی کچھ زالی ہی شان ہے کہ اعلانِ نبوت کے بعد اس کی بلندی و رفعت کچھ عجیب و غریب ہی ہے اگرچہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت ابتدائے آفرینش سے تھی لیکن اس عالم دنیا میں تشریف لانے کے بعد حسبِ دستور دیگر انبیاء علیہم السلام آپ نے بھی چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اعلان فرمایا۔ اس اعلان کو منکرینِ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ نے آغازِ سمجھ لیا یہ ان کی غلط فہمی اور کوتاہ اندیشی ہے ورنہ متقدمین و متاخرین علمائے دین میں اکثریت کا فیصلہ یہی ہے کہ آپ اس وقت سے نبی ہیں جب سے آپ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اس کے بارے میں متعدد مقامات پر اسی شرحِ حدائقِ بخشش میں بیان ہوا۔

عالم شباب اور نبوت کا اعلان

عالم شباب چالیس برس کا زمانہ اور یہی اعلانِ نبوت کا زمانہ جیسا کہ دستورِ انبیاء علیہم السلام کا رہا اور وہ بھی اکثر۔ اس کے بعد کیا ہوا ہاں اتنا یاد رکھئے کہ آپ کی ہر دوسری گھڑی پہلی سے بہتر و برتر ہے بالخصوص اعلانِ نبوت کے بعد یہ کیفیت نمایاں طور پر نکھر کر سامنے آگئی۔

تفسیر عزیزی، فارسی پارہ ۳۰ زیر آیہ ”لِّلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰٓئِیۡہِ“ میں استاذِ اکل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

وابستہ ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از معاملات اول تا آنکہ بشریت ترا صلا وجود نماید و غلبۂ نور حق

بر تو علی سبیل الدوام حاصل شد

البتہ آپ ﷺ کی ہر آخری حالت آپ ﷺ کے پہلے معاملہ سے بہتر ہے یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا اصلاً وجود نہیں رہا اور آپ پر نور حق کا غلبہ ہمیشہ کے لئے حاصل ہو گیا۔

یعنی حضور اکرم ﷺ پر انوار و تجلیات کا اس قدر فیضان ہوا کہ بشریت بالکل غائب ہو کر آپ سراپا نور بن گئے۔ (ﷺ)

تجھ سا سیاہ کار کون اُن سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

حل لغات

سیاہ کار، بدکار، پاپی، بُرے کام، عادی۔

شرح

تجھ سا سیاہ کار و بدکار اور کون ہوگا لیکن حضور اکرم ﷺ جیسا شفیع بھی کوئی نہیں جب وہ بے مثل شفیع ہیں تو پھر تجھے بھول جائیں یہ محض تیرا اپنا گمان ہے اور تیرا گمان سراسر غلط ہے کیونکہ ان کی شفاعت اور غلاموں کی پہچان ضرب المثل ہے۔

حسبِ عادت امام احمد رضا قدس سرہ خود کو مخاطب ہو کر جملہ اہل اسلام کو تسلی دے رہے ہیں کہ ہم کتنے ہی گندے بندے سہی لیکن ہمارے آقا لچال اور امت کے غمخوار و غمگسار ہیں ممکن ہی نہیں کہ آپ ہم غریبوں کو بھولیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

شانِ خدا نہ ساتھ دے اُن کے خرام کا وہ باز
سدرہ سے تاز میں جس کی نرم سی اک اڑان ہے

حل لغات

شان، مرتبہ، دبدبہ، حق، حال، عزت، طاقت، آن۔ خرام، ناز و انداز کی چال۔ باز، ایک شکاری پرندہ۔ اڑان، پرواز۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی شان کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کی پرواز اتنی بلند اور تیز اللہ اللہ وہ سدرہ کا باز تیز رفتار یعنی جبریل علیہ السلام کہ جس کی سدرہ سے زمین تک ایک معمولی سی پرواز ہے لیکن وہ ہمارے نبی ﷺ کی پرواز کے آگے عاجز اور کمزور ہو کر رہ گیا۔

پیش نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکنے سر کو روکنے ہاں یہی امتحان ہے

شرح

محبوبِ کریم ﷺ سامنے موجود ہوں تو سجدہ کرنے کو جی چاہتا بلکہ دل بے قرار ہے لیکن سر کو سجدہ سے روک لو یہی عاشق کا امتحان ہے کہ دل تو بے قرار ہو کر سجدہ ریز ہونا چاہتا ہے لیکن محبوب ﷺ نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے روکا ہے اسی

لئے دل کی بیقراری منظور ہے لیکن محبوب ﷺ کی نافرمانی منظور نہیں۔ سچے عاشق کی یہی نشانی ہے حدیث شریف میں
”لا یومن احدکم“ (الحديث)

بارِ جلال اٹھا لیا گرچہ کلیجہ شق ہوا
یوں تو یہ ماہِ سبزہ رنگ نظروں میں دھان پان ہے

حل لغات

شق، پھٹا ہوا، شگاف پڑا ہوا۔ سبزہ رنگ، گندمی رنگ، دہربا۔ دھان پان (ہندی) دبلا پتلا، نازک۔

شرح

حضور اکرم ﷺ نے جلالِ الہی کا بوجھ اٹھالیا اگرچہ اس بوجھ برداری پر آپ کا کلیجہ بھی پھٹ گیا لیکن آپ نے
اس کی پرواہ نہ کی ویسے بظاہر دیکھو تو یہ محبوب کتنا نازک بدن ہے۔ (ﷺ)

شق صدر

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے شق صدر کے واقعہ کی طرف اشارہ فرما کر اس کی حکمت بھی بتادی اگرچہ
شق صدر چار بار ہوا لیکن یہاں شبِ معراج کا موقعہ مراد ہے۔

حضور اکرم ﷺ خوابِ ناز سے اُٹھے تو جبریل نے وصالِ رب ذوالجلال کا مژدہ ان الفاظ کے ساتھ سنایا

یا رحمة للعالمین ان الله یقر السلام یقول زرنی والی مشتاق الیک

اے رحمتِ دو جہاں اللہ تعالیٰ سلام کے بعد آپ سے کہتا ہے کہ میرے ہاں تشریف لائے میں آپ کی ملاقات کا مشتاق
ہوں۔

پھر جبریل نے عرض کیا کہ اے محبوبِ خدا میں نے تمام انبیاء کرام کو معراج کرائی لیکن جیسا رتبہ آج آپ کو نصیب
ہو رہا ہے کسی اور کو نہیں ہوا۔

عرشِ اعظم پہ کوئی گیا ہی نہیں

اور نبیوں کو یہ مرتبہ ہی نہیں

جیسا رتبہ تیرا آج کی رات ہے

ایسا رتبہ کسی کو ملا ہی نہیں

حضور اکرم ﷺ بسترِ استراحت سے اُٹھے اور جبریل کے ہمراہ حطیم تک آئے تو جبریل نے بجگم کر دگار آپ کے
سینہ مبارک کو چاک کیا، قلبِ اطہر باہر نکال کر اسے چیرا اور خون کا ایک ٹوٹھرا باہر نکال پھینکا۔ پھر آبِ زم زم سے اسے

دھویا اسی اثناء میں آسمان سے ایک زریں طشت نازل ہوا جس میں حکمت و ایمان تھا جو قلب اطہر میں بھر دیا گیا اور اسے پھر اصلی مقام پر رکھ کر سیدہ مبارک کو بند کر دیا گیا۔ (مسلم شریف)

شق صدر کی حکمت

شب معراج شق صدر میں بے شمار حکمتیں تھیں ایک یہ کہ حضور اکرم ﷺ عالم بالا کی سیر کرنے اور مظاہر قدرت کا مشاہدہ کرنے تشریف لے جا رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب اطہر کو شق کیا۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ ﷺ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

حل لغات

عبد، عبادت گار، نیازمند، غلام، نوکر۔ امان، پناہ، امن حفاظت، آرام تسکین۔

شرح

اے احمد رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ذرہ برابر بھی کوئی خوف نہ کرو اس لئے کہ تم تو مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہو اور جو مصطفیٰ ﷺ کا غلام ہوتا ہے اس کے لئے امان ہی امان ہے اسی لئے مت گھبراؤ تمہارے لئے بھی امان ہی امان ہے۔

نعت ۶۹

اُٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

حل لغات

باری، اللہ کا اسم پاک ہے۔ حجاب، پردہ۔ تاریک، اندھیرا۔ مہر، سورج۔ نقاب، پردہ، وہ پردہ جو منہ پر ڈالتے ہیں یا کسی چیز پر ڈالا جائے۔

شرح

اے حبیبِ خدا ﷺ پردہ ہٹا کر اپنے چہرہ مبارک کی زیارت سے ہمیں مشرف فرمائیے کیونکہ اللہ کا نور پردہ میں ہے اور اسی پردہ میں ہونے کی وجہ سے زمانہ اندھیرے میں ڈوب رہا ہے کیونکہ آپ کا چہرہ مبارک جو ایک سورج ہے وہ بہت عرصہ سے پردے میں پوشیدہ ہے۔

نور باری تعالیٰ

حضور اکرم ﷺ کو اس صفت سے موصوف کرنے پر کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے منکرین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر دو بہتان تراشے چنانچہ **دھماکہ صفحہ ۲۸** پر اسی شعر کا مطلب لکھا کہ بشریت کے پردہ میں آپ باری تعالیٰ کا نور ہیں پردہ اُٹھا دیں تو واضح ہو جائیگا کہ آپ خود خدا ہیں (معاذ اللہ) اسی کتاب میں اہل سنت پر اسی شعر کی وجہ سے دو بہتان تراشے ہیں۔

(۱) بریلوی مذہب میں بشریت کے پردہ میں خدا۔

(۲) حضور اکرم ﷺ خدا کے نور کا ٹکڑا تھے۔ بشریت کے پردے میں زمین پر اترا۔

تردید بہتان مذکور

حضرت مولانا حسن علی رضوی میلیسی (مدظلہ) اس کے رد میں لکھتے ہیں کہ قطع نظر اس سے کہ یہ بات بلا دلیل ہے دو متضاد نظریات علمائے بریلی کے ذمہ لگائے جا رہے ہیں پہلے فقرہ میں تو مصنف یہ کہتا ہے کہ خدا کے نور کا ٹکڑا علماء بریلی کی کتب (تصانیف) میں تو یہ دونوں ہی باتیں کہیں نہیں مگر مصنف کو کم از کم اتنا تو چاہیے کہ بیک وقت دو متضاد الزام تو عائد نہ کرے جب اس کے بقول علمائے بریلی بشریت کے پردہ میں خدا مانتے ہیں تو پھر خدا کے نور کا ٹکڑا کا مطلب؟ یہ

مصنف دھماکہ کا اندھا پن اور عقل و شعور و شرم و حیا سلب ہونے کی علامت ہے کہ بلا دلیل و ثبوت متضاد الزام لگا کر اپنی آتش انتقام کا مظاہرہ کر رہا ہے اگر علماء بریلی کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ خود خدا ہیں تو خدا کون مانتا ہے اور علماء بریلی کا یہ عقیدہ کہاں مذکور ہے؟ اور ”اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے“ میں یہ کس لفظ کا معنی ہے کہ آپ خود خدا ہیں؟ اس ڈھٹائی اور سینہ زوری کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے کچھ تو شرم اور غیرت چاہیے ایک عام فہم مصرعہ میں اس قدر خیانت آمیز مغالطہ دیا جاتا ہے تو دقیق اشعار میں کیا کچھ بے ایمانی نہ ہوگی۔ (قبر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی)

فائدہ

یہاں مولانا محمد حسن علی رضوی (مدظلہ) کی ایک جامع تقریر ملاحظہ ہو جو انہوں نے کلامِ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ کے معترضین کے جملہ اعتراضات پر لکھی اگرچہ میرا موضوع صرف اور صرف کلامِ رضا کو دلائل قرآن و سنت سے مزین کرنا ہے جس سے اعتراضات کے جوابات خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے لیکن جب اعتراضات ہی ایسے ہوں تو پھر ایسے کو تیسرا کی مثال بہت بڑی مشہور ہے اسی لئے یہ تقریر ہر اعتراض بے جا کے وقت ملحوظ ہو۔

کلام الامام امام الکلام ☆ کلام الملک ملک الکلام

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی جلالت علمی پر اپنے بیگانے رشک کرتے ہیں ان کی تصانیف میں علم و تحقیق کے بادل گرج رہے ہیں۔ ان کے علمی دینی کارناموں پر عرب و عجم جھوم رہے ہیں جن کی ایمان افروز وجد آور اور کیف و سرور سے بھرپور نعتیہ شاعری سے ارباب عشق و محبت کے میکدے آباد ہیں جن کے شاعرانہ ادب کی پختہ کاری کا لواہاقبال و حفیظ جالندھری، محسن کا کوردی اور ضیاء القادری، اکبر وارثی جیسے مشاہیر زمانہ شعراء نے مانا۔ جو متحد بیٹ نعمت کے طور پر خود فرماتے ہیں

جو کہے شعرو پیاس شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے
لا اُسے پیش جلوۂ زمزمہ رضا کہ یوں

یہ اعلیٰ حضرت کا کلام ہے جو آداب شریعت کی پابندی، زبان کی پاکیزگی، محاورات کی لطافت، الفاظ کی وضاحت، کلام کی بلاغت، عبارت کی رنگینی، مضامین کی دلکشی و بلندی تشبیہات کی عمدگی اور استعارات کی خوبی سے مزین ہے جن کا کوئی شعر ایسا نہیں جس کا ثبوت آیات قرآنی، احادیث نبویہ، اقوال آئمہ و اصفیاء سے نہ ملتا ہو اگر کسی کو نہ ملے تو یہ اس کی اپنی علمی بے بضاعتی حدائق بخشش کا سن ۱۳۲۵ھ ہے گویا آج پورے اکانوے سال ہوئے ہیں اس دوران سینکڑوں مناظرے ہوئے اور ہزاروں کتابیں لکھی گئیں لیکن مشاہیر و اکابر دیوبند میں سے کسی کو اعلیٰ حضرت کے کسی شعر

پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آج ستر سال بعد دھماکہ کا گناہ مصنف اعلیٰ حضرت کے اشعار مبارک پر بزعم خود معترض ہوا ہے

ہوا مینڈ کی کوز کام اللہ اللہ

کہتے ہیں کہ ایک مصنف دھماکہ جیسے بزعم خود بہت بڑے ادیب و شاعر تھے۔ کسی نے ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کا مطلب پوچھا

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
تو اس نے جھٹ کر کہا خود کو اتنا بلند کرتا چلا جا کہ تقدیر کے اوپر جا اور وہاں پہنچ کر جب تجھے سردی لگنے لگے تو پھر
خدا خود تیرے سے پوچھے گا بتا تیری رضائی کہاں ہے؟ یہی حال مصنف دھماکہ کا ہے

ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ

اعلیٰ حضرت کا شعر ہو سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اس کو نا تو توئی کے چھوٹے بھائی
غلام احمد قادیانی کی احمدی مسجد کے زاہدوں کی شان میں نظر آتا ہے

آہ اس شوخ ستم گار سے جس کی آنکھیں
ذوق رکھتی ہیں ڈھٹائی کا بدل جانے کا

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اشعار مبارکہ پر تنقید و تبصرہ کے ابتدائیہ میں ”خدا تعالیٰ کے بارے میں“ کا عنوان جما کر مذہب اسلام یہ بتایا ہے اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور لا شریک ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ حادث ہے مخلوق ہے اور ممکن الوجود ہے اور واجب الوجود اور کوئی نہیں نہ ممکن الوجود سے بالاکوئی برزخی درجہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس میں بعض باتیں تو ایسی ہیں جن پر نہ تو کسی کا اعتراض ہے نہ انکار ہے لیکن بعض باتیں وہی خیال ہے اگرچہ مصنف دھماکہ نے ان کو کسی کی طرف منسوب نہیں کیا لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ بحوالہ کتب یہ بھی بیان کر دیا جاتا کہ کس نے کہا کہ خدا پر کسی کا رعب ہے، کس نے کہا خدا تعالیٰ نے اپنے اختیارات کسی مخلوق کو مستقل طور پر دے رکھے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے اپنی خدائی کا چارج کسی دے دیا ہے۔ یہ سب وہابیہ نہ چکر بازیاں ہیں کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کاش مصنف اپنا اور اپنے مخاطب کا عقیدہ بحوالہ کتب معتبرہ بیان کرتا اور پھر کوئی تبصرہ کرتا تو بھی کوئی بات تھی لیکن مصنف نے ایسا نہیں کیا اور فرضی باتوں سے اپنا جی بہلایا اس کے بعد چند اشعار کے اعتراضات کے جوابات ہیں۔

نہیں وہ میٹھی نگاہ خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما
غضب سے اُن کے خدا بچائے جلال باری عتاب میں ہے

شرح

محبوب خدا ﷺ میٹھی نگاہ والے نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جلوہ فرما ہے ہاں آپ کے غضب اور غصہ سے اللہ تعالیٰ بچائے کیونکہ غضب نبوی درحقیقت باری تعالیٰ کے جلال کا عتاب ہے۔
اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی صفت جمال و جلال کی حقیقت کا اظہار ہے وہ یہی کہ کسی پر شفقت فرماتے ہیں تو یوں عقیدہ رکھو کہ آپ کا میٹھا بول رحمت خداوندی جلوہ فرما ہے اگر کسی پر غصہ فرمائیں اور غضب میں آجائیں تو یقین کرو کہ جلال باری تعالیٰ عتاب میں ہے۔

ازالہ وہم

بعض سفہاء حضور اکرم ﷺ کے لئے صفات باری تعالیٰ بحیثیت مظہر بیان کئے جائیں تو انہیں شرک کا ہیضہ ہو جاتا ہے ممکن ہے اس شعر میں بھی کسی کی بد مذہبی رگ پھڑک اُٹھے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ مظہر جمال و جلال حضور ﷺ تو ہیں ہی۔ اس سے انکار کسی جاہل و سفیہ کو ہو گا اللہ تعالیٰ نے تو اپنے حبیب ﷺ کے صدقے آپ کے ادنیٰ امتیوں کے لئے کرم فرمایا ہے باپ کے لئے اولاد کو حکم ہے حدیث شریف میں ہے

رضی الرب فی رضی الاب و سخط الرب

اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رب تعالیٰ کا غضب باپ کے رنج اور غصہ میں ہے۔
آپ کی میٹھی نگاہ کے واقعات کا شمار کہاں ہاں غضب نبوی کی چند مثالیں روایات میں ہیں ان کا نمونہ حاضر ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں آجاتا ہے جب حضور گفتگو فرماتے تو وہ منہ ٹیڑھا کر کے آپ کی نقلیں کرتا۔ ایک دفعہ اس پر حضور اکرم ﷺ کی غضب کی نگاہ پڑ گئی تو فرمایا

کن کذلک ایسا ہو جا

پھر وہ تادم تازیست ایسے ہی منہ مارتا رہا جیسے نقل اتارتے وقت کیا تھا۔ (خصائص جلد ۱ صفحہ ۷۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا وہ مرتد ہو گیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا
ان الارض لا تقبلہ۔ (رواہ البخاری صفحہ ۵۳۵، مشکوٰۃ) اسے زمین قبول نہیں کرے گی

جب وہ مرا مشرکین نے اسے دفن کیا تو اسے زمین نے باہر پھینک دیا کئی دفعہ قبر کو گہرا کر کے دفن کیا گیا مگر وہ جب
بھی دفن کر کے واپس لوٹے قبر باہر پھینک دیتی۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا رہا
یہاں تک کہ اس کا جسم نیست و نابود ہو گیا مگر قبر یعنی زمین نے قبول نہ کیا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

سوال

حضور اکرم ﷺ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

جواب

یہ جملہ نہ غضب ہے نہ غصب کی علامت صرف ایک محاورہ عرب کے مطابق ہے جیسے اہل عرب ”قاتلہ اللہ“ وغیرہ
تو ایسے کلمات مبنی بر غضب نہیں بلکہ ایک طرح کی دعا ہوتی ہے جو دلیل بر لطف و کرم ہوتی ہے جس کی تفصیل فقیر نے اپنی
تصنیف ”الرفا ہیہ“ میں لکھ دی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ جملہ حضرت امیر معاویہ کے لئے رحمت ہی رحمت ثابت ہوا بلکہ
ہزاروں مراتب و کمالات کے حصول کا موجب۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ جملہ برائے امیر
معاویہ بددعا نہیں بلکہ دعا ہے۔ (تظہیر الجنان)

جب دعا ہے تو اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہر دعا مستجاب ہوتی ہے اور یقیناً یہ دعا بھی مستجاب
ہوئی۔

جب واضح ہو گیا کہ یہ کلمہ دعا بن کر نکلا اور پھر وہ اپنے معنی میں نہیں بلکہ اس سے دنیوی منفعتوں سے مالا مال ہونا
مراد ہے کیونکہ سیر ہو کر کھانا دنیا کی منفعتوں سے مالا مال ہونا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کا پیٹ بھرا ہوا ہے یعنی مالدار
ہے اور پیٹ بھر جانا ایک نعمت خداوندی ہے جسے چاہے عطاء فرمائے اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کی قبولیت کا یقین ہونا ہم
اہل سنت کے عقیدہ میں شامل ہے تو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گویا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیوی منفعتوں سے بھر پور فرمائے چنانچہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا پاک کا
ثمر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیوی منفعتوں سے وافر مال پایا اور ظاہر ہے کہ یہ منفعتیں ان کے لئے

رحمت ہی رحمت بنیں اور نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی۔

جلی جلی بُو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشقِ چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

شرح

جلی ہوئی بُو اس محبوب کریم ﷺ کے عشق سے پیدا ہوئی ہے اس لئے کہ یہ چشمِ کریم کے عشق کی سوزش سے نصیب ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ہرن کے کباب میں اتنا مزہ نہیں آیا جو مزہ دل کے کباب میں حاصل ہوا ہے۔

عشق کی چاشنی

یہ لذت وہ جانتا ہے جسے عشق کی چاشنی نصیب ہوئی۔ بے درد لوگ زاہد خشک تو اسے عبث بلکہ شرک کی نوبت تک پہنچا دیتے ہیں۔ عاشقانِ زار صرف اتنا کہہ سکتے ہیں

معذور دارمت کہ تو اور بقعشیدہ تو معذور ہے کہ تو نے عشق کی لذت چکھی ہی نہیں

آسیہ زوجہ فرعون کو لذتِ عشق کا نمونہ

مردی ہے کہ جب بی بی آسیہ مسلمان ہو گئی اور فرعون کو ان کے ایمان کا علم ہوا تو پہلے تو اسلام سے پھر جانے کا کہا جب آسیہ نے نہ مانا تو اس ظالم نے بی بی کے ہاتھ اور پاؤں پر میخیں ٹھونک دیں اس کے بعد گرم ریت پر دھوپ میں لٹایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ بی بی آسیہ پر اپنے پردوں سے سایہ کریں اس پر بی بی آسیہ کو بہشت میں اس کا گھر دکھایا جسے بی بی آسیہ دیکھ کر ہنسی۔ لوگوں نے کہا یہ بگلی ہے کہ اتنے شدید عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی ہنس رہی ہے۔

فائدہ

بی بی آسیہ کی ہمت دیکھئے کہ اس نے اتنا سخت عذاب دیکھا تب بھی کفر کی طرف مائل نہ ہوئی ایسے ہی نیک عورتوں کو ہونا چاہیے۔

کرامتِ آسیہ

جنابِ ضحاک نے فرمایا کہ فرعون نے بی بی آسیہ کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں گاڑ کر گرم ریت پر دھوپ میں لٹا کر نوکروں کو حکم فرمایا کہ چکی میں لوہے کی میخیں ڈال کر اوپر سے آسیہ پر گرایا جائے جب آسیہ نے فرعون کی یہ کاروائی دیکھی تو دعا مانگی

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ (پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۱۱)

اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا۔

اللہ تعالیٰ نے بی بی آسیہ کی دعا مستجاب فرمائی چنانچہ پتھر کے پہنچنے سے پہلے ہی بی بی کی روح پرواز کر گئی۔ روح کی

پرواز کے بعد پتھر بی بی پر پڑا جس کا اسے درد محسوس نہ ہوا۔ (روح البیان پارہ ۲۸، سورۃ التحریم)

عشق کا انعام

عشق میں درد الم شدید ہے تو انعام بھی وہ نصیب ہوتا ہے کہ جس پر جملہ رشک کناں ہوتا ہے تو اب ان پر انعام کا

حال بھی پڑھے۔

بہشت میں حضور اکرم ﷺ کی دعوت ولیمہ

حضرت ابواللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بہشت

میں دعوت ولیمہ ہوگی اور تمام اہل بہشت کو دعوت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان دونوں بیبیوں یعنی آسیہ و مریم کو حضور ﷺ

کے ساتھ بیاہے گا۔ (روح البیان)

نبی پاک ﷺ کا آسیہ پر لطف و کرم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

وفات کے وقت ان کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا اے خدیجہ تجھے سکرات کی تکلیف ہو رہی ہے لیکن اس میں تیرے

لئے ہزاروں فائدے ہیں اور یاد رکھو جب تم بہشت میں پہنچو تو میری طرف سے اپنی سہیلیوں کو سلام کہنا عرض کی یا رسول

اللہ ﷺ وہ کون ہیں آپ نے فرمایا وہ مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم اور حلیمہ اخت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت خدیجہ

الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی

بالرفاء والنبین۔ (روح البیان پارہ ۲۸، سورۃ التحریم آخری آیات)

یعنی آپ کو شادی مبارک اور خدا کرے معاشرہ احسن ہو۔

عشق بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عشق کے مزے جو سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوٹے باید و شاید۔ آپ کی ابتدائی زندگی کے حالات عشق

بہت مشہور ہیں۔ فقیر اویسی غفرلہ نے اسی شرح حدائق کے علاوہ ایک مستقل تصنیف ”مرآۃ الجمال فی احوال سیدنا بلال“

میں مفصل عرض کر دیئے ہیں یہاں آپ کی زندگی کے آخری لمحات کا حال ملاحظہ ہو۔

بلال کا وصال

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر علالت پر لیٹے ہوئے تھے چہرہ پر ضعف کے آثار اس بات کے شاہد تھے کہ آفتابِ عشق غروب ہونے والا ہے آپ کے پاس آپ کی زوجہ محترمہ بھی تشریف رکھتی تھیں۔ اپنے شوہر کو اس حالت میں دیکھ کر وہ بے قرار ہو گئیں آنکھوں میں آنسو اُڑ آئے۔ آخری لمحات میں حضرت بلال اور ان کی زوجہ کے مابین جو گفتگو ہوئی ملاحظہ فرمائیے۔

زوجہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جفت او دیدش بگفتا و احرب

حضرت بلال کی بیوی نے آپ کو دیکھ کر کہا ہائے افسوس

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پس بلالش گفت نے نے و اطرب

حضرت بلال نے فرمایا نہیں نہیں

صد مسرت

تو چہ دانی مرگ چہ عیش است و چہ نیست

تا کنوں اندر حرب بودم ز زیست

می گواہی داد بر گفتار او

تاب رو و چشم پر انوار او

میں تو اپنی زندگی کے باعث سخت الجھن میں مبتلا تھا تجھے کیا معلوم کہ موت کیا چیز ہے؟ اور موت میں کیا عیش ہے؟ آپ کے چہرہ کی تاب اور آنکھوں کی چمک آپ کی گفتگو پر گواہی دے رہی تھی۔

زوجہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گفت جفتش الفراق اے خوش خصال

آپ کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت الفراق

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گفت نے نے الوصال الوصال

آپ نے فرمایا نہیں نہیں جدائی نہیں وصل

زوجہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گفت جفت امشب غریبے می ردی از تبار و خویش غائب می شوی

آپ آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہیں آپ اپنوں سے دور غائب ہو رہے ہیں۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گفت نے نے بلکہ امشب جان من می رسد خوش از غریبی در وطن

نہیں نہیں جان من! بلکہ آج کی رات مسافر مسرور ہو کر اپنے وطن کی زمین پر روانہ ہو رہا ہے۔

زوجہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گفت آن رویت کجایم ما؟

یہ صورت اب ہم کہا دیکھیں گے۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گفت اندر خلوتِ خاصِ خدا

خدا کی خلوتِ خاص میں

زوجہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گفت ویران گشت این خانہ دریغ

افسوس کہ یہ گھر ویران ہو گیا۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گفت اندازمہ نگر منگر بمیغ

چاند کو دیکھو بادل سے نظر ہٹاؤ۔

اس قصہ کی مزید تفصیل فقیر کی شرحِ مثنوی المعروف صدائے نوحی کا مطالعہ فرمائیے۔

فوائد

(۱) عشق وہ دولت ہے کہ اس کے بالمقابل جملہ دولتیں ہیچ ہیں۔

(۲) مومن موت کو ایک پل سمجھتا ہے جس سے پار ہو کر وہ اپنے محبوب حقیقی کو جاملتا ہے۔

الموت جسریوصل الجسب الی الحبیب

موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

(۳) عشق جیسی لذت اور مزہ کسی شے میں نہیں۔ اسی لئے ایک شاعر نے لکھا ہے کہ

مزہ جو مرنے کا عاشق بیاں کبھی کرتے مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

انہیں کی بو مایہ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے

انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

دل لغات

مایہ، پونجی، مادیہ، سامان، ہر چیز کی بنیاد۔ سمن، چنبلی۔ چمن، سبز کیاری، چھوٹا سا باغ۔ گلشن، باغ، چمن۔

پھلواری۔ مہک، خوشبو۔ رنگت، بہار، رنگ، ڈھنگ۔

شرح

چنبلی کی خوشبو کا سر مایہ بھی حضور اکرم ﷺ سے ہے اور آپ کا جلوہ ہر چھوٹے بڑے باغ میں ہے آپ ہی سے

جملہ باغات مہک رہے ہیں آپ ہی کی رنگت گلاب کو نصیب ہے۔

تری جلو میں ہے ماہ طیبہ ہلال ہر مرگ و زندگی کا

حیات جاں کا رکاب میں ہے ممت اعدا کا ڈاب میں ہے

دل لغات

جلو (ٹڑکی بولی) لگام، باگ، زینت، ٹھاٹھ، ہمراہی۔ ماہ طیبہ، مدینہ کا چاند (ﷺ) ہلال، پہلی رات تا تیسری کا

چاند۔ مرگ، موت۔ رکاب، گھوڑے پر چڑھنے کا آہنی حلقہ، طباق۔ ممت، موت۔ ڈاب، ایک قسم کی لمبی گھاس،

مونچھ، کچانا ریل۔ اعداء، دشمن۔

شرح

اے مدینہ کے چاند حبیب کبریاء ﷺ موت و حیات آپ کے قبضہ میں ہے ہر ایک کی روح آپ کی سواری کے

رکاب میں اور ہر ایک دشمن کی موت آپ کے ہاتھ میں ہے۔

سیاہ لباسان دار دنیا و سبز پوشانِ عرشِ اعلیٰ
ہر اک ہے ان کے کرم کا پیاسا یہ فیض ان کی جناب میں ہے

حل لغات

سیاہ لباساں، سیاہ لباس والے۔ دار دنیا، دنیا کا گھر۔ سبز پوشاں، سبز لباس والے۔ جناب، حضور، قبلہ۔

شرح

دنیا میں اقامت پذیر ہوں یا عرشِ اعلیٰ کے باسی ہوں سب آپ کے لطف و کرم کے پیاسے ہیں یہ تمام ہمارے
قبلہ حضور اکرم ﷺ کا فیض ہے۔

وہ گل ہیں لبہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشنِ گلاب میں ہے

حل لغات

لبہا لب کی جمع ہونٹ مبارک، نازک، لطف۔ جھڑتے از جھڑنا وغیرہ۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے لبہائے نازک پھول سی نزاکت والے ہیں جب آپ گفتگو فرماتے ہیں تو آپ کے لب اطہر
سے ہزاروں پھول جھڑتے ہیں۔ بلبل نے ہزاروں گلزاروں کو دیکھا ہے ان سے پھول برآمد ہوتے ہیں لیکن ہمارے
آقا ﷺ کے لب اطہر ایک پھول ہے اس سے ہزاروں گلزار برآمد ہو رہے ہیں یہ انوکھا پن صرف اور صرف یہاں ہے
اور بس۔

جلی ہے سوزِ جگر سے جاں تک ہے طالبِ جلوۂ مبارک
دکھا دو وہ لب کہ آبِ حیوان کا لطف جن کے خطاب میں ہے

حل لغات

سوز، جلن، دکھ، رنج، غم، ملامت۔ جلوہ، کسی خاص طرز سے آپ کو ظاہر کرنا، سامنے آنا، رونق، نور وغیرہ۔ آب
حیوان، آبِ حیات ایک چشمہ جو بحرِ ظلمات میں سمجھا جاتا ہے مجازاً معشوق کے ہونٹ، معشوق کا منہ وغیرہ، چہرے کی
رونق، بادشاہوں کے پینے کا پانی، صاف ٹھنڈا میٹھا پانی۔ خطاب، گفتگو۔

شرح

سوزِ جگر سے جان تک چلی گئی طالب جلوہ مبارک ہوں وہ لب اطہر دکھا دو کہ جن کی گفتگو میں آبِ حیات جیسا لطف نصیب ہوتا ہے۔

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر میرے پیغمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

حل لغات

منکر نکیر، دو فرشتے جو قبر میں مردے سے سوال کریں گے۔ حامی، حمایتی، مددگار، معاون، نگہبان۔ یاور، مددگار، معاون، حمایتی۔

شرح

قبر میں سر پر منکر نکیر کھڑے ہیں اس وقت نہ کوئی حامی ہے نہ کوئی مددگار ہے اے میرے پیغمبر ﷺ تشریف لا کر مجھے ان کے جواب دینے کی تلقین فرمائیے کیونکہ ان کے جواب دینے میں سخت مشکل درپیش ہے۔
اس شعر میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر سنی کو ہمت بندھوائی ہے کہ قبر میں نکیرین کا آنا حق ہے لیکن حبیب خدا ﷺ اور کسی محبوب خدا یعنی ولی اللہ سے عقیدت مضبوط کر لو تو پھر ایسے مسلمان کے لئے معاملہ آسان ہے اس لئے ایسے عقیدہ والوں کی رہبری کے لئے نبی کریم ﷺ اور اولیاء اللہ کی مدد شامل ہوتی ہے۔ امام شعرانی میزان الکبریٰ میں لکھتے ہیں

ان ائمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون في مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع روحه وعند
سؤال منكر ونكير له وعند النشور والحشر والحساب والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم في
موقف من المواقف

بیشک تمام پیشوا علماء و اولیاء اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں جب ان کے پیروؤں کی روح نکلتی ہے جب نکیرین اس سے سوال کرتے ہیں جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے جب اس سے حساب لیا جاتا ہے جب اس کے عمل ملتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں وہ اس کی کسی جگہ اس سے بالکل غافل نہیں ہوتے۔
نیز یہی امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں

جميع الائمة المجتهدين يشفعون في اتباعهم ويلا حظونهم في شدائهم في الدنيا والبرزخ ويوم
القيمة حتى يجاوزوا الصراط. (الميزان الكبرى)

تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کی کرتے اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں
جب تک صراط سے پار نہ ہو جائیں۔

نیز اسی المیزان الکبریٰ میں ہے

واذا كان مشائخ الصوفية يلاحظون اتباعهم ومريدتهم في جميع الاحوال او لشدائد في الدنيا
والاخرة فكيف بائمة المذاهب

اور جب مشائخ صوفیہ (اولیاء) ہر ہول اور سختی کے وقت اپنے پیروؤں اور مریدوں کا دنیا و آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو
آئمہ مذہب کا کیا کہنا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

اور جب اولیاء مشائخ اور آئمہ مذہب کے لئے حق اور ثابت ہے تو پھر امام الانبیاء ﷺ کے لئے عرض کرنا بھی حق
اور ثابت ہے کہ عرض کیا جائے

بتا دو آ کر میرے پیغمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آ کر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

حل لغات

دفتر، کچھری کے کاغذات کی کتاب۔

شرح

اللہ صفت قہار میں غضب پر ہے ادھر ہماری غلط کاریوں کے دفتر کھلے پڑے ہیں اے شافع محشر ﷺ تشریف لا کر
بچائیے کہ آپ کا غلام عذاب میں ہے۔

شفاعت کے ابواب بھرے پڑے ہیں کسے انکار ہے کہ محشر میں نہ صرف حضور اکرم ﷺ بلکہ آپ کی امت کے
اولیاء علماء کے علاوہ عام نمازی وغیرہ بھی شفاعت کریں گے
حضرت امام شعرانی **مواقع الانوار القدسیہ** میں لکھتے ہیں

کل من کان متعلقاً بنبی او رسول او ولی فلاں بحضرة ویاخذ بیده فی الشدائد

جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کامل کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ ولی و نبی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔

اور امام الانبیاء ﷺ کی تو بات ہی کیا ہے کیا خوب فرمایا

جدھر خدا ہے ادھر نبی ہے جدھر نبی ہے ادھر خدا ہے خدائی بھی سب ادھر پھر گی جدھر وہ عالم مقام ہوگا
خدا کی مرضی ہے ان کی مرضی ان کی مرضی خدا کی مرضی انہی کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہی کی مرضی پہ کام ہوگا

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

دل لغات

اضطراب، گھبراہٹ، بے چینی۔

شرح

الحمد للہ ہمیں ایسا کریم نبی ﷺ عطا ہوا کہ جن کے ہر وقت سخاوت کے لئے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور ان کے لئے خزانے بھی بے بہا ہیں کہ ان کی عطا و سخا سے کوئی کمی نہیں آئیگی پھر اب اے مفلسو بتاؤ تمہارے دل کو گھبراہٹ کیوں؟
حضور اکرم ﷺ کے جو دو سخا پر اس شرح حدائق میں متعدد مقامات پر بحث آچکی ہے آپ کے لئے بے بہا خزانوں کے متعلق روایات بیہتی والو نعیم و حاکم وغیرہم میں ہے کہ ”اعطی المفاتیح“ تمام کنجیاں حضور اکرم ﷺ کو عطا ہوئیں۔ الامن والعلی شریف میں امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ کنجیاں دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں حضور اکرم ﷺ کو عطا ہوئیں۔ مطالع المسرات میں ہے

کل ما ظہر فی العالم فانما یعطیه سیدنا محمد ﷺ الذی بیدہ المفاتیح فلا ینخرج من الخزائن الا
لہیة شئی الا علی یدیہ ﷺ

جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ سیدنا محمد ﷺ ہی عطا فرماتے ہیں کہ انہی کے ہاتھ میں سب کنجیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھوں پر۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں کوئی اور مقرر
جو وہاں سے یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

شرح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں

هو خزائنة الله و هو موضع نفوذ الامر فلا ينفذ امر الا منه ولا ينقل خير الا عنه ﷺ

یعنی حضور اکرم ﷺ خزانہ رازِ الہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی امر نافذ نہیں ہوگا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے (ﷺ)

گنہ کی تاریکیاں ہم پہ چھائیں اُمنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

حل لغات

چھائیں از چھانا، گھرنا، غالب ہونا۔ اُمنڈا، اُمنڈنا کا حاصل مصدر اسم، بھر آنا، جمع ہونا، ابلنا۔ اضطراب، پریشانی۔ کالی گھٹائیں، نہایت سیاہ، کالے بادل۔ مہر، مہربانی، محبت، کرم۔

شرح

گنہ کی تاریکیاں غالب ہیں کالی گھٹائیں بھی جمع ہو کر ہمارے سر ہو گئیں ہیں اے اللہ کے آفتاب منور ﷺ مہربانی فرمائیے کہ آپ کا غلام ایک ذرہ کمتر بہت بڑی پریشانی میں ہے۔

کریم اپنے کرم کا صدقہ لیئم بے قدر کو نہ شرما
رضائے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

حل لغات

لیئم، ناکس۔ حساب، گنتی، شمار۔

شرح

اے کریم اپنے کرم کا صدقہ، کمتر اور بے کار غلام کو نہ شرما لیئے رضا (احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے حساب لینا بھلا رضا (احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بھی کسی شمار اور گنتی میں ہے۔

نعت ۷۰

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دل بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے

دل لغات

گھٹا، سیاہ، بادل، سیکھ، گھن۔ کالی، سیاہ، ایک دیوی کا نام۔ بیکسی، عاجز، غریب۔ آفت، دکھ تکلیف، مصیبت
وغیرہ۔ آقا (ترکی) صاحب افسر، مالک۔ والی، آقا، وارث، دوست، مددگار۔

شرح

مانا کہ شب قبر اور حشر نہایت سخت اور اندھیری ہے اور ہمارے گناہوں کی گھٹا بھی اس سے بڑھ کر ہے لیکن میرا
عقیدہ ہے کہ میرے دل بیکس کا ایسی آفت اور بلا میں تو صرف آپ ہی میرے آقا و مولیٰ اور حامی و مددگار ہیں (ﷺ)

نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی امت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

دل لغات

مایوس، ناامید۔ صدا، گند کی آواز، آہٹ، فقیر کی آواز یہی مراد ہے۔ گورِ غریباں، مسافروں اور غریبوں کا
قبرستان، عاشقاں صداقت شعار کا مزار۔

شرح

ناامید نہ ہواے سنی بھائی غریبوں و مسافروں کے گورستان سے آواز آرہی ہے یعنی عاصیانِ امت پکار رہے ہیں
کہ گھبراؤ نہیں اس امت کا حامی نبی شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ہے ﷺ اور اللہ اپنے بندوں کا مالک ہے وہ رحیم و کریم
ہے اسی لئے امید کرو یقین رکھو تم کو بالآخر نجات نصیب ہوگی۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

دل لغات

چاندنی، چاند کی روشنی۔ پاکھ (ہندی) حصہ، پندرہ دن کی مدت۔ اجالی، اجالا کی مونٹ، روشنی، چاندنا، چاندنی

(روشنی)

شرح

اے غافل مسافر اترتے چاند یعنی ابھرتی جوانی میں یا پھر ڈھلتی چاندنی یعنی جوانی کے انتہائی اور بڑھاپے کی آمد پر کچھ نیک اعمال کرنے ہیں تو کر لے ورنہ جب اندھیرا پا کھ (پندرہ دن) کے بعد چاند کی روشنی کا چھپ جانا یعنی بڑھاپا آیا تو پھر کچھ نہ ہو سکے گا چاند کی چاندنی کے صرف دو دن چند دن ہیں یعنی جوانی کا جوش لمحوں بھر ہے پھر وہی ضعیفی و نقاہت اسی کو کسی نے کہا

چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات ہے

ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آگئی سر پر
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لا ابالی ہے

حل لغات

ارے، حرفِ ندا، اے فلاں۔ بھیڑیوں، بھیڑیے کی جمع، کتے کی قسم کا ایک مشہور درندہ جسے عربی میں ذئب کہتے ہیں۔ بن، جنگل بیابان۔ ہائے، افسوس۔ لا ابالی، غافل، بے پرواہ، آزاد۔

شرح

ارے غافل جہاں تو سو رہا ہے یہاں تو بھیڑیوں کا جنگل ہے یہاں تو موزی درند پھاڑ کھانے والوں کا بسیرہ ہے دن تو جیسے گزر گیا اور پر تیرے سر پر شام آگئی۔ اندھیری رات ہے سوچ تو سہی اے غافل مسافر تو کہاں سویا ہے یا ر بڑا بے پرواہ اور پر لے درجے کا غافل ہے۔

اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

حل لغات

گھیرا، منڈ آیا۔ گھٹتا (حاصل) مصدر از گھٹنا، سانس رکھنا۔ اکتاتا از اکتانا، بیزار ہونا، تنگ ہونا۔ ساعت، گھڑی۔

شرح

اندھیرا اچھا جائیگا جان اکیلی تنہا ہوگی، کوئی ساتھی اور رفیق نہیں ہوگا، دل گھٹ رہا ہوگا، اے پیارے اللہ تعالیٰ کو

یاد کرا بھی وہ وقت آنے والا جس کا ذکر میں نے تجھے مصرعہ اولیٰ میں سنایا ہے۔

اس غزل کے اکثر اشعار مبنی بر پند و نصیحت ہیں اس شعر میں قبر و حشر کی سختیوں سے محفوظ رہنے کا نسخہ بھی بتا دیا ہے
یعنی ذکر الہی کی کثرت۔

مصرعہ اولیٰ میں قبر و حشر کا منظر کا بیان ہے دوسرے مصرعہ میں ان سختیوں سے محفوظ رہنے کا علاج۔

زمین تپتی کیلی راہ بھاری بوجھ گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے

دل لغات

کیلی، کیلا کی مؤنث دل میں رہنے والا، دلیر با، تیز۔ گھائل، زخمی، عشق کا مارا۔ والی، مالک۔

شرح

زمین سخت گرم ہوگی راہ سخت سے سخت تر جاں کھانے والا ہے اور گناہوں کا بوجھ سر پر اور پاؤں میں زخم اور
چھالے ان مصائب سے درکنار ہونے والو اب سے سمجھ لو کہ ایسی مشکلات میں تیرا اللہ ہی مالک ہے اس کے سوا تیرا کون
ہے فلہذا اے بندہ خدا اللہ کی یاد میں زندگی بسر کرا سی میں تیری بھلائی ہے۔

نہ چونکا دن ہی ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوٹی
ارے او جانے والے نیند یہ کب کی نکالی ہے

دل لغات

نہ چونکا ہوتے ہوتے، نہ جاگ اُٹھا۔ کھوٹی، کھوٹ کی طرف منسوب، عیب، قصور، نقصان، شرارت، فریب۔
ارے، اے۔ او حرف ندا کم رتبہ والے آدمی کو بلانے کی آواز۔

شرح

اے غافل تو سوتے سوتے نہ جاگا دن تو ڈھلنے پر ہے اب تو تو سو رہا ہے تیری منزل دور سفر طویل ہے تیری غفلت
سے سخت کمی آگئی منزل تک کیسے اور کب پہنچو گے ارے او جانے والے مسافر تو نے یہ نیند کہاں اور کب سے نکال لی ہے
اسے چھوڑ اور منزل طے کرنے کی سوچ ورنہ پچھتاؤ گے بلکہ خوف کے آنسو بہاؤ گے۔

رضا منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

حل لغات

یاں، یہاں کا مخفف اس جگہ، اس موقع پر۔

شرح

اے رضا (احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) منزل سخت کڑی سہی وہ نہ صرف ایک کے لئے بلکہ سب کو پیش آئیگی تم اس کی سختی کو روتے ہو اور اس سے ڈر رہے ہو لیکن یہ بتاؤ کہ جس آقا ﷺ کے غلام ہو کیا لطف و کرم سے ان کا ہاتھ خالی ہے جب تمہارا عقیدہ ہی پختہ ہے کہ وہ کریم ﷺ کے ہاتھ خالی نہیں تو پھر پریشانی کیوں وہ خود ہی تمام دکھ درد ٹال دیں گے۔

نعت شریف ۷۱

گنہگاروں کو ہاتھ سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے

حل لغات

ہاتھ، آواز دینے والا، غیبی آواز، فرشتہ۔ نوید، خوشخبری، بشارت۔ مآلی میں یا مصدر یہ ہے، مال انجام، مقصد۔
سا، مانند، جیسا، مثل۔ والی، آقا، وارث، دوست، مددگار۔

شرح

گنہگاروں کو نیک انجامی کی غیبی فرشتہ خوشخبری سنارہا ہے کہ گنہگارو مبارک ہو کہ تمہاری شفاعت کے لئے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ جیسا آقا ہے کہ جن کی پیدائش لے کر وصال پھر مزار تا حال بلکہ الی یوم الحساب تمہاری فکر ہے کہ جب تک تمہیں بخشوانہ لیں وہ جنت میں قدم نہ رکھیں گے اُدھر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جب تک حضور اکرم ﷺ جنت میں نہ جائیں گے بہشت کے دروازے بند ہوں گے آپ ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوائیں گے۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا اول من تنشق عنه الارض فاكسى الحلة من حلال الجنة ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من
الخلائق يقوم ذلك المقام غيرى

میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لاؤں گا پھر مجھے جنت کے جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا میں عرش کی
دوئی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق الہی میں کسی کو بار نہ ہوگا۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، جیبیر بن معتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا الحاشر الذى يحشر الناس على قدمي

میں ہی حاشر ہوں تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے یعنی روزِ محشر

امام احمد، سند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا امت کا انتظار کرتا

رہوں گا کہ پلصراط پر گزر جائے اتنے میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آکر عرض کریں گے اے محمد یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس

التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق فرمادے کہ

لوگ بڑی سختی میں ہیں پسینہ لگام کی مانند ہو گیا ہے (حدیث میں فرمایا مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے

گی) حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے اے عیسیٰ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں پھر حضور زریع عرش جا کر کھڑے

ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو کسی مقرب فرشتہ کو نہ ملانہ کسی نبی مرسل نے پایا۔

مسند احمد صحیح مسلم میں انہیں سے مروی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اتى باب الجنة يوم القيمة فاستفتح فيقول الخازن من انت فاقول محمد فيقول بك امرت ان لا

افتتح لا احد قبلك

میں روزِ قیامت درجنت پر تشریف لا کر کھلو آؤں گا داروغہ عرض کرے گا کون ہے میں فرماؤں گا محمد ﷺ عرض کریگا مجھے

حضور ہی کے واسطے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

طبرانی کی روایت میں ہے داروغہ قیام کر کے عرض کرے گا

لا افتتح لا احد قبلك ولا اقوم لا احد بعدك

نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لئے کھولوں نہ حضور کے بعد کسی کے لئے قیام کروں۔

اور یہ دوسری خصوصیت ہے حضور اکرم ﷺ کے لئے۔

قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جوان کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

حل لغات

قضا (عربی) خدا تعالیٰ کا حکم، انجام، نتیجہ، پیدائش، بیان، قسمت، بھاگ، وہ عبادت جس کا وقت گزر گیا ہو، موت، کال، یہاں موت مراد ہے۔ والی (عربی، مذکر) آقا، وارث و دوست، مددگار یہی معنی مراد ہے۔ دوسرا ولی، والا کی تانیث۔

شرح

موت حق ہے لیکن اس شوق کا اللہ مالک ہے جو محبوب کریم ﷺ کے حکم پر اللہ کی راہ میں قربان ہو وہی درحقیقت جان اللہ والی ہے کیونکہ جان اسی کی عطا کردہ ہے اگر اسی کی راہ میں شہید ہو تو وہی اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہو درحقیقت حقیقی جان وہی ہے۔

صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ مجاہدات میں نفس کو مصروف رکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے کا دوسرا نام ہے اور مجاہدات وہی جو اتباع رسول ﷺ کی اتباع میں ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول خاتم النبیین نہ صرف چراغ بن کر آئے کہ اس سے دنیا کا ایک خطہ یا ایک کونہ روشن ہو بلکہ وہ آفتاب جہاں تاب بن کر تشریف لائے جس سے تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ کی رفعتوں تک تمام کائنات جگمگا اٹھی، دنیائے جہاں کا گوشہ گوشہ آپ کے نور جہاں تاب سے مچلی و منور اور روشن ہو گیا۔ جملہ موجودات و مخلوقات آپ کے عالم گیر اور ہمہ گیر روشنی سے روشن ہے آپ کے وجود باوجود اور آپ کی ہستی جو باعث ایجادِ عالم ہے دنیا میں حجت اور برہان اور دلیل بن کر آئی۔ آپ کی ہمہ گیر اور عام رحمت سے نہ صرف ایمان دار متبع اور فیضاب ہوئے بلکہ اس سے کفار بھی محروم و بے نصیب نہ رہے۔

آپ نے اپنے علم سے جس کی وسعت و پہنائی بجز رب جلیل کے کوئی نہیں جانتا نوعِ انساں کو ہر وہ چیز سکھا دی جس سے انسان اوصافِ انسانیت سے متصف ہو کر اپنے اشرف المخلوقات ہونے کی مثال اور نمونہ بن جائے۔

آپ نے ساری عمر بنی آدم کی ہدایت میں گزاری آپ نے انسانی زندگی کا اس کے ہر شعبہ اور نوع میں کامل اور اکمل سبق دیا جس سے انسان اپنی زندگی کی جملہ سعادات اور فلاح و بہبود اور کامرانی سے ہمکنار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رب تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کو اپنی اطاعت کے ساتھ سب ایمانداروں اور مسلمانوں پر

فرض کیا۔ اس لئے کہ آپ کی غلامی اور اتباع میں دین و دنیا کی فلاح و بہبود مضمر ہیں یہی ایک آئین بلکہ آئین کا امام اور گُر ہے کہ دنیا میں مسلمان اس حیثیت سے کہ اس نے اسلام کو قبول کیا ہے اس کا کوئی عمل اس کا کوئی قدم اس کا کوئی قول حضور اکرم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور سنت کے خلاف نہ ہو۔ آپ کی سنت کی اتباع اور کامل فرمانبرداری کا نہ صرف عوام اور غریبوں مسکینوں کو حکم ہے بلکہ سلاطین و شاہانِ زمانہ پر بھی بشرط اسلام آپ کی اتباع لازم ہے۔

بادشاہوں پر بھی اتباعِ رسول لازم ہے

بلکہ اتباعِ رسول کا لزوم و وجوب امت کے اکابر اور ان کے بادشاہوں اور امیروں اور وزیروں اور سفیروں پر اشد اور بہت اہم ہے اس لئے قوم کے بزرگ معاشرہ میں وہ مقام رکھتے ہیں جو دل کو جسم اور اس کے اعضاء میں حاصل ہے اگر دل اچھا ہوگا تو تمام اعضاء اچھے۔

روح اللہ کے کاموں اور عالم امر سے ہے

اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہیں ہوئی عالم خلق جدا ہے عالم امر جدا ہے۔ جس چیز میں ناپ اور مقدار اور کمیت راہ پائے اس کو عالم خلق کہتے ہیں کیونکہ لغت میں خلق کے معنی اندازہ کرنے کے ہیں اور آدمی کے دل کے لئے اندازہ نہیں اگر تقسیم کے قابل ہوتا تو اس میں ایک طرف کسی چیز کا دل اور دوسری طرف اس چیز کا علم ہونا پایا جاتا اور ایک ہی وقت میں وہ اس کا عالم بھی ہوتا اور جاہل بھی اور یہ باتیں محال ہیں اور روح باوجودیکہ قابل تقسیم نہیں اور مقدار کو اس میں دخل نہیں مگر مخلوق ہے اور پیدا کی گئی ہے جیسا کہ خلق اندازہ کرنے کو کہتے ہیں ویسا ہی پیدا کرنے کو کہتے ہیں تو اس معنی میں روح عالم خلق سے ہے اور دوسرے معنی میں عالم امر سے ہے عالم خلق سے نہیں اس واسطے عالم امر ان چیزوں سے عبارت ہے جس میں ناپ اور اندازہ کو دخل نہیں جو لوگ روح کو قدیم سمجھے اور جنہوں نے روح کو عرض کہا غلط کہا کیونکہ عرض خود قائم نہیں دوسرے کا تابع ہوتا ہے اور جان آدمی کی اصل ہے اور بدن اس کا تابع ہے تو روح کیونکر عرض ہوئی اور جنہوں نے روح کو جسم کہا ہے ان کو بھی دھوکا ہوا ہے کیونکہ جسم ٹکڑے ہو سکتا ہے لیکن روح ٹکڑے نہیں ہو سکتی ہے۔

ایک اور چیز ہے دل اس کو بھی روح کہتے ہیں وہ ٹکڑے بھی ہو سکتی ہے اور وہ جانوروں کے بھی ہوتی ہے لیکن جس روح کو ہم دل کہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی معرفت کا محل ہے جانوروں کے واسطے وہ روح نہیں ہوتی وہ نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ فرشتوں کے گوہر جنس سے ایک جوہر ہے اس کی حقیقت کا جاننا دشوار ہے اور اس کی تفصیل کرنے کی اجازت نہیں اور دین کی راہ میں چلنے میں پہلے اس کو پہچاننے کی ضرورت نہیں کیونکہ پہلے دین کی راہ میں محنت اور ریاضت چاہیے جب کوئی

شخص کما حقہ ریاضت کرے گا تو یہ پہچان اس کو خود بخود حاصل ہو جائے گی اور یہ معرفت منجملہ اس ہدایت کے ہے جو اس آیت میں حق تعالیٰ نے فرمائی ہے

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ (پارہ ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ۶۹)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

اور جس نے پوری ریاضت نہیں کی اسے روح کی حقیقت کہنا درست نہیں لیکن مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے دل کے لشکر کو جاننا چاہیے جو لشکر کو نہیں جانے گا جہاد کیسے کرے گا۔

ترا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر تیرے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

دل لغات

گلبن، بالضم و حروف سوم باء موحده مضموم ہے، درخت گل سرخ و نفتح باء موحده خواندن خطاست، غیاث بنابا لکسر بمعنی بنیاد۔

شرح

شعر ایمان افروز، حقیقت آمیز اور فن شاعری کا ایک شاہکار ہے۔ دونوں مصرعوں میں لفظ ”ڈالی“ اہل ایمان کے لئے مصری کی ڈلی ہے۔ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ کا سراپا شریف گویا ”رحمت کی ڈالی“ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کی بناء اسی وجود با خود سے ڈالی ہے۔ ساری کائنات پر اللہ کی جو رحمت نظر آتی ہے وہ اسی ذاتِ بابرکات کا صدقہ ہے اور یہی وہ ذاتِ بابرکات کا صدقہ ہے اور یہی وہ ذاتِ پاک ہے جو دونوں جہانوں کے لئے مجسم رحمت ہے۔

خدا تعالیٰ رب العالمین ہے اور اس کا رسول (ﷺ) رحمۃ للعالمین ہے۔ ربو بیت کے اظہار کے لئے رحمت کا ہونا ضروری ہے ماں کے سینے میں بچے کے لئے اگر رحمت موجود نہ ہو تو ماں کبھی اپنے بچے کی پرورش نہ کرے۔ اسی لئے بچے کی ماں کے سینے میں اپنے ہونے والے بچے کے لئے بے پناہ محبت و رحمت پیدا کر دی جاتی ہے تاکہ ماں کی صفیت ربو بیت کا اظہار ہو سکے۔

بلا تشبیہ خدا تعالیٰ نے اپنی صفت رب العالمین کے اظہار کے لئے سب سے پہلے رحمۃ للعالمین ﷺ کا پیدا فرمایا یہ رحمت پیدا ہوئی تو خدا کی ربو بیت کا بھی اظہار ہونے لگا اور یہ حقیقت ہے کہ اگر رحمت عالم پیدا نہ ہوتے تو خدا کسی چیز

کی بھی ربو بیت نہ فرماتا اور نہ کوئی چیز موجود ہوتی۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

یہ شعر ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ کی تفسیر ہے یہ صفت اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے محبوب پاک ﷺ

کو عطا فرمائی یہ درجہ کسی کو عطا نہ ہوا اور نہ ہونے کا امکان ہے۔

شعر ہذا کے مصرعہ ثانی کی وضاحت یوں ہوگی رب کی صفت ہے رب العلمین اور حضور اکرم ﷺ کی صفت رحمتہ

للعالمین یعنی جو خدا پاک رب ہے اس کے لئے حضور اکرم ﷺ رحمت ہیں بلکہ یوں کہو کہ ربو بیت جس کسی کو فیض پہنچا وہ

رحمت مصطفیٰ کے صدقے سے۔ (ﷺ)

مزید سنئے عالم کہتے ہیں اللہ کے ماسویٰ کو۔ اب اس میں بہت سی قسمیں ہیں عالم امکان، عالم امر، عالم انوار،

عالم اجسام، عالم ملائکہ وغیرہ پھر عالم اجسام میں عالم انسان، عالم حیوانات، عالم نباتات، عالم جمادات۔ اس العلمین

کے کلمے سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ہر عالم کے لئے رحمت ہیں ملائکہ کے لئے بھی اور جانوروں کے لئے بھی،

کافروں کے لئے بھی، مسلمانوں کے لئے بھی۔

روح البیان نے اسی آیت کے ماتحت ایک حدیث نقل فرمائی کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ

السلام سے پوچھا کہ اے جبریل ہم تو رحمتہ للعالمین ہیں اور تم بھی عالم میں ہو بتاؤ تم کو ہم سے کیا رحمت ملی؟ عرض کیا

یا حبیب اللہ اب تک مجھے اپنے انجام کار کی خبر نہ تھی خراب ہو یا اچھا (آخر ایلیس کا انجام حضرت جبریل دیکھ ہی چکے تھے) لیکن آپ

کی وجہ سے مجھ کو امن مل گیا اور مجھے اطمینان ہو گیا کیونکہ رب نے میرے بارے میں قرآن میں فرمایا

ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٌ ثُمَّ أَمِينٌ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الکویر، آیت ۲۰، ۲۱)

جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے۔

پھر انبیاء و مرسلین ملائکہ مقررین کو بھی حضور سے رحمت ملی، کفار کو بھی ہر طرح سے رحمت ملی۔ حضور ﷺ سے پہلے

دنیا میں عذاب الہی آتے تھے اب وہ بند ہوئے، دنیا میں گناہوں پر رسوائی ہوئی تھی موقوف ہوئی، قیامت میں بھی مقام

محشر سے نجات دلانا اور حساب شروع کرانا حضور ہی کے دم سے ہوگا۔ ابولہب کو دو شنبہ کے دن عذاب میں کمی ہوئی حضور

کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے۔

تمہاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خم گردنِ ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے

حل لغات

ٹپکتی ہے، از ٹپکنا، قطرہ قطرہ گرنا، رسنا۔ خم (فارسی) ٹیڑھ، جھکاؤ، کجی پچھ۔

شرح

اے حبیبِ خدا ﷺ آپ کی شرم و حیا معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کا جلال کی بڑی شان ہے کہ آپ جیسا بڑی عظمت والا محبوب بھی اس کے سامنے سر جھکائے ہے۔ ہلالِ آسمان کی گردن خم ہے تو بھی اس ذوالجلال کے جلال سے اس لئے کہ آپ اس ذات بے نیاز قریب تر اور حبیبِ لبیب ہیں جب آپ اس کے جلال سے خوفزدہ ہو کر شرم و حیا سے آنکھیں نیچے رکھتے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ذات ذوالجلال والا کرام ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض **شفاء شریف** میں لکھتے ہیں کہ شرم و حیا وہ ایک ایسی رقت ہے جو انسان کے چہرے پر اس وقت نمودار ہوتی ہے جب وہ کسی مکروہ عمل کو دیکھے یا ایسے کام کو دیکھے جس کا نہ کرنا بہتر ہو۔ اعضاءِ چشم پوشی یہ ایک وہ صفت ہے جب انسان کسی ایسی چیز کو دیکھے جس کو اپنی طبیعت سے بُرا جانتا ہو پھر اسی سے منہ پھیرے تو اس میں بھی حضور ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حیا فرمانے والے اور اس سے بڑھ کر غرض بصر یعنی چشم پوشی کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّ ذَلِكَ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۳)

بیشک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے۔

حدیث شریف

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالا سند مروی کہ رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری سے زیادہ حیا والے تھے جب حضور اکرم ﷺ کسی چیز سے کراہت فرماتے تو ہم حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور سے پہچان جاتے۔ حضور اکرم ﷺ کا چہرہ لطیف تھا ظاہری جلد باریک تھی آپ حیا کی وجہ سے جس بات کو مکروہ سمجھتے اس سے رو برو (بالشافہ) کلام نہ کرتے۔ یہ آپ کی شریف النفسی تھی۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ نبی کریم ﷺ کو جب کسی کی طرف سے کوئی ناگوار

اطلاع ملتی تو آپ یہ نہ فرماتے کہ فلاں کا کیا حال ہے وہ ایسا کہتا ہے بلکہ آپ یہ فرماتے فلاں قوم کیا کرتی ہے یا فلاں قوم کیا کہتی ہے۔ اس سے ان کو باز رہنے کی تلقین فرماتے اور ایسا کرنے والے کا نام نہ لیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی بارگاہ میں اس طرح حاضر ہوا آپ نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور آپ کی موجودگی میں ناگوار بات کی نسبت کلام نہ فرماتے تھے پس جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا تم اس سے کہہ دیتے کہ اس کو دھوڈالو اور ایک روایت میں یہ ہے کہ تم کہہ دیتے کہ اس کو اتار دے (تو وہ اتار دیتا)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ فحش گو تھے نہ عمداً فحش بات کہتے اور نہ بازاروں میں چلا چلا کر باتیں کرتے اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے لیکن اس کو معاف کر دیتے درگزر فرماتے۔

بروایت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ تو رات میں ایسا ہی مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ حیاء کی وجہ سے کسی کے چہرہ پر نظر جما کر باتیں نہیں کرتے تھے اور آپ کسی مکروہ بات کو کنایہ فرما دیتے تھے۔

زہے خود گم جو گم ہونے پہ یہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جب تک کہ پاتا ہے جہی تک ہاتھ خالی ہے

شرح

واہ رے اے خوش قسمت کہ تو نے خود کو فنا فی الرسول بنا دیا لیکن خیال رہے کہ فنایت کے بعد اس تلاش میں ہو کہ اس سے اسے کیا حاصل ہوا تو یہ خام خیالی ہے اس لئے کہ جب تک ابھی اپنے خیال میں ہے یا کیا حاصل کے تصور میں ہے تو پھر سمجھو ابھی ہاتھ خالی ہو جب تک پوری اور کامل و مکمل فنا نہیں پاؤ گے جب تک لا حاصل ہے کمال اسی میں ہے کہ فنا ہی فنا ہو پھر بقا ہی بقا ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا

عوئی قطبی رتبہ پایو، تھیوں شیوخ لقب، تانوی کیا تھی پیا

تھی تابع خلقت سب، ہئی گم تھیوں مطلب، تانوی کیا تھی پیا

غوئی قطبی مرتبہ حاصل کر لیا اگرچہ شیوخ لقب پایا تمام مخلوق تابع ہو گئی کیا ہوا کچھ نہیں بس گم ہونا مطلب ہی ہے یہ نصیب ہو گیا تو سب کچھ حاصل ہو گیا۔

صوفیہ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مقام فنا اتباعِ مصطفیٰ ﷺ پر موقوف ہے انسان آپ کی اتباع کسی ایک عمل

صالح پر ایسی پابندی کرے کہ استقامت کا پہاڑ سمجھا جائے یہاں تک کہ جملہ حالات بدل جائیں لیکن وہ بالکل نہ بدلے
اسی لئے بزرگوں کا فرمان ہے ”**الاستقامۃ خیر من الکرامۃ**“ استقامت سے بہتر و برتر ہے۔ یہ مضمون خاصہ
طویل ہے پیر کامل نصیب ہو یا پھر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف کیمیائے سعادت کا مطالعہ کیا جائے۔ فقیر یہاں
پر ایک خاتون کا واقعہ بطور نمونہ عرض کرتا ہے۔

حضرت ابوالحسن سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا۔ طواف کے دوران میری نظر ایک
ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرے کا حسن (بوجہ نور ایمان) چمک رہا تھا میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے
آج تک نہیں دیکھی غالباً یہ اس کے چہرے کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی غم نہیں پہنچا۔

اس نے میری یہ بات سن لی کہنے لگی تم نے یہ کیا کہا واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں اور
آفتوں سے زخمی ہے دوسرا کوئی میرے غموں میں شریک بھی نہیں رہا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟

کہنے لگی میرے خاوند نے عید الاضحیٰ کے روز قربانی کی ایک بکری ذبح کی میرے دو بچے کھیل رہے تھے ایک دودھ
پیتا میری گود میں تھا میں گوشت پکانے کے لئے اُٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے بڑے نے کہا کہ کیا میں تجھے بتاؤں کہ ابا
نے بکری کس طرح ذبح کی اس نے کہا بتاؤ اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا پھر چھوٹے کو مردہ دیکھ
کر وہ ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں ایک بھیڑیے نے اس کو کھالیا۔ باپ اس کی تلاش میں نکلا اور
ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت اور تھکان سے مر گیا میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازے تک گئی کہ خاوند کا کچھ
پیتے کسی سے ملے تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولہے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی اس کو بچے نے جو
ہلا یا وہ اُلٹ کر اس پر گر گئی جس سے بچے کا بدن جل گیا اور وہ بھی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ میرا ایک بڑی شادی شدہ لڑکی اپنے
خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ سن کر بیہوش ہو گئی اور اسی حالت میں جاں بحق ہو گئی ان سب
کے درمیان مقدر نے مجھے اکیلی چھوڑ دیا۔ میں نے پوچھا کہ ان دلخراش مصیبتوں پر تجھے صبر کیسے آیا؟

وہ کہنے لگی جو صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان یوں بعید پائے گا صبر کا انجام محمود ہے
اور بے صبری پر نہ کوئی اجر ملتا ہے اور نہ اس کا کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اس خاتون کے صبر سے مجھے سبق ملا کہ اس خاتون کے اس نیک عمل سے اسے ولایت سے نوازا گیا ہے۔

فائدہ

یہ ایک حکایت محض سمجھانے کے لئے عرض کی گئی ہے تاکہ یقین ہو کہ سنت مصطفویہ علی صاحبہا السلام پر استقامت و اسقامت کا نام ولایت ہے اور بس۔

میں اک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگ در کا
تری سرکار والا ہے تیرا دربار عالی ہے

حل لغات

وقع (عربی) عزت، اعتبار۔ بے وقعت بمعنی عزت اور بے اعتبار یعنی لاشی۔ والا (فارسی) بلند اونچا۔

شرح

میں ایک محتاج لاشی گدا آپ کے دروازہ کا سگ ہوں آپ کی سرکار بلند و بالا ہے اور آپ کا دربار بھی بہت اونچا ہے۔

اہل سنت خوش قسمت

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس شعر میں اسی عقیدت کا اظہار فرمایا جو آپ کو اور تمام اہل سنت کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وراثت سے نصیب ہوا کہ الحمد للہ ہم محتاج و فقیر اور گدائے مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ کے در اقدس کا خود کو سگ کہلانا فخر سمجھتے ہیں اس لئے کہ حضور سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کی وجہ سے بڑی سرکار اور اسی عالی مرتبہ کی وجہ سے آپ کا دربار عالی و متعالیٰ ہے۔ اس دربار سے ہی جو کچھ ملتا ہے جسے ملتا ہے ہزاروں دلیلوں میں سے ایک حاضر ہے۔

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک خدمت کا صلہ جنت

حضور اکرم ﷺ حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ دونوں شہزادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھوکے روتے بلکتے تھے آپ نے فرمایا کون ہے جو ہماری خدمت میں حاضر کرے اس پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیس اور دو روٹیاں کہ ان کے درمیان میں روغن تھا مے آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا
کفاک اللہ امر دیناک واما امر اخراتک فانا لها ضامن (مسند الفردوس)
اللہ تعالیٰ دنیا کے تیرے کام درست فرمادے اور تیری آخرت کا میں ذمہ دار ہوں۔

اہل ایمان متوجہ ہوں

سیدنا عبدالرحمن عشرہ مبشرہ میں سے ہیں انہیں بہشت کی تو پہلے ہی نوید سعید نصیب ہو چکی لیکن حضور اکرم ﷺ اب اسے دوبارہ ضمانت دے رہے ہیں اس لئے کہ امت کو یقین ہو کہ ضمانت وہی دیتا ہے جس کے ہاتھ میں کچھ ہو خالی ہاتھ خاک ضمانت دے گا۔ میں ایک مسکین فرد کسی بی اے پاس تعلیم یافتہ کو ملازمت کا جھانسنے دوں تو لوگ مذاق اڑائے گے اگر کوئی صاحب عہدہ اور وزرات عظمیٰ پر فائق ہو وہ صرف زبان سے کہہ دے تب بھی عوام کو یقین محکم ہو جائے گا کہ اسے ملازمت مل گئی۔ بلا تمثیل یونہی سمجھئے کہ سرکار کائنات ﷺ نے جنت کی نوید سنائی تو جنت جیتے جی مل ہی گئی۔

تیری بخشش پسندی عذر جوتی توبہ خواہی سے
عموم بیگناہی جرم شان لا ابالی ہے

حل لغات

بخشش پسندی، بخشش کو پسند فرمانا۔ عذر جوتی، اظہارِ معذرت۔ توبہ خواہی، توبہ کا سوال۔ عموم، عام۔ بیگناہی جرم، جرم کو بیگناہ قرار دینا۔ لا ابالی، بے پرواہ۔

شرح

اے الہ العالمین ترا بخشش کا پسند کرنا کہ بندوں کے بہت بڑے جرائم معاف کر دیتا ہے اور معمولی سے عذر و معذرت کو قبول فرما لینا اور توبہ سے بندے سے حساب نہ لینا بلکہ حکم فرمانا کہ توبہ نے اس کے پچھلے تمام گناہ مٹا کر رکھ دیئے میرا یہ عام قانون کہ جرائم کے باوجود بندہ کی بے گناہی قرار دیتا ہے۔ تیری بے نیازی کی یہ ایک عجیب عظیم الشان مثال ہے۔

ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر جس کے بلبل ہیں
ترا سرو سہی اس گلبن خوبی ڈالی ہے

حل لغات

گلبن (فارسی) درخت، گل سرخ۔ ڈالی، ٹہنی۔

شرح

سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس باغ کے بلبل ہیں آپ کا قد مبارک اس محبوبی درخت کی ایک شاخ ہے یعنی حضور اکرم ﷺ حسن ازل کا جلوہ عالم دنیا میں ظہور پذیر ہوا تو گویا آپ حسن

و جمال کا ایک مہکتا ہوا باغ ہیں اور باغ میں بلبلیں چمکتی ہیں اور گل کے عشق و محبت میں گونا گوں بولیاں بولتی ہیں تو اس گلستانِ محبوبی کے درخت پر چمکنے والی بلبلیں چار ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

رضا قسمت ہی کھل جائے جو گیلیاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگ درگاہِ خدامِ معالی ہے

حل لغات

گیلان، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وطن۔ خطاب، نام، لقب، مدح۔ معالی (عربی) معلیٰ کی جمع مصدر میمی ہے بمعنی بلندی۔ معالی بمعنی بلندیاں۔

شرح

اے رضا (احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) قسمت خوب ہی ہو جائے گی جب گیلان حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ لقب نصیب ہو کہ اے رضا تم ہمارے خدامِ بلند قدر کی درگاہ کے سگ ہو۔

امام احمد رضا و غوث الوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد رضا و غوث الوری قدس سرہ کی آرزو مذکور رنگ لائی کہ آپ کو بارگاہِ غوثیت مآب سے ایسا خطاب نصیب ہوا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطہ ہند میں آپ کو اپنا نائب بنادیا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو حضور غوثِ اعظم، محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات سے بے پناہ عشق اور والہانہ لگاؤ تھا اور آپ کی مجلس میں بڑی عقیدت و احترام کے ساتھ حضرت غوث الوری کا نام لیا جاتا۔ قلبی وابستگی اور ربط و تعلق خاطر ہی کا فیض تھا کہ بارگاہِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی برکتیں آپ کے سر پر ہمیشہ سایہ فگن رہتیں اور دل کی آنکھوں سے ان کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتے رہتے اور انعام و اکرامِ قادریت کا سلسلہ اتنا دراز ہوا کہ آپ کو بارگاہِ غوث الوری سے نائبِ غوث الوری کا عظیم ترین اعزاز بخش دیا گیا۔

چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک بہت نفیس اور اونچی سواری ہے حضرت والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے مالک اللہ ہے۔ میرے خیال میں اس سے سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی مراد ہے۔ (الملفوظ جلد ۳ صفحہ ۶۹)

مفتی محمد غلام سرور قادری صاحب لکھتے ہیں حضور مولانا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نقشبندی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ کو سرکار نے فرمایا ہندوستان میں میرے نائب مولانا احمد رضا بریلوی ہیں چنانچہ حضرت میاں شیر محمد صاحب (شرق پوری) اور حضرت محدث علی پوری کو اعلیٰ حضرت سے اس خواب کے بعد اور زیادہ عقیدت ہو گئی۔ آپ بریلی شریف میں حاضر خدمت ہوئے اعلیٰ حضرت بریلوی کا شرف بھی حاصل کیا اور خواب بھی بیان کیا۔ (الشاہ احمد رضا صفحہ ۱۱۰)

متعدد بزرگ حضرات نے اسی طرح کا ایک دوسرا نہایت اہم اور مقدس واقعہ اس انداز سے بیان فرمایا ہے عارف باللہ شیخ وقت حضرت شیر محمد میاں صاحب شرق پوری قدس سرہ العزیز ایک بار عالم خواب میں حضرت غوث الوری سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت شرق پوری نے سوال کیا کہ حضرت اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا بریلی میں احمد رضا۔ بیدار ہونے کے بعد آپ بریلی شریف تشریف لائے اور نائب غوث الوری امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کی زیارت سے شاد کام ہوئے بریلی شریف سے واپس ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک پردہ کے پیچھے سے سرور دو عالم ﷺ بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں۔

یہ واقعات ایسی عظیم الشان اور مشہور روزگار شخصیتوں کے بیان کردہ ہیں جن کی کرامت و بزرگی اور صداقت و دیانت کا ایک عالم گواہ ہے اور ایسے صلحاء و اتقیا کے خواب بھی صحیح اور برحق ہوا کرتے ہیں یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہے کہ ان دونوں بزرگوں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر خود اس بات کی گواہی دی۔ عالم بیداری میں روحانی عظمت کی شہادت دی اور اہل سنت و جماعت کے درمیان اس کا اظہار اور اعلان بھی کیا۔

محدث اعظم حضرت سید محمد اشرفی جیلانی کچھ چھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو فاضل بریلوی کے فیض یافتہ اور تلمیذ رشید بھی تھے انہوں نے اپنا ایک ایسا چشم دید واقعہ بیان کیا ہے جسے سن کر ہر مسلمان کے دل میں فطری طور پر حضرت غوث الوری کی ذات مقدسہ اور ان کے نام پاک سے بھی یک گونہ گہری عقیدت اور بے پناہ قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے۔ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان مجمع کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے بیان فرمایا۔

دوسرے دن کارِ افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کرنے کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اٹھ پڑے سب حاضرین بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف

لے جائیں گے۔

لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت اس ذرہ کو نوکِ زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکارِ غوثیت کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی اور اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا جاتا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جدا مجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھا بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت غوثِ پاک کے ہاتھ میں ”چوں قلم دردست کاتب“ تھے جس طرح کہ غوثِ پاک سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ میں ”چوں قلم دردست کاتب“ تھے۔ (خطبہ صدارت ناگپور)

خود ارشاد فرماتے ہیں سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدا مجد (یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا عطیہ ہے۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۷۳)

یہ احترام و عقیدت اور شیفنگی و وارثی اسی کو ہو سکتی ہے جو دل و جان سے نائبِ رسول اکرم حضرت غوثِ اعظم جیلانی کی فضیلتوں کا معترف اور ان کا نمک خوار ہو۔ فاضل بریلوی کے اس تعلق خاطر کا ہر ایک کو اعتراف بھی تھا چنانچہ مشہور آزاد خیال ادین و ناقد نیاز فتح پوری نے آپ کے نعتیہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے

مولانا حسرت موہانی اور مولانا بریلوی میں ایک شے قدر مشترک تھی اور وہ ہے غوثِ الاعظم کی ذات والا صفات جن سے دونوں کی گہری وابستگی تھی۔ مولانا حسرت موہانی کی زبان سے اکثر میں نے مولانا بریلوی کا یہ شعر سنا ہے

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع جو میرا غوث ہے اور لاؤلا بیٹا تیرا

(ترجمانِ اہل سنت صفحہ ۲۸، کراچی نومبر ۱۹۷۷ء)

حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کئی ایک طویل منقبتیں کہیں جن کے مطالعہ کے بعد یہ تاثر ہر قاری کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے کہ آپ کو ان کی ذات سے بے پناہ عشق تھا اور انہوں نے والہانہ انداز میں اپنی کیفیاتِ دل کا ان کی بارگاہ میں اظہار کیا ہے جس سے غوثیتِ کبریٰ کی شوکت و اقتدار اور عظمت و جلال کا سکھ دل پر بیٹھ جاتا ہے اور حسن و جمال کی دلبر و دنواز تصویر نگاہوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہاں تک کہ زندگی

کی آخری سانس تک حضرت فاضل بریلوی بس یہی دعا کرتے رہے کہ

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

(رویدعات و منکرات ملخصاً)

نعت شریف ۷۲

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

دل لغات

سونا، دھات، مشہور۔ چھائی، غالب آئی۔ رکھوالی، حفاظت، پاسبانی، چوکیداری۔

شرح

اے غافل جنگل ہے جنگل کے علاوہ رات اندھیری ہے طرفہ یہ کہ اس رات میں کالے بادل چھائے ہوئے۔
اے غافل سونے والو جاگتے رہو یہاں اپنی حفاظت تم نے خود کرنی ہے اس لئے کہ وہ جو یہاں رکھوالے نگہبان مقرر ہیں
وہ چور ہیں یہاں چوروں کو حفاظت پر لگایا گیا ہے۔

فراست مومنانہ

امام اہل سنت احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی یہ فراست مومنانہ ہے کہ شعر ہذا میں سنی عوام کو تحفظ ذات کا
احساس دلایا ہے۔

تاریخ برصغیر کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ اسلام کی آمد اور غلبہ کی ابتداء ہی سے مقامی آبادی جو مادیت اور بت پرستی
کے دلدل میں گرفتار تھی لرز اٹھی تھی، اسلامی تعلیمات کا راستہ روکنے کے لئے افرادی قوت اور عسکری صلاحیت کا مظاہرہ
ہوا لیکن جلد ہی یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ ”اسلام“ کو قوت کے بل پر روکا نہیں جاسکتا اس لئے وہ ہتھکنڈے آزمانے کا فیصلہ ہوا
جو برصغیر میں صدیوں سے آزمائے جارہے تھے نباتات اور جمادات کو معبود بنانے والوں کے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ وہ
کسی بزرگ کو بحیثیت بت اپنے مندر میں سجالیں تاکہ نئے دین کے حاملین میں ذہنی خلفشار پیدا ہو وہ لوگ اپنے بزرگوں
کو مندروں میں دیکھیں تو احسان مندی کے جذبات سے اُن کی نظریں چندھیا جائیں۔ بدھ مت اور جین مت اس

سازش کا شکار ہو چکے تھے اسلام کے خلاف یہ حملہ کار گر نہ ہو سکا کہ نبی رحمت ﷺ کی ذات گرامی ان کے تخیل میں نہ سما سکی اور ہزاروں حیلوں کے باوجود وہ وجود زندہ بت نہ بن سکا اس میں ناکامی نے نئی راہ دکھائی اور یہ کوشش ہونے لگی کہ ادیان کے اشتراک کا پرچار کیا تاکہ الگ تشخص کی نفی ہو جائے اور یہ صرف اس صورت میں ممکن تھا جب کہ رسالت پناہ ﷺ کے بارے میں ذہنی انتشار پیدا ہو۔ بھگتی تحریک ہو یا دین الہی یہ سب ذاتِ رسول ﷺ سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کی کوششیں تھیں اس لمفوف عقلی استدلال کی یلغار کے سامنے وہ بزرگ سینہ سپر ہو گئے جنہیں حقائق الاشیاء کی معرفت حاصل تھی اور جو مسلم امت کی اساس کو سمجھتے تھے انہیں یقین تھا کہ اسلامی تشخص کا مرکزی نقطہ وہ محبت و عقیدت ہے جو ہر مسلمان کے سینے میں جنابِ رسول اکرم ﷺ کے لئے موجزن ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اثباتِ النبوة اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدارج النبوة اس سازش کا جواب تھیں۔ ایک میں مقامِ نبوت کے تحفظ اور درست ادراک کی کوشش تھی تو دوسری میں عظمتِ ذات کے تمام حوالے تھے کفر کی سازش ناکام ہوئی مگر وہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے پھر بھی کوشاں رہا اب وہ مسلمانوں کے دلوں سے اس عقیدت کو نکال چھیننے کے لئے اندرونی سازش تیار کرنے لگا تاکہ مسلمانوں میں ذاتِ رسالت مآب ﷺ کی حیثیت متنازع بنادی جائے وہ ایسا گروہ تیار کرنے کی کوشش کرنے لگا جو شعوری یا لاشعوری طور پر وہی کام کرے جو ان کا مقصد تھا وہ چاہتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی سطح پر لے آئیں تاکہ عقلِ انسانی کو اپنا ہر ہر آلود تیر آزمانے کا موقع ملے۔ یہ تھی وہ گھمبیر سازش جو جسد امت سے روحِ ایمان چھیننے کی سعی کر رہی تھی ایسے عالم میں فاضل بریلوی کی ذات پوری قوت کے ساتھ میدان میں اتری میارزت میں گہما گہمی تو ہوتی ہی ہے مگر محافظ اسلام کا کردار کرنے والے مجدد ملت میں کفر کی یلغار روکنے کا حوصلہ کا تھا اور صلاحیت بھی، تقریری و تحریری محاذ اور عملی جدوجہد نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ گھات لگانے والے بلبلا اٹھے مگر وہ مردِ قلندر اس سازش کے ور لے شیطنیت کا چہرہ دیکھ رہا تھا اس لئے برملا خبردار کیا

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ انتباہ بروقت ہے اس لئے کہ تاریخِ پاکستان کے ابتدائی دور کا مطالعہ کیا جائے اور اس تحریک کے خلاف سازشوں کا بنظر غائر مشاہدہ کیا جائے تو یہ حقیقت مخفی نہ رہے گی کہ فاضل بریلوی کا کردار کس قدر بھرپور اور اثر آفرین تھا۔ ترکِ موالات کو آپ مسلمانانِ برصغیر کے خلاف اقدام سمجھتے تھے کہ اس کا مقصد مقامی آبادی کے مقابل میں مسلمان آبادی کو بے حیثیت بنانا تھا۔ ترکِ وطن اور ہجرت کے نام پر برصغیر کو مسلمانوں سے پاک کرنے

کے منصوبے بن رہے تھے جسے عام مسلمان محسوس نہ کر سکے تھے۔ مخلوط قومیت، بھگتی تحریک اور دین الہی کا جدید سیاسی رخ تھا فاضل بریلوی نے ان تحریکوں کو تہہ میں مسلم دشمنی کی کارفرمائی محسوس کر لی تھی آپ کو یقین تھا کہ مسلمانوں کو برصغیر میں رہنا ہے اس لئے اندلس کے حالات پیدا نہ ہونے چاہئیں۔ برصغیر کو دارالحرب قرار دے کر بھاگنا خودکشی ہوگی کوشش یہ کرنی چاہیے کہ استعمار کو لٹکا راجائے اور دارالسلام بنانے کا سامان کیا جائے۔ دو قومی نظریے کے فروغ کے لئے فاضل بریلوی کی محنت جلد رنگ لائی اور حصول وطن کے لئے علمی جدوجہد کا آغاز ہوا۔ فاضل بریلوی اور آپ جیسے دیگر علماء کرام نے انگریز اور ہندو کی مشترکہ سازش کو بے نقاب کیا یہی وجہ تھی کہ جب تحریک پاکستان کا عملی دور شروع ہوا تو فاضل بریلوی کے متوسلین نے اس میں بھرپور کردار انجام دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے عصر حاضر کے تقاضوں کو اسلامی فکر اور دینی غیرت کی روشنی میں سمجھا اور ان کا وہ حل تجویز کیا جو قومی وحدت اور ملی وقار کے لئے ضروری تھا آپ کی شخصیت برصغیر کے مسلمانوں کے لئے بالخصوص ایک محسن بزرگ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ محسنین کے احساس کا اعتراف کیا جائے اور ایسی شخصیات کو نسل نو کے لئے بطور راہب راہنما پیش کیا جائے تاکہ ملی تشخص کے حصول کی منزل آسان ہو جائے۔

فاضل بریلوی کی علمی وجاہت اور فنی مہارت کے باوصف وہ خوبی جو آپ کی شخصیت کا نمایاں وصف ہے وہ آپ کی مومنانہ فراست، ملی درد اور مستقبل کو بھانپ لینے کی بے پناہ قوت ہے۔

اس کی شہادت آپ کی تصانیف مبارکہ اور حدائق بخشش کی بعض نظموں میں موجود ہے منجملہ ان کے آپ کے یہ اشعار جن کا یہی پہلا شعر سونا جنگل الخ اور پھر آنے والے چند اشعار ملا کر سوچئے کہ آپ کی فراست مومنانہ کتنی روشنی اور تابناک ہے۔ (مجلہ امام احمد رضا، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۹۸۹ء)

آنکھ سے کاجل صاف پڑالیں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

حل لغات

کاجل (اردو) چراغ کا دھواں جو ٹھیکرے پر مارتے ہیں یہاں وہ معروف کاجل مراد ہے جو آنکھوں میں حسن کو نکھارنے کے لئے سرمہ کی طرح لگاتے ہیں، آنکھ کا کاجل چرانا چوری کے فن میں کمال عیار ہونا۔ بلا، مصیبت، دکھ، چڑیل، بھوتی۔ تاکی از تاکنا، گھورنا، دیکھنا، پہلے سے جان رکھنا، جھانکنا تاڑنا، انتظار کرنا، نشانہ باندھنا، نیند نکالنا، نیند کا

سبب بنانا، سو جانا۔

شرح

یہاں کے چور بلا کے ہیں انتہائی مفسد اور اپنے فن کے بڑے ماہر کا جل یعنی سرمے کو بھی چرا لیتے ہیں یعنی وہ سامان جو ہزاروں اسباب و وسائل سے پوشیدہ اور مشکل ترین جگہ پر محفوظ ہو تو بھی اس کا اڑانا ان کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ وہ دوسروں کی چوری کے بجائے اب وہ تیری گٹھڑی یعنی سامان اڑانے کی گھات میں ہیں لیکن تو نے بے پرواہ ہو کر نیند کی تیاری کر رکھی ہے۔

بھولے بھالے سنیوں کو انتباہ

سنی عوام بھولے بھالے مذہبی بھروپیوں کے دام ترویج میں بہت جلد پھنس جاتے ہیں اور مکار مذہبی بھروپی مکر و فریب میں بڑا عیار اور چالاک ہوتا ہے۔ عوام کو پھنسانے کے ہر طرح کے حربے جانتا ہے سب سے پہلے حربہ عملی تقیہ ہے اور اس کی اسے باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عوام کو اس پر انتباہ فرمایا ہے کہ مکار دشمن نے اب سنی کی گٹھڑی سے اڑانے کی تاک میں ہے اسی لئے اے سنی بھائیوں غفلت کو چھوڑ کر اپنے ایمان کے بچانے کی سوچو اور ان مذہبی بھروپیوں سے دور رہو۔

فائدہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا یہ انتباہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق ہے۔

فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۶۸)

تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

احادیث

ان بیت یدی الساعة کذا بین فاحذروہم۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۶۹)

بیشک قیامت سے پہلے بہت جھوٹے لوگ ہوں گے پس ان سے بچو۔

فرمایا نبی کریم ﷺ نے

انظروا من تجالسون وعمن تاخذون دینکم فان الشیاطین یتصورون فی آخر الزمان فی صور

الرجال فيقولون حدثنا واخبرنا واذا جلستم الى رجل فاسالوه عن اسمه وابيه وعشيرته فتفقّدونه اذا غاب. (كنز العمال جلد ۵ صفحہ ۹۱۲، حدیث ۴۵۱۲)

جس کے پاس بیٹھو اور دین کی سمجھ حاصل کرو اسے پہلے خوب دیکھ لو کیونکہ آخر زمانہ میں شیطان انسانوں کی شکلوں (گمراہ کرنے کے لئے) حدیثیں پڑھ پڑھ کر سناتے پھریں گے اور کہتے پھریں گے ”حدثنا واخبرنا“ اور جب تم کسی مرد کے پاس بیٹھنے کا قصد کرو تو پہلے اس سے اس کا نام اور باپ اور قبیلہ کے متعلق پوچھ لو کیونکہ اس کے غائب ہوتے ہی پھر تم اسے نہیں پاسکو گے وہ مفقود ہو جائے گا۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دور

مذکورہ بھروپیوں کی ہرزمانہ میں کمی نہیں رہی لیکن امام احمد رضا قدس سرہ کے دور میں خصوصیت سے مذہبی بھروپیوں نے مختلف بھیسوں میں عوام کے ایمان بگاڑنے میں ہر طرح کی لوٹ مار کر رہے تھے۔ تفصیل تاریخ کی کتب میں ہے فقیر صرف ایک نمونہ عرض کر رہا ہے۔

اسلام کے خلاف دشمنان اسلام کی تخریبی سازشوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو بہت سی ایسی جماعتیں معلومات کے اُجالے میں آجائیں گے جن کا سلسلہ نسب کسی عیار دشمن کے فتنہ پرداز ذہن سے جا ملا ہوگا۔

مثال کے طور پر ہندوستان میں قادیانی جماعت کو لیجئے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس کا وجود سرتا سرانگریزی سامراج کا شرمندہ احسان ہے جیسا کہ خود قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے مکذوب کے الفاظ یہ ہیں

”میں اپنا کام نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔“ (تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۶۹)

مرزائیوں کی عیاری و مکاری نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو کچھ کیا یا کر رہے ہیں وہ کسی سے ڈھکا چھپا معاملہ نہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے مذہبی اتحاد کو توڑنے کے لئے انگریزوں کا یہ پہلا مورچہ تھا جو نہایت کامیاب ثابت ہوا لیکن چونکہ قادیانی جماعت اپنے کھلے ہوئے امتیاز اور چونکا دینے والے نام و نشان کی وجہ سے عام مسلمانوں میں بار نہیں پاسکتی تھی اس لئے انگریزوں کو ایک ایسی مذہبی تحریک کی ضرورت پیش آئی جس کے چلانے والے اپنے ظاہر کے

اعتبار سے مسلمانوں میں باریاب ہونے کی فنکارانہ صلاحیت رکھتے ہوں تاکہ ان کے ذریعہ مسلمانوں کو مذہبی انتشار میں مبتلا کیا جاسکے۔

تبلیغی جماعت کا انگریز سرپرست نمبر ۱

اس عظیم مقصد کے لئے انگریزوں نے مالی امداد کا سہارا دے کر مولانا الیاس کو کھڑا کیا جیسا کہ دیوبندی جمعیت العلماء کے ناظم اعلیٰ مولانا حفظ الرحمن نے اپنے ایک بیان میں خود اس کا اعتراف کیا ہے چنانچہ ”مکالمۃ الصدرین“ نامی کتاب کا مرتب ان کی ایک گفتگو کا سلسلہ نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے اسی ضمن میں مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ ۸ شائع کردہ دیوبند)

فائدہ

غور فرمائیے! خالص مذہب کے نام پر کس تحریک کو چلانے کے لئے ایک دشمن اسلام کی امداد کا مصرف سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک مذہب کو دوسرے مذہب سے لڑا کر اہل اسلام کی روحانی، اخلاقی اور اجتماعی قوتوں کو نقصان پہنچایا جائے۔

تبلیغی جماعت کا سرپرست نمبر ۲

مولانا اشرف علی تھانوی

اسلام کے نام پر ایک تبلیغی جماعت کی بنیاد ڈال دینے کے بعد طے شدہ مقاصد کے رُخ پر کام کرنے کے لئے اب ایسے فکری مواد کی ضرورت پیش آئی جو دماغوں میں سرایت کرنے کے بعد ایمان کی توانائی سلب کر سکیں اور مسلمانوں میں مذہبی خانہ جنگی کا ایک ایسا سلسلہ شروع کر دیں جو کبھی ختم نہ ہو سکے چنانچہ اس اہم کام کی تکمیل کے لئے مولانا اشرف علی تھانوی کی قلمی خدمات حاصل کی گئیں جیسا کہ اسی مکالمۃ الصدرین میں مولانا شبیر احمد عثمانی کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے مولانا حفظ الرحمن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا دیکھئے! حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ ۱۱ شائع کردہ دیوبند)

فائدہ

ظاہر ہے کہ حکومت برطانیہ کچھ ان کی مرید نہیں تھی کہ اس رقم کو ”پیرمغاں“ کا نذرانہ سمجھا جائے اور پھر نذرانے کی رقم بھی ایک آدھ بار پیش کی جاتی ہے ماہ باماہ وظیفہ دینے کا مصرف سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ایک طے شدہ خدمت کا معاوضہ تھا۔

انگریز کا تنخواہ کا گوارا

اسی کے ساتھ یہ خبر بھی ذہن میں رکھئے تو اس راز سر بستہ کی ساری گرہ کھل جائے گی کہ مظہر علی نام کے کوئی تھانوی صاحب کے بھائی تھے جو حکومت کے تنخواہ دار سی آئی ڈی افسر تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان سارے مراحل میں وہی درمیان کی کڑی تھے جیسا کہ خود مولانا حسین احمد صاحب نے اپنے مکتوب میں ایک جگہ لکھا ہے مولانا مرحوم (تھانوی) کے بھائی محکمہ سی آئی ڈی میں بڑی عہدیدار اخیر تک رہے ان کا نام ”مظہر علی“ ہے انہوں نے جو کچھ کیا ہو مستبعد نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۲ صفحہ ۲۹۹)

راز سر بستہ

مولوی الیاس کی تربیت کے لئے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب کیوں حالانکہ مولوی الیاس کا مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی اس کی وجہ یہ تھی کہ گنگوہی عوام کو دام تزویر میں پھنسانے کا ہنر نہیں رکھتا تھا اور مولوی اشرف علی تھانوی اس فن کا استاد نکلا کہ اُس نے سنیوں کے مرکز میں گھس کر اپنا ہمنوا بنانے کے کئی کارنامے سرانجام دیئے۔ ان میں سے ایک نمونہ حاضر ہے۔

تھانوی کا ایک کارنامہ

تھانوی صاحب کسی زمانے میں کانپور مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے۔ اس وقت وہاں کا ماحول چونکہ سرتاسر عشق رسول کی طہارت میں ڈوبا ہوا تھا اس لئے گھر گھر میلاد و ذکر رسول کی نورانی محفلیں منعقد ہوا کرتی تھیں چنانچہ حالات کے دباؤ کے تحت ایک عرصہ دراز تک موصوف بھی اپنے عقیدے کے خلاف میلاد و قیام کے مراسم ادا کرتے رہے۔ جب دیوبندی جماعت کے بعض اکابر کی طرف سے باز پرس کی گئی تو اس کا جواب موصوف نے یہ دیا وہاں میں نے بدون شرکت میلاد، قیام کرنا قریب بحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے۔ (سیف یمانی مرتبہ مولوی منظور علی نعمانی صفحہ ۲۴)

اس مقام پر ہر دین دار مسلمان کو دعوتِ فکر دیتا ہوں وہ غیر جانب دار ہو کر اپنا فیصلہ صادر فرمائیں کہ کیا یہی ایک

”مقدس رہنما“ کا کردار ہے کہ وہ محض چند پیسوں کی خاطر اپنے مذہب، اپنے ضمیر اور اپنے اعتقاد کا اس طرح خون کرے۔ تھانوی صاحب کو اگر اپنا دین پیارا ہوتا تو خدا کی زمین بہت وسیع تھی کہیں بھی وہ اپنے مذہبی تقاضوں کو پامال کئے بغیر رزق حاصل کر سکتے تھے لیکن کسی کی نگاہ میں سکھ رائج الوقت ہی اگر سب کچھ ہو تو پھر عقیدہ ہی کیا ہے وہ تو اپنے آپ کو بھی بچھ سکتا ہے جیسا کہ مولانا شبیر احمد عثمانی کی روایت سے یہ راز بھی آشکارا ہو گیا ہے۔

”اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی وہابی بن جائیں“ (الافاضات الیومیہ

جلد ۳ صفحہ ۶۷)

معاذ اللہ! ذرا وہابیت کے ساتھ عشق تو دیکھئے کہ تنخواہ دے کر کسی کو مسلمان بنانے کی خواہش نہیں پیدا ہوئی لیکن مسلمان کو وہابی بنانے کی تمنا میں جگر کا خون سوکھتا رہا۔ اب اس کے بعد بھی تبلیغی جماعت کی چلت پھرت کا مطلب کوئی نہ سمجھے تو اس کے حق میں سوا اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ اب اسے خدا ہی سمجھے۔

انگریزوں کے دو ایجنٹوں کا باہمی رشتہ

اوپر گزر چکا ہے کہ انگریزوں نے اس تبلیغی تحریک کے ذریعہ مسلمانوں کی مذہبی آسائش کا خرمن جلانے کے لئے مولانا الیاس اور مولانا تھانوی کی خدمات حاصل کیں اب ذرا اس سلسلے میں ایک آقا کے دو مشترک ایجنٹوں کا باہمی ارتباط بھی ملاحظہ فرمائیے تاکہ کام کی نوعیت اور تحریریں سازشوں کا پس منظر سمجھنے میں آسانی ہو۔

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائیگی۔ (ملفوظات الیاس صفحہ ۵۷)

اب ”من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو“ کی صحیح تصویر دیکھنا چاہتے ہوں تو مولانا الیاس کے حق میں تھانوی صاحب کا ”جواب آن غزل“ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی محمد یوسف صاحب اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں حضرت اقدس تھانوی صاحب قدس سرہ العزیز کی عادت مبارکہ (تبلیغی) جماعتوں کے پہنچنے کے وقت یہ سنی گئی کہ ان کی دعوت فرماتے، دعا فرماتے، بعض دفعہ اصول سے مستثنیٰ فرماتے تھے۔ یہ بھی سنا گیا کہ فرمایا الیاس نے یاس کو اس سے بدل دیا۔ (چشمہ آفتاب صفحہ ۱۴)

اب جہاں تک تھانوی صاحب کی تعلیمات اور ان کی تصنیفات کے ذریعہ مسلمانوں میں مذہبی خانہ جنگی اور فرقہ وارانہ انتشار کے برپا ہونے کا سوال ہے جو انگریزوں کا اصل مدعا تھا تو اس کے کچھ نمونے پچھلے اوراق میں سپردِ قلم کر چکا

ہوں۔ انہیں پڑھنے کے بعد آپ خود بھی محسوس کریں گے کہ نہایت ایمان داری کے ساتھ چھ سو روپے ماہوار کا حق نمک ادا کیا گیا ہے۔

اور پھر فریضہ منہجی کی یہ ادائیگی اپنے اپنے طور پر دونوں نے کی ہے۔ ایک نے فتنہ پرور لٹریچر تیار کر کے اور دوسرے نے تبلیغ و دعوت کا دلفریب طریقہ ایجاد کر کے۔ (تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی)

آنکھ سے کاجل صاحب چرائیں

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان جیسے مکاروں کو فرمایا ہے چور بلا کے ہیں اور ان کی مکر و فریب کی کاروائی کو آنکھ سے کاجل صاف چرائیں سے تعبیر فرمایا ہے ان چوروں کی بلا کی چوری کی کیفیت آج دنیا آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ اہل سنت کے مراکز کو کس طرح تاڑا اور پھر کس صفائی سے ایمان کی گٹھڑی چرائی اگرچہ یہ داستان طویل ہے لیکن چند نمونے علامہ ارشد القادری مدظلہ کے ملاحظہ ہوں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک سوال پر مولوی یوسف بن مولوی الیاس نے کہا جب لوگ تبلیغ کا ڈھنگ نہیں جانتے تو کس نے کہا دیا کہ وہ تبلیغ کریں یہاں مجھے تبلیغ کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے میں نے کسی سے بھی نہ کہا کہ میلا دو فاتحہ چھوڑ دو حالانکہ جاننے کی حد تک سب جانتے ہیں کہ میرا بھی عقیدہ و مسلک وہی ہے جو اکابر دیوبند کا ہے لیکن میں نے اچھی طرح تجربہ کر لیا ہے کہ ان چیزوں سے براۓ راست روکنے کے بجائے اب لوگوں کا ذہن بدلنے کی ضرورت ہے۔ تبلیغی گشت اور مرکز میں چلے گزرنے کا راز یہی ہے کہ لوگوں کو اپنے علماء کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ اٹھنے بیٹھنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ یہاں کے ماحول میں ذہن ڈھل جانے کے بعد لوگ خود بخود ان چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں بلکہ اپنے عقیدے میں اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کو براۓ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

میری طرف رخ کر کے حضرت جی نے حکیمانہ انداز میں فرمایا مولوی صاحب آپ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم لوگ ابھی اس ملک کے اندر اقلیت میں ہیں جب کہ بدعتیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ان حالات میں اپنا مذہب پھیلانے کے لئے ہمیں اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ مکر سے کام لیں۔ آخر مکر بھی کوئی چیز ہے کفر و شرک سے پھیرنے کے لئے مکر سے کام لینا قطعاً کوئی گناہ کی بات نہیں ہے حق پرستی کے جوش میں آ کر اگر ہم تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور وغیرہ کے عقائد بر ملا بیان کر دیں تو لوگ ہمیں مسجدوں میں نہ گھسنے دیں۔

اس لئے میں تمام تبلیغی کارکنوں کو سخت تاکید کرتا ہوں کہ وہ بدعتیوں کے ساتھ مکر سے کام لیں یعنی مصلحت کا تقاضا

ہو تو میلادِ دو قیام بھی کر لیں بلکہ اگر ضرورت پیش آجائے تو اپنے علماء کو بُرا بھلا بھی کہہ دیں جیسے بھی ہو اُن کے ساتھ لگے رہیں انہیں اپنے ہمراہ لے کر جماعتوں میں پھر آئیں کبھی نہ کبھی ان میں سے لوگ ٹوٹ کر ادھر آ ہی جائیں گے۔

مولوی صاحب دیکھو! یہاں مجھے بیس سال ہو گئے تبلیغ کا کام سنبھالے ہوئے اختلافی مسائل تو بڑی چیز ہے اس کی ہوا بھی میں نے کسی کو نہیں لگنے دی بس اتنا کیا کہ تبلیغی گشتوں، لگاتار چلوں اور اجتماعات کے ذریعہ اپنے بزرگوں کی عقیدت ان کے دلوں میں بٹھا دی۔ کسی کو دیوبند لے کر حضرت شیخ الاسلام سے مرید کرادیا کسی کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی طرف رجوع کیا جس کو جیسا پایا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ پایا۔

یہ جو تم ہزاروں آدمیوں کو دیکھ رہے ہو جو تبلیغ میں دن رات لگے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر لوگ کٹر بدعتی اور قبر پرست تھے لیکن اپنے علماء کی عقیدت کے زیر اثر خود ہی ان کا ذہن بدل گیا یہاں تک جن شرکیہ رسموں کو کہنے پر بھی وہ نہیں چھوڑ سکتے تھے اب بغیر کہے سنے چھوڑ دیا۔ تبلیغی جماعت نے اسی راز کو پایا ہے کہ جس کی عقیدت دل میں پیدا ہو جاتی ہے آدمی اس کا مذہب بھی قبول کر لیتا ہے۔

حضرت جی اپنا سلسلہ گفتگو ختم کر کے جب خاموش ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ آپ اپنی یہ ہدایات قلم بند کر دیں تو آپ کو لوگوں تک پیغام پہنچانے میں بڑی مدد ملے گی۔ اس درخواست پر حضرت جی نے تیور بدل کر کہا پھر تم نے غلط سوال کیا ہمارے یہاں سارا کام زبان سے چلتا ہے قلم استعمال نہیں کیا جاسکتا بجز اس کے کہ کارکنوں اور طالبین کے خطوط کے جوابات دے دیئے جاتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کا کاروبار کتنا پھیل گیا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن لکھت پڑھت کے لئے ایک رجسٹر بھی تم ہمارے یہاں نہیں پاؤ گے؟

علامہ ارشد القادری مدظلہ فرماتے ہیں کہ حیدر آباد دکن کا امیر جماعت تبلیغی میرے ساتھ گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ تبلیغی جماعتوں کے قصے سناتے رہے اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ تبلیغی جماعت کے متعلق اسی سلسلہ میں انہوں نے حیدر آباد کی تبلیغی جماعت کی کارگزاریوں کا بھی تذکرہ چھیڑ دیا جب وہ کہہ چکے تو میں نے اُن سے ایک سوال کیا حیدر آباد تو درگاہوں، خانقاہوں اور مزاراتی روایات کا بہت بڑا گڑھ تھا وہاں تبلیغی جماعت کو قدم جما نے کا موقعہ کیونکر ہوا۔

اس سوال پر وہ اس طرح مسرور ہو گئے جیسے میں نے ان کے حسن تدبیر اور ذہانت کا لوہا مان لیا ہو۔ اسی کے بعد اسی جذبہ مسرت کی ترنگ میں انہوں نے یہ کہانی سنائی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حیدر آباد عہدِ قدیم سے بدعتیوں کا بہت

بڑا مرکز تھا، قدم قدم پر کفر و شرک کے بے شمار اڈے تھے، وہاں کی اٹھانوے فیصدی مسلم آبادی شرکیہ رسموں اور بدعات ہی کو اسلام سمجھتی تھی اس لئے بہت ہی حسن تدبیر اور ذہانت کے ساتھ ہمیں اس مرحلے سے گزرنا پڑا۔

عرس و فاتحہ کی مخالفت کرنے کے بجائے ہم نے یہ طریقہ اپنایا کہ جہاں کہیں عرس کا میلہ لگتا ہم اپنا تبلیغی وفد لے کر وہاں پہنچ جاتے اور لوگوں کو کلمہ و نماز کی تبلیغ کرتے۔ اصرار کر کے بعض زائرین کو بھی گشت میں اپنے ساتھ رکھتے۔ اس طریقہ کار سے ہمیں دو فائدے پہنچے پہلا فائدہ تو یہ پہنچا کہ ایک بالکل اجنبی حلقے میں ہماری آواز پہنچ گئی اور دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ کبھی بدعتی مولویوں نے اپنے عوام کو ہماری طرف سے بدظن بھی کرنا چاہا کہ یہ بدعتیہ اور عرس و فاتحہ کے مخالف لوگ ہیں تو انہی کے عوام نے انہیں جھٹلا دیا کہ یہ لوگ عرس و فاتحہ کے مخالف ہوتے تو فلاں فلاں عرس میں کیوں دیکھے جاتے۔

اپنی کارگزاریوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ہمیں ان گدی نشین پیروں سے بھی کافی مدد ملی جو بریلویوں کی طرح اپنے مسلک میں سخت نہیں ہیں۔ ہم ان کی خانقاہوں میں حاضر ہوئے اور ایک خوش عقیدہ نیازمند کی طرح ہم نے ان کی دست بوسی کی اور انہیں اپنے اجتماع میں شریک ہونے کی دعوت دی کئی بار کی آمد و رفت کے بعد جب وہ تیار ہو گئے تو انہیں نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے اجتماع میں لے آئے۔ ان کی ہمرکابی میں ان کے مریدین کا جو دستہ آیا تھا اس نے جب اپنے پیر کے ساتھ ہمارا نیازمندانہ رویہ دیکھا تو ہم سے کافی حد تک مانوس ہو گیا یہاں تک کہ وہ اپنے دوستوں اور پیر بھائیوں میں ہماری خوش عقیدگی کا ایک اچھا خاصا اشتہار بن گیا۔

اس طرح رفتہ رفتہ ہم بغیر کسی فکری تصادم کے وہاں کے اجنبی حلقوں میں داخل ہوتے گئے یہاں تک کہ ان حلقوں کی بہت بڑی تعداد نہ صرف یہ کہ تبلیغی جماعت کی ہمنوا بن گئی ہے بلکہ ہم نے انہیں ذہنی طور پر متبادل دیا ہے کہ اب اگر ان کے پیر صاحبان بھی ہم سے قطع تعلق کا انہیں حکم صادر فرمائیں تو وہ اپنے پیر سے قطع تعلق کر سکتے ہیں لیکن اپنی جماعت کے خلاف کچھ سننا برداشت نہیں کریں گے۔

یہاں پہنچ کر ان کا لب و لہجہ بدل گیا انہوں نے فاتحانہ لہجہ میں کہا مولانا شکر ادا کیجئے کہ تبلیغی جماعت کی خاموش جدوجہد کے نتیجے میں اب وہاں کفر و شرک کے مراکز کی وہ دھوم دھام باقی نہیں ہے۔ میلا و فاتحہ اور بدعات کی چہل پہل بھی اب دن بدن ماند پڑتی جا رہی ہے، ہمارا جذبہ جہاد اسی طرح سلامت رہ گیا تو وہ دن دور نہیں ہے کہ جب ان مزاروں پر لکھیاں بھنھنائیں گی اور ہم ان صنم خانوں کی ویرانی پر شکر ادا کرنے کے نوافل ادا کریں گے۔

گفتگو کے اس آخری حصے پر میرا بیانا صبر لبریز ہو گیا میں نے تیور بدل کر ان سے کہا آپ کی کارگزاریوں کی روداد سننے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس دنیا میں دجل و فریب کی آخری تربیت گاہ کا نام اب تبلیغی جماعت ہے۔ یہ دنیا اپنی عمر کے آخری حصے سے گزر رہی ہے ہو سکتا ہے قدرتی طور پر دجال کا کمپ آپ ہی لوگوں کے ہاتھوں تیار کرایا جا رہا ہو۔ اس جواب پر وہ ہکا بکا سے ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے بڑا دھوکہ ہوا میں آپ کو اپنا سمجھ رہا تھا۔

گذشتہ دنوں پاکستان شیعہ پولیٹیکل پارٹی کے چیئرمین سید سکندر حسین شاہ کو قتل کر دیا گیا جس کی نماز جنازہ جامعۃ المنظر کے پرنسپل حافظ سید ریاض حسین نجفی نے پڑھائی اور مولوی عبدالقادر آزاد دیوبندی نے شیعہ کی اقتداء میں شیعہ کی نماز جنازہ پڑھی جس کا فوٹو روزنامہ جنگ لاہور یکم جون ۱۹۹۲ء میں موجود ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سپاہ صحابہ مارچ ۱۹۹۲ء کے الیکشن کے بعد پھر سے ”کافر کافر شیعہ کافر“ کے نعرے لگا رہی ہے (اس کی تفصیل ”طرفہ تماشا“ میں ملاحظہ فرمائیے) اس نے مولوی عبدالقادر آزاد کے بارے میں کیا سوچا؟

آئیے اس کی سوچ پر قربان ذرا نرم ہی ہاتھ رکھا ہے تاکہ ”اپنی کچھ اچ دوئیاں دی ہتھ اچ“ کا قول صحیح ثابت ہو جائے۔ کہروڑ پکا میں سپاہ صحابہ صوبہ سندھ کے صدر علی شیر حیدری نے کہا ہے کہ ”مولانا عبدالقادر آزاد نے ایک دوسرے فرقہ کے عالم کے پیچھے نماز جنازہ ادا کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے اس لئے وہ قوم سے معافی مانگیں اور ایسی حرکت سے باز رہیں“ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ جون ۱۹۹۲ء)

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

حل لغات

ٹھگ (اردو) دغا باز، چور، احسان کرنے والے کو ماڑ ڈالنا۔ دم میں نہ آنا، اس محاورہ سے ہے کہ دم میں آنا، فریب کھانا، دھوکے میں آنا، اب معنی ہوا دھوکہ نہ کھانا ان کے فریب میں نہ آنا۔ مت (اردو) ہوش، عقل، رائے۔ متولی (فتح المیم) اردو، مست، نشے میں چور

شرح

یہ مکار اور فریبی جو تجھے اسلام کی دعوت دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ دین کی باتیں سنو یہ ٹھگ یعنی دغا باز اور ایسا بلا کا چور ہے کہ تمہیں دینی باتوں کے فریب سے تجھے مار کر چھوڑے گا یعنی تجھے حق مذہب سے ہٹا کر بد مذہبی میں پھنسا

دے گا جس سے تجھے ہمیشہ کے لئے جہنم میں ایندھن بنا دے گا جو دنیوی موت سے بدتر قسم کی موت ہے ہائے مسافر دنیا اس کے فریب میں نہ آنا اس سے دھوکہ میں نہ آنا۔ اگر تو نے ہماری بات نہ مانی تو پھر تیری غفلت بھی مست اور نشے میں چور ہے۔

حکایہ تمثیلی

ایک بگلا جزیرہ کے کنارے ایک ٹانگ پر کھڑا آنکھیں بند اور سر جھکائے کھڑا تھا۔ چھوٹی مچھلیوں نے بڑی مچھلیوں سے کہا لو دیکھو ہمارے پڑوس میں کوئی خضر وقت تشریف لایا ہے۔ بڑی مچھلیوں نے انتباہ کرتے ہوئے کہا کہ خبردار اس کے قریب نہ جانا ورنہ جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا لیکن بعض بدقسمت مچھلیوں نے بڑوں کی بات نہ مانی جو نہی بگلہ کے قریب گئیں تو بگلہ نے ایک جھٹکا دے کر اڑتا بنا۔ اس وقت چھوٹی مچھلی چینی چلائی لیکن کیا بنتا ہے جب بگلے کے قریب میں پھنسی اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔

یہ حال ہمارے عوام اہل سنت کا ہے کہ جب یہ بگلے مسجدوں میں بستر جما کر یا چلتے پھرتے ان کے دروازوں پر آتے ہیں کہ ان کی طرز ادا (کہ سر جھکے ہوئے میٹھی باتوں) پر ان کے دام تزویر میں پھنسنے لگتے ہیں تو انہیں تبلیغی جماعت کے بگلوں سے جتنا سمجھایا جائے نہیں مانتے تو پھر یہ بگلے انہیں بالآخر اپنے دام و تزویر میں پھنسا ہی لیتے ہیں۔

فائدہ

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ انتباہ قرآن وحدیث کی ترجمانی ہے

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلہ، آیت ۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا

اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

احادیث مبارکہ

يُخْرِجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمَ احْدَاثِ الْاَسْنَانِ سَفَهَاءَ الْاِحْلَامِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ بِالسُّنْتِهِمْ لَا يَجَاوِزُ
تَرَاقِيهِمْ يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ فَمَنْ لَقِيَهُمْ
فَلْيَقْتُلْهُمْ فَإِنْ قَتَلْتَهُمْ أَجْرًا عَظِيمًا عِنْدَ اللَّهِ لِمَنْ قَتَلَهُمْ. (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۴)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی چڑھتی
جوانی والے، عقل سے کوتاہ، زبانوں سے قرآن پڑھیں گے گلے سے نیچے نہ اترے گا "قال قال رسول اللہ" کی رٹ
لگائیں گے دین سے نکلے ہوں گے جیسا کہ تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے تو جو شخص اس سے ملیں چاہیے کہ وہ ان کو قتل
کردے یقیناً ان کے قتل کرنے میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر عظیم ہے۔

فائدہ

دورِ حاضرہ میں وہابی دیوبندی مدعی ہیں کہ ہم قرآن کے قاری اور حافظ ہیں لیکن مصطفیٰ ﷺ نے ان کے پورے
حلیے معلوم ہونے کا حافظ قرآن اور حدیث دان ہونا بھی محض جھوٹ بناوٹ اور کذب پر عمل ہے۔ امت مصطفیٰ ﷺ کو
چاہیے کہ ان کے ایسے جالوں سے بچیں ورنہ قیامت میں پچھتانا کام نہ آئے گا۔

يُخْرِجُ مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ قَوْمَ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ
مِنَ الرَّمِيَةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّىٰ يَعُودَ إِلَيْهِمْ فَوْقَهُ سَيَمَاهُمْ التَّخْلِيقُ. (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۴۱)

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مشرق سے ایک قوم نکلے گی قرآن پڑھیں
گے گلے سے نیچے نہ اترے گا دین سے ایسے نکلے جائیں گے جیسے تیر شکار سے پھر وہ دین میں نہ آسکیں گے حتیٰ کہ تیر واپس
آسکے گا ان کی خاص علامت سرمنڈانا ہے۔

فائدہ

وہابیوں نجدیوں کا سرمنڈانا ضرب المثل ہے۔ تمام دین پسند اس علامت سے اور ان علامت والوں سے خوب
واقف ہیں۔

عن سهل بن حنيف قال قال رسول الله ﷺ يخرج من المشرق اقوام محلقة روسهم يقرؤون القرآن بالسنتهم لا يعدوه تراقيهم يمرقون من الذين كما يمرق السهم من الرمية.

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۴)

سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مشرق کی طرف سے قومیں نکلیں گی ”سرمنڈی“ زبانوں سے قرآن پڑھیں گے گلے سے تجاوز نہ کرے گا دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیرشکار سے۔

فائدہ

تمام مسلمانوں کو معلوم ہے کہ دیوبندی وہابی جہاں بھی ہیں ان کا شعار بن گیا ہے کہ سرمنڈے ہی نظر آئیں گے اور قرآن خوانی تو گویا ان پر ختم ہے لیکن الحمد للہ دین سے بے بہرہ ہیں۔

من يقطع الله اذا عصيته ايامنى الله تعالى على اهل الارض ولا تامنونى ان من ضئضى هذا قوما يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية يقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان ، لئن انا ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد. (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۴)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امین بنا کر بھیجا ہے اگر میں خداوند کریم کا نافرماں ہوں تو فرمانبردار کون ہوگا۔ یہ منافقین مجھے امین نہیں سمجھتے یقیناً اس آدمی کے نسب سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن کے قاری ہوں گے اور خنجرے کے نیچے ایمان کی رتی نہ ہوگی دین سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیرشکار سے پار ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں ان کے ساتھ ملاقات کروں تو ان کو ضرور قوم عاد کی طرح قتل کر دوں۔

فائدہ

مسلمان سوچیں کہ جب وہ بیچارے صوم و صلوٰۃ کے پابند اور قرآن مجید کے قاری اور حافظ اور اہل قبلہ ہوں گے پھر رحمۃ للعالمین ﷺ کا ان کے ساتھ عادیسی گندی اور سرکشی لڑائی جنگ و جدال اور قتل و غارت کا کیا معنی۔
حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان من بعدی من امتی قوما یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرهم یقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان ، يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية لئن ادرکتهم لاقتلنهم قتل عاد. عن ابی

سعید

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد میری امت سے ایک قوم نکلے گی قرآن پڑھیں گے مسلمانوں کو قتل کریں گے، بت پرستوں کو چھوڑیں گے، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے اگر مجھے ملیں تو میں ان کو ضرور قوم عاد کی طرح قتل کر دوں۔

فائدہ

مصطفیٰ ﷺ کے اس کلام سے ثابت ہوا کہ آپ نے مذکورہ علامات والے اخیر زمانے میں پیدا ہونے والے منافقین کے قتل کا حکم اسی لئے دیا کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کے قتل کا حکم دیں گے بلکہ قتل کریں گے جیسا کہ نجدی نے سنیوں کا قتل عام کیا اور وہابی دیوبندی بھی اسی شرارت میں کچھ کم نہیں ورنہ کم از کم نجدی کے اس گندے کارنامے پر مسرور و مفروح ضرور ہیں۔

ان ناسا من امتی سیماهم التحلیق یقرؤن القرآن لا یجاوز حلاقیمهم یخرجون من الدین کما

یخرج السهم من الرمية ثم لا یعودون إلیه هم شر الخلق والخلیقة. (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۳)

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ میری امت سے جن کی خاص پہچان سرمندے ہوں گے وہ قرآن مجید پڑھیں گے (لیکن قرآن صرف زبان پر ہی رہے گا) قرآن کا اثر گلے سے نیچے نہ اترے گا دین سے وہ نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پھر دین کی طرف وہ لوٹ نہ سکیں گے وہ لوگ تمام مخلوق سے زیادہ فطرتاً شرارتی ہوں گے۔

فائدہ

ان کی شرارت کی داستانیں فقیر کی کتاب ”وہابی دیوبندی کی نشانی“ اور ”تبلیغی جماعت کے کارنامے“ میں پڑھیے۔

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا ہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

حل لغات

سونا، رول، دھات مشہور۔ دوسرا سونا، بضم النون وواو معروف (ہندی) خالی اجڑا ہوا سنسان، غیر محفوظ۔ تیسرا

معنی نیند۔ بن، ویران، بیابان، جنگل۔

شرح

تیرے پاس سونا ہے اور پھر تیرا نیند کرنا غیر محفوظ جنگل ویران بیابان میں یہ تو زہر پینے کے مترادف ہے پھر تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری عقل و ہوش بھی عجیب اور زالے ہے کہ تجھے معمولی سی راحت اچھی لگ رہی ہے اور سونے جیسی بڑی دولت کے ضائع ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سونا (اول) سے مراد ایمان کی دولت لے رہے ہیں اور اہل سنت کی غفلت کو نیند سے تعبیر فرماتے ہیں اور سونا بن یعنی غیر محفوظ جنگل ویران سے اپنے دور کی تاریکی اور دین پر جو انگریزوں کی طرف سے آندھیاں اور تاریکیاں چلا دی گئی ہیں مراد لے رہے ہیں اور میٹھی نیند سے سنی عوام کی غفلت مراد ہے۔ اب مطلب واضح ہے کہ سنی عوام کے حال زار پر دین کے دردمند کی اس سے بڑھ کر اور کون سی بہتر نصیحت ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس نے مجدد برحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات مان لی اس کا ایمان نہ صرف اپنا بلکہ سارا کنبہ بلکہ آنے والی نسل محفوظ ہو گئی اور جس نے آپ کی خیر خواہانہ نصیحت کی طرف توجہ نہ دی تو پھر وہ خود اگرچہ خاندانی اثرات سے محفوظ ہوا تو ورنہ اس کی اولاد اس کا کنبہ بد مذہبوں کی پشت میں آگیا جیسا کہ ہندو پاک کے حالات سے باخبر انسان بے خبر نہیں۔

آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگریزی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے

حل لغات

جھنجھلانا، غصے میں آنا، خفا ہونا۔ جمائی، کاہلی، خمار اور بیداری سے منہ پھیلا کر لمبا سانس لینا۔ انگریزی، خمیازہ، نیند کے بعد جسم کا اٹھنا۔ گالی، بُری بات، فحش بکنا۔

شرح

بیدار کرنے والے کے بیدار کرنے پر آنکھیں جیسے بیداری کے بعد عموماً ہوتا ہے پھر نیند سے محبت کرنے والے کی عادت ہے کہ بیدار کرنے والے سے غصہ کرتا ہے تو ایسا غصہ کرنا جاگنے کے بعد حسب عادت انسان منہ پھیلا کر لمبا سانس لیتا ہے تو ایسی بے شمار جمائیاں انگریزیاں اور بیدار کرنے والے بسا اوقات بیدار ہونے والا لڑائی پہ اتر آتا ہے تو بھلا بتائیے یہ تیرا اٹھنا کوئی گالی ہے جو تو بیدار کرنے والے سے لڑ رہا ہے۔ اس شعر میں امام اہل سنت اس بیوقوف کو نصیحت

فرماتے ہیں جو بد مذہبوں سے دور رہنے کی تلقین پر الٹا غصہ کرتا ہے جیسے آج کل بھی عموماً عادت ہے بالخصوص صلح کلمی قسم کے لوگوں کا حال بالکل پتلا ہے کہ وہ ایسے خیر خواہ ناصح کو الٹا بُرا بھلا کہتا ہے۔

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمت مردانہ

سب کو معلوم ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بزرگوں کے روحانی چراغ کو بڑی تند و تیز ہوا کے دور میں روشن کیا اپنے بزرگوں کے روحانی فیضان کو تاقیامت روشن کرتے رہے۔

اسماعیل دہلوی محمد بن عبدالوہاب نجدی کا چیلہ اور رشید احمد گنگوہی، محمود الحسن دیوبندی، قاسم نانوتوی، سید احمد بریلوی، اشرف علی تھانوی وغیرہ تھے ان تمام لوگوں کا سرا ایسٹ انڈیا کمپنی سے ملتا ہے۔ یہ تمام کے تمام انگریز کے تنخواہ دار تھے جو دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک نے اپنے کو غیر مقلد وہابی کہا اور دوسرے نے مقلد وہابی بن کر ہندوستان سے خفیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی باقاعدہ تحریک چلائی اور آج دن کے اجالے میں ہر شخص مشاہدہ کر سکتا ہے بلکہ تاریخ سے آج پردے اُٹھ رہے ہیں اور یہ کوئی مبالغہ نہیں امام احمد رضا قدس سرہ کا ایک مخالف اعتراف کر رہا ہے کہ اگر ہندوستان میں امام احمد رضا پیدا نہ ہوتا تو خفیت مٹ جاتی۔

امام احمد رضا کے ملامت گر لوگ

اپنے ملامت گروہ کا حال خود امام احمد رضا قدس سرہ سے سنئے۔ خود فرماتے ہیں واللہ العظیم وہ بندہ خدا بخوشی راضی ہے یہ دشنامی حضرات بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ و رسول (جل جلالہ ﷺ) کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگالیں کہ روزانہ اس بندہ خدا کو پچاس ہزار مغلطہ گالیاں سنائیں اور لکھ لکھ کر شائع فرمائیں اگر اس قدر پر پیٹ نہ بھر اور محمد رسول اللہ ﷺ کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط ہے کہ اس بندہ خدا کے ساتھ اس کے باپ دادا کا بر علماء قدس است اسرا ہم کو بھی گالیاں دیں تو ایں ہم بر علم۔

اے خوشا نصیب اس کا کہ اس کی آبرو، اس کے آباء و اجداد کی آبرو، بدگویوں کی بدزبانی سے محمد رسول اللہ ﷺ کی آبرو کے لئے سپر ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ بدگو حضرات اس بندہ خدا پر کیا کیا طوفان بہتان اس کے ذاتی معاملات میں اُٹھاتے ہیں اخباروں، اشتہاروں میں طرح طرح کی گڑھتوں سے کیا کیا خاک اُڑاتے ہیں مگر وہ اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا نہ جواب دیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ جو وقت مجھے اس لئے عطا ہوا کہ بعونہ تعالیٰ عزت محمد رسول اللہ ﷺ کی حمایت کروں حاشا

کہ اسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے دوں اچھا ہے کہ جتنی دیر مجھے بُرا کہتے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی بدگوئی سے غافل رہتے ہیں۔

بعض محمد منکم رقاء

فان ابی ووالدتی وعرضی

(خلاصہ فوائد الفتاویٰ ۱۳۲۴ھ)

کمالات احمد رضا قدس سرہ

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال ہے کہ آپ کسی سے کسی کی مذمت پر جوشِ غضب اور جذبہ انتقام اُبھر آئے ایسے ہی کسی کی مدح سے آپ کبھی خوش نہ ہوئے۔ امام احمد رضا کا ایک عظیم مجاہدہ تو دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ سے قلمی مقابلہ اور ان کی گمراہیوں کا رد و ابطال ہے اور دوسرا یہ کہ اس خدمت کے سبب حرمین شریفین کے اکابر علماء کی زبان و قلم سے مدح سن کر اپنے نفس کو عجب سے بچانا مگر بفضلہ تعالیٰ امام احمد رضا قدس سرہ نے دونوں مجاہدے بڑی کامیابی سے سر کرتے ہیں۔ تحدیثِ نعمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اپنے بندے کو یہ ہدایت دی یہ استقامت دی کہ وہ ان اعظم اکابر کی ان عظیم مدحوں پر اترتا ہے بلکہ اپنے رب کے حسنِ نعمت کو دیکھتا ہے کہ پاکی تیرے لئے کیا تو نے اس ناچیز کو ان عظماء عزیز کی آنکھوں میں معزز فرمایا نہ (یہ بندہ) ان دشنامیوں اور ان کے حامیوں کی گالیوں سے جو وہ زبانی دیتے اور اخباروں میں چھاپتے ہیں پریشان ہوتا بلکہ شکر بجالاتا ہے کہ تو نے محض اپنے کرم سے اس ناقابل کو اس قابل بنایا کہ یہ تیری عظمت اور تیرے حبیب ﷺ کی سرکار کے پہرہ دینے والے کتوں میں اس کا چہرہ لکھا جائے۔ (ایضاً)

ایک مرید معتقد حاضر تھے ڈاک میں گالیوں بھرا خط نکلا وہ پڑھ کر غصے سے سُرخ ہو گئے عرض کیا یہ شخص میرے قریب کار ہنہ والا ہے۔ اس پر مقدمہ دائر کر کے اسے قرار واقعی سزا دلائی جائے اعلیٰ حضرت نے اندر سے بہت سارے تعریفی خطوط لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے وہ پڑھ کر پھولے نہ سمائے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا پہلے ان تعریف کرنے والوں کو انعام و اکرام سے مال کر لیجئے پھر گالی دینے والے کو سزا دلائیے اور جب محبت کو فائدہ نہ پہنچا سکتے ہوں تو دشمن کو نقصان پہنچانے کی بھی فکر نہ کیجئے۔ (معارفِ رضا کراچی ۱۹۹۰ء)

جگنو چمکے پتا کھڑکے مجھ تنہا کا دل دھڑکے
ڈر سمجھائے کوئی پون ہے یا اگیا بیتابی ہے

دل لغات

جگنو، وہ کیڑا جو اندھیری رات میں درختوں وغیرہ پر چمکتا ہے، ایک زیور کا نام ہے پتا پات، ورق، کان کے ایک زیور کا نام۔ کھڑکے از کھڑکنا درخت کے سوکھے پتوں کا بجنا، دیگوں کا کھنکھنا، بگاڑ ہونا، تلوار چلنا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ ڈھڑکے از دھڑکنا، تڑپنا، پھڑکنا، بیقرار ہونا، ڈرنا۔ پون (بختین) ہندی، صبح کی ٹھنڈی ہوا، موکل، جادو کی موٹھ۔ اگیا، اگوا، رہنما، لیڈر، بیتابی (مرکب)

شرح

جگنو چمکے سوکھے درختوں کے پتے کھڑکیں اس کیفیت سے مجھ تنہا کا دل دھڑکتا ہے کہ ہائے کیا بنے گا ادھر ڈر یہ سمجھاتا ہے کہ گھبراتے کیوں ہو یہ کوئی تیرا موکل ہے یا کوئی غیبی رہبر ہوگا۔

دین کی خیر خواہی

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے عوام سنیوں کے سرمایہ ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی کاروائیوں پر اپنا حال ظاہر فرمایا ہے کہ ڈاکہ ڈالنے سے میرا حال نہایت ہی پریشان و مضطرب ہے لیکن شاباش ہے اس مردِ مجاہد کی ہمت پر کہ بڑے خونخوار ظالم ڈاکوؤں کا بے سرو سامانی کے عالم میں تنہا مقابلہ کیا اور آپ اس کو بہت بڑا جہاد سمجھتے تھے اور واقعی یہ نہ صرف جہاد بلکہ جہادِ اکبر ہے اکابر و اسلاف رحمہم اللہ نے بھی اسی کو جہاد سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ امام ابو اسحاق اسفراکنی کو معلوم ہوا کہ بدعات ہو رہی ہیں پہاڑوں پر تشریف لے گئے ان علماء کے پاس جو مجاہدات میں مصروف تھے انہیں فرمایا سوکھی گھاس کھانے والو تم یہاں ہوا مت مصطفیٰ ﷺ فتنوں میں ہے انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے ہو نہیں سکتا۔ امام وہاں سے واپس آئے اور بد مذہبوں کے رد میں نہریں بہائیں۔ (الملفوظ جلد ۱ صفحہ ۸۰)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی ان کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔ فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار کرتا ہے مانیں نہ مانیں یہ ان کا کام۔ فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اس قدر نسبت کافی ہے لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان جس کو یہ نسبت

حاصل ہے اس کو کسی مجاہدے کی ضرورت نہیں اور اسی میں کیا ریاضت تھوڑی ہے جو شخص عزت نشین ہو گیا نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے نہ اس کی آنکھوں کو نہ اس کے کانوں کو اس سے کہیں جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے اور چاروں طرف سے موصل کی مار پڑ رہی ہے۔ (المسلمو: جلد ۳ صفحہ ۳۸)

امام احمد رضا قدس سرہ

اب آپ امام احمد رضا کے شب و روز کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ انہوں نے کتنا عظیم مجاہدہ کیا ہے پوری زندگی خدمت دین اور پیارے مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑوں کو ہوشیار کرنے اور ہر نان دین کی گالیاں سننے میں بسر کی ہے جس کا نقشہ اس سے پہلے والے عنوان میں پیش کر چکا ہوں اور یہ سلسلہ بعد وصال بھی جاری ہے ایک طرف ان کی تصانیف سے حفاظت دین و مسلمین ہوتی جا رہی ہیں اور دوسری طرف مخالفین کی گالیوں کا بھی تانتا بندھا ہوا ہے یہی وہ عظیم مجاہدہ تھا کہ ان کے مرشد طریقت نے کسی اور ریاضت کی ضرورت نہ سمجھی بلکہ خلافت و اجازت کے ساتھ تمغہ امتیاز بھی بخش دیا کہ روز قیامت اگر احکم الحاکمین نے فرمایا آلِ رسول تو میرے لئے کیا لایا ہے؟ تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا۔

علامہ ابن الجوزی **صفۃ الصفوۃ** میں حضرت سفیان بن عیینہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں

ارفع الناس منزلة من كان بين الله وبين عبادته وهم الانبياء والعلماء

لوگوں میں سب سے بلند مرتبہ وہ حضرات ہیں جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں یہ انبیاء ہیں اور علماء۔

ایک صحرا نشین خلوت گزریں عابد مرتاض صرف اپنے کو نارِ جہنم سے بچانے کی سعی کرتا ہے بھلا یہ اس سے کم کیوں کر ہو سکتا ہے یقیناً یہ اس سے افضل و اعلیٰ ہے بشرطیکہ جو کچھ کر رہا ہے اس سے اس کا مقصود ذاتِ احد اور خوشنودی خدا اور رسول ہو اور یہ شرط تو خلوت گزریں عابد مرتاض کے لئے بھی ہے۔

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ (پارہ ۲۸، سورۃ الجمعۃ، آیت ۴)

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ (معارف رضا شمارہ دہم)

بادل گرے بجلی تڑپے دھک سے کلیجا ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

دل لغات

تڑپے از تڑپنا، بے قرار ہونا، لوٹنا، اچھلنا، بہت آرزو مند ہونا۔ دھک، چھوٹی جوں، دل کی ناگہانی حرکت (یہی مراد ہے) کلیجہ دھک ہو جانا، خوف کے سبب دل کا کانپنا، خوف چھانا، اندیشہ ہونا۔ بن، جنگل، بیابان، روٹی کا کھیت۔ گھٹا (بالتخفیف) سیاہ بادل، میکھ، گھن۔ بھیانک، ڈراؤنا۔ کالی کالی (گھٹا) نہایت سیاہ امر۔

شرح

بادل گرے بجلی تڑپے اس خوف سے کلیجہ کانپ اُٹھتا ہے دل پر خوف چھا جاتا ہے کہ جنگل ویران میں ہوں اور کالی کالی گھٹائیں کیسی بھیانک اور ڈراؤنی صورت ہے۔ اس شعر میں بھی اپنے دور کی سیاسی اور مذہبی زبونی کا حال ظاہر فرمایا ہے اور ساتھ ہی اشارہ فرمایا ہے کہ اسلام کو مٹانے کے لئے کتنا ہولناک اور بھیانک ماحول تھا کہ دل کانپ جاتا ہے اور خوف سے کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔ اس کی تصدیق وہی حضرات کر سکتے ہیں جنہیں اس تاریک ماحول سے واقفیت ہے۔

سیاست کی پُر خار وادی

امام احمد رضا قدس سرہ کے دور کی سیاسی ماحول کا ایک مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو۔

آزادی کے متوالے شمع حریت پر پروانہ وارثا رہنے کے لئے میدانِ عمل میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ایسے تاریخ ساز لحاظ میں بعض حضرات گاندھی کو ولی ثابت کرنے میں مصروف تھے مسلمانوں کے اس ازلی دشمن کو مسجد و محراب میں لا کر منبر پر بٹھایا جا رہا تھا اسی دوران تحریک خلافت چلی اور کے ساتھ ہی تحریک ترک موالات کا بہت شہرہ ہوا۔ اگر چہ ان تحریکات میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی جیسے کئی رہنما پیش پیش تھے مگر ان تحریکات کو گاندھی اور نہرو جیسے مسلم دشمن ہندو لیڈروں کی آشیر باد حاصل تھی بھلا گاندھی کو خلافتِ اسلامیہ کے قیام سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی وہ تو صرف خرمنِ اسلام کو جلتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا ایسے عالم میں احمد رضا خاں نے کس طور پر ملتِ اسلامیہ کی راہنمائی کی اس کی ایک جھلک مشہور مورخ میاں عبدالرشید کی تحریر میں ملاحظہ کیجئے۔

آپ (علی حضرت) کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے میدانِ سیاست میں نیشنلسٹ مسلمانوں کی سخت مخالفت کی۔ یہ وہ لوگ تھے جو ہندو مفادات کو تقویت پہنچا رہے تھے۔ حضرت بریلوی کا موقف یہ تھا کہ کافروں اور

مشرکوں سے مسلمانوں کا ایسا اشتراک عمل نہیں ہو سکتا جس میں مسلمانوں کی حیثیت ثانوی ہو۔ انہوں نے گاندھی اور دوسرے ہندو لیڈروں کو مساجد میں لے جانے کی مخالفت کی کیونکہ قرآن پاک کی رو سے مشرکین نجس اور ناپاک ہیں۔ آپ قائد اعظم کی طرح تحریک عدم تعاون اور تحریک ہجرت دونوں کے مخالف تھے کیونکہ یہ دونوں تحریکیں اس براعظم کے مسلمانوں کے مفادات کے منافی تھیں۔ حضرت بریلوی کا کہنا تھا کہ نیشنلسٹ مسلمانوں کی ابھی ایک آنکھ کھلی ہے انہیں چاہیے کہ وہ دونوں آنکھیں کھولیں یعنی ابھی وہ صرف انگریز کی مخالفت دیکھ سکتے ہیں ہندو کا تعصب اور عداوت نہیں دیکھ پائے۔ (جہانِ رضا، مرتبہ مرید احمد چشتی، ۱۴۰۱ھ)

امام احمد رضا خاں انگریز دشمنی کے ساتھ ہندو دشمنی کے بھی قائل تھے۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کا دکھاوے کے لئے جب بھی ساتھ دیا تو ساتھ ہی ترک گاؤ کشی کا مطالبہ کیا۔ تحریک خلافت اور پھر تحریک موالات کے زمانے میں (۱۹۱۹ء-۱۹۲۲ء) ترک گاؤ کشی کا مطالبہ کیا گیا تو مسلم عمائدین نے سیاسی پلیٹ فارم سے اس کی تائید کر دی۔ اعلیٰ حضرت نے ہندوؤں کے مخفی عزائم کو بھانپ کر ان کی دکھاوے کی دوستی اور مسلم عمائدین کی ہندو نوازی کا بھرم کھول کر سلطنت اسلامیہ کے لئے راہ ہموار کی۔ تحریک آزادی ہند کے ایک دور میں بعض علماء ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلمانوں کو ہجرت پر اکساتے رہے۔ اس ہجرت کا فائدہ ہندوؤں کو ہی پہنچا کسی ہندو نے ہندوستان نہ چھوڑا بلکہ یہ ملک چھوڑنے والوں کی جائیدادیں اونے پونے داموں میں خریدتے رہے اور جب یہ خود ساختہ مہاجرین ذلت و خواری کے بعد واپس آئے تو ان کے لئے گھر اور گھاٹ دونوں کا تصور خواب بن چکا تھا۔

چھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا

رسالہ اعلام الاعلام، انفس الفکر فی قربان البقر اور دوام العیش میں ان ہی مسائل کے بارے میں بحث ملتی ہے۔ امام احمد رضا خاں سے ترکی کے حکمران کی حالت چھپی نہ تھی وہ اسے سلطان تو سمجھتے تھے مگر خلافت اسلامیہ کا سربراہ ہونے کے ناطے خلیفۃ المسلمین ماننے کو تیار نہیں تھے۔ آپ کے نزدیک شریعت اسلامیہ میں خلیفۃ الاسلام کے لئے شرائط اور ان کی اتباع و حمایت کے احکام جدا جدا تھے۔ قدرت نے حضرت بریلوی کے موقف کی اس طرح تائید کی کہ ہندوستانی علماء تو گاندھی کو ساتھ ملا کر نام نہاد خلافت کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے اسلام کے بہت سے بنیادی اصولوں سے روگردانی کرتے رہے اور ادھر ترکی کے اندر مصطفیٰ کمال پاشا نے باطل قوتوں کے خلاف آگ اور خون کے دریاعبور کرتے ہوئے ترکی کی نشاط ثانیہ کی بنیاد رکھ دی اور خود ہی خلافت کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔ کمال اتاترک کا یہ اعلان اعلیٰ

حضرت بریلوی کی فقہی بصیرت، سیاسی پختگی، دینی استواری اور مستقبل بینی کا بین ثبوت تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ آپ کو مسلمانوں کی بہبودی کے لئے تمام تدابیر خدا کی تقدیر کا پرتو لئے ہوئے تھیں کہ

ڈھلتے ہیں مری کار گہ فکر میں انجم لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

جب سورج چمکنے لگتا ہے تو اس کی روشنی کو کم کرنے کے لئے سائے منڈلانے لگتے ہیں مگر وہ اس حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں کہ

سورج کا ہے کام چمکنا سورج آخر چمکے گا

آپ کے حاسدین اور معاندین نے آپ کی ہندو دشمنی اور گستاخانہ عبارات پر ان کو ٹوکنے کی پاداش میں آپ پر انگریز دوستی کا الزام عائد کر دیا۔ جب اس الزام کی نوعیت اور اس سے متعلق امور کا جائزہ لیا گیا تو یہ عاشق رسول ﷺ دوسرے تمام حریت پسندوں سے بڑھ کر انگریز دشمن ثابت ہوا۔ آپ کے مزاج آشنا سید الطاف علی بریلوی اس صورت حال کا جائزہ یوں لیتے ہیں۔

سیاسی نظریئے کے اعتبار سے حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بلاشبہ حریت پسند تھے۔ انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی۔ شمس العلماء قسم کے کسی خطاب وغیرہ کو حاصل کرنے کا ان کو یا ان کے صاحبزادگان مولانا حامد رضا خاں یا مصطفیٰ رضا خان صاحب کو کبھی تصور بھی نہ ہوا۔ والیان ریاست اور حکام وقت سے بھی قطعاً راہ و رسم نہ تھی۔ (گناہ بے گناہی صفحہ ۴۳)

اور ڈاکٹر سید الطاف حسین کے لفظوں میں تاریخ میں اس سے بڑا جھوٹا شائد کبھی بولا نہ گیا ہو کیونکہ حقیقت اس کے قطعاً برعکس تھی۔ (معارف رضا صفحہ ۸۱، ۸۲، ۱۹۸۵ء)

یہ اعلیٰ حضرت کا فیضان ہے کہ آپ نے اس وقت ہندو، انگریز اور دوسرے تمام غیر مسلموں سے مقاطعہ کی تعلیم دی جب بڑے بڑے سیاسی زعماء ابھی منقار زیر پر تھے۔ آپ کی یہی صدائے رندانہ کام کر گئی۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی دیگر راہنماؤں اور ہندو اشتراک کے داعیوں نے اپنے گذشتہ فیصلوں پر ندامت کا اظہار کر کے مسلمانوں کے علیحدہ قومی اور اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے کا اعلان کیا۔ (حیات صدرالافاضل صفحہ ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵)

آپ کی مساعی رنگ لا کر رہی۔ آپ کی تعلیمات، تصانیف، ارشادات، خطبات اور آپ کے زیر انتظام کام

کرنے والے دینی مدارس کے اساتذہ علماء اور برصغیر کے تمام ممتاز مشائخ نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے جو پہلے ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے یقیناً آپ کی تعلیمات سے اثر قبول کیا ہوگا اور یہ اسی جذبے کا فیضان ہوگا کہ اقبال نے اعلان کر دیا کہ

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب کو نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

اور پھر اقبال کا یہ نعرہ مستانہ بھی اس فیضانِ اعلیٰ حضرت کی کڑی نظر آتا ہے

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
حسین احمد زدیو بند این چہ ابو العجمی است

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ ہے خبر ز مقام محمد عربی است

تحریک پاکستان کے سلسلہ میں علماء، مشائخ اہل سنت و جماعت کی مساعی کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ علماء و مشائخ بلاشبہ اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ دو قومی نظریہ کی سر بلندی کے لئے کام کر رہے تھے۔ ان علماء و مشائخ نے ہر قسم کی مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر کام کیا۔ جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اس وقت سے ایک عرصہ پیشتر امام احمد رضا خاں دار فانی سے کوچ کر چکے تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس روز اس مردِ کامل کی روح عالمِ قدس میں فرط مسرت سے جھوم رہی ہوگی کہ آج ان کے محبوب ممدوح دو عالم حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا پرچم تھام کر چلنے والا قافلہ منزل سے ہمکنار ہو چکا ہے۔

فطرت کے مقاصد سے عیاں اس کے ارادے
دنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان

مذہبی محاذ نمبر ۱ قادیانی

انگریز کا خود کاشتہ پودا ”قادیانیت“ کی صورت میں زمین میں جڑیں پکڑ رہا تھا۔ انگریز حکومت ہر ممکن طریق سے قادیانیت کو نواز رہی تھی تا کہ مسلمانوں کی مرکزیت یعنی عشقِ رسول ﷺ دم توڑ جائے نا سمجھی یا کم فہمی کی بناء پر بعض دیوبندی اور اہل حدیث علماء کی تحریریں بھی ان کو جواز مہیا کر رہی تھیں۔ اس دور پر آشوب میں امام احمد رضا کی تصنیف ”الجزاز الدیانی علی المرتد القادیانی“ (۱۳۴۶ھ) قولِ فیصل بن کرطلوع ہوئی۔ آپ کی بانگ درا نے قادیانیت کے ایوانوں میں لرزہ طاری کر دیا۔ اس کے علاوہ ”السوء والعقاب“ (۱۳۲۰ھ) ”المبین ختم النبیین“ (۱۳۲۶ھ) اور ”فہر الذیان علی مرتد بقادیان“ علمی و فقہی شہ پارے تخلیق کر کے ثابت کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی اور مجدد تو کجا ایک عام انسان کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا۔ ایسے عالم میں جبکہ حکومت وقت قادیانیوں کو زبردستی مسلمان

قرار دینے پر تلی ہوئی ہو اور عامیہ الناس بھی انگریز کے اس معنوی فرزند کے سیاسی مضمرات سے غیر آگاہ ہوں اعلیٰ حضرت کی تحریروں نے بے شمار بھولے بھٹکے مسلمانوں کو پھر سے جادہ حق پر گامزن کر کے عشق سلطانِ مدینہ ﷺ کی دولت لازوال سے بہرہ ور کر دیا۔

مذہبی محاذ نمبر ۲ وہابی دیوبندی

امام اہل سنت کے لئے کٹھن ترین مسئلہ اپنے اسلاف کے مسلمہ عقائد و نظریات کی تبلیغ و ترویج تھی قدرت ان کو ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کی پاسداری کے لئے منتخب کر چکی تھی۔ اعلیٰ حضرت تو عشق کے بندے تھے وہ کسی کو چھیڑنا یا کسی کی دلازاری کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن جہاں ناموسِ رسالت مآب ﷺ خطرے میں ہو جہاں حضور ﷺ کی شخصیت کو مسخ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے آزمائے جارہے ہوں، جہاں حضور کی ذات، آپ کی نورانیت، بے مثال بشریت، علم غیب کو باز پچھ اطفال بنا کر رکیک عبارات لکھی جارہی ہوں، جہاں حضور کے خصائص و فضائل سے انکار کیا جارہا ہو، جہاں حضور اکرم ﷺ کے محاسن قدسی کو نشانہ بنانے کے لئے بے محل تراکیب اور توہین آمیز تشبیہات و استعارات سے کام لیا جارہا ہو وہاں آقائے دو عالم ﷺ کا یہ غلام کہ جسے عبدالمصطفیٰ ہونے کا دعویٰ تھا کب تک خاموش رہتا اور کیوں خاموشی اختیار کرتا؟ اگر اعلیٰ حضرت خاموش رہتے تو ان کی خاموشی منافقت اور مصلحت اندیشی کا دوسرا نام ہوتی۔ وہاں تو آتش نمرود آپ کو کردارِ خلیل کے لئے آمادہ کر رہی تھی کہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی استیوں میں مجھے ہے حکم ازاں لا الہ الا اللہ

یہی حکم ازاں اب امام احمد رضا کا مقدر بن چکا تھا۔ آپ نے گالیاں کھائیں، طعنے سنے، آپ پر بدعتی اور مشرک ہونے کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر دی گئی، شیشے کے گھروں کے مکین آپ پر سنگ باری کر رہے تھے، آپ کی شخصیت کو مسخ کیا جارہا تھا، آپ پر عدالتوں میں مقدمے دائر کئے جارہے تھے، رقیبوں نے انگریزی تھانوں میں رپٹ لکھوا دی تھی کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

مگر اس مردِ حق آزما کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ گالیاں خراج وصول کرتا رہا، اغیار کی سنگ باری پر مسکراتا رہا، وہ جانتا تھا کہ یہ تمام ابتلائیں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی بالاتری کے نام پر اس پر نازل ہو رہی تھیں۔ اب فقط مدافعت کا وقت نہیں رہا تھا بلکہ حریفوں کے قلعوں پر ضرب کاری لگانے کا وقت تھا۔ سلطانِ دو عالم ﷺ کی محبت اس پر سایہ فگن تھی، رحمتِ خداوندی شامل حال تھی۔ اس نے زبان سے ڈھال کا اور قلم سے تلوار کا کام لیا اور تمام باطل قوتوں کو

لکارتے ہوئے کہا

کلمہ رضا ہے خنجرِ خوارِ برقِ بار اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

عظمت و شانِ مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے عاشقِ رسول ﷺ ہونے کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے خصائصِ مصطفویٰ اور مقاماتِ نبوت کے نام پر درجنوں کتب تصنیف کیں۔ آپ نے اور آپ کے شاگردوں اور متاثر علماء نے بے شمار مناظرے کئے مگر آپ نے کہیں بھی سو قیادہ یا ریکی زبان استعمال نہیں کی البتہ اس زبان پر ضرور اعتراض کیا جو حضور اکرم ﷺ کے بارے میں اغیار نے استعمال کی۔

مذہبی محاذ نمبر ۲ روافض

قادیانیت اور گستاخانِ رسول ﷺ کا تعاقب جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ نے رافضیوں اور خارجیوں کے نظریات پر بھی قرآن و سنت کی روشنی میں مثبت تنقید کی۔ اثنا عشری حضرات جب اہل بیت کے نام پر عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کی ہمدردیاں حاصل کر رہے تھے اور ڈرتھا کہ یہ فتنہ ملتِ احناف کی صفوں میں رخنہ اندازی کا باعث نہ بن جائے اس مقصد کی خاطر آپ نے ”ردالرفضہ (۱۳۴ھ)“ ”الادلة الطاعنة (۱۳۵ھ)“ اور رسالہ ”تعزیه داری“ (۱۳۲ھ) تصنیف فرمائے۔ ان کتب میں آپ نے شیعہ حضرات کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے ان کی رسوم اور بہت سے عقائد کو دینِ مصطفیٰ ﷺ سے متصادم قرار دیا۔ شیعہ حضرات کی اصلاح کے لئے آپ نے اور بھی کئی رسائل لکھے۔ اس ضمن میں بعض رسائل اہل سنت و جماعت کی اصلاح عقائد کے لئے تحریر فرمائے کہ اور کوئی تحریک اصلاح کے پردے میں ان کی تخریب کا سامان مہیا نہ کر دے۔ (معارفِ رضا کراچی ۱۹۹۲ء ملخصاً)

پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے مونہ

مینہ نے پھسلن کر دی ہے اور دُھر تک کھائی نالی ہے

حل لغات

ٹھوکر کھائی، ٹھوکر کھانا، پتھر سے پاؤں ٹکرانا، پاؤں کی چوٹ کھانا، الجھ کر گر پڑنا، نقصان اٹھانا، بھولنا چوکنا، دھوکہ کھانا۔ اوندھے منہ، اُلٹے منہ۔ مینہ، بارش۔ پھسلن، رپٹن، لغزش۔ کھائی، خندق، وہ گڑھا جو قلعہ یا شہر کے ارد گرد کھودتے ہیں۔ نالی، موری، ورزش کرنے کا گڑھا۔

شرح

ایسے سخت اور غلیظ ماحول میں احیائے دین کے لئے امام احمد رضا قدس سرہ خود کو میدان میں لے آئے تو ابھی پاؤں اٹھا تو ہزاروں مصائب کے پہاڑ ٹکرائے جن سے ذرا سی پریشانی آئی اس سے سنبھلے ہی تھے کہ اور شدید مصائب سامنے آئے ان سے مقابلہ پر سخت بحران میں مبتلا ہوئے لیکن جہاں بارش نے ماحول کو سراپا پھسلن بنا رکھا ہے اس کا کیا کیا جائے اور پھر بچنا بھی مشکل ہی ہے کہ منزل تک پہنچنے کے آگے بڑا گھڑا اور اتنا گہرا کہ گرتے ہی ڈوب جانے کا خطرہ ہے۔

مرد میدان

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی ساری زندگی کی پُرکٹھن داستان کو سمیٹا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جس ماحول میں امام احمد رضا قدس سرہ نے آنکھ کھولی اس کا حال یہ ہے کہ برطانوی سامراج برصغیر پاک و ہند پر اپنے استبدادی پنجے گاڑ چکا ہے، مسلمان غلامی کی شب و دیور کو اپنا مقدر سمجھ کر انگریز کی اطاعت کو مشیت ایزدی سے تعبیر کر رہے ہیں، احساسِ زیاں دلوں سے رخصت ہو چکا ہے، انگریز اپنی استبدادیت کو مضبوط تر کرنے کے لئے مسلمانوں پر بار بار ضربِ کاری لگا رہا ہے، امام فضل حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کوری، مولانا کفایت علی کافی، مولانا احمد اللہ مدد راسی جیسے آزادی پسند علماء کے تصور سے اسے دہشت آتی ہے۔ وہ وقت کے ابوالفضل اور فیضی ڈھونڈ رہا ہے۔ ملت اسلامیہ برصغیر کے اجتماعی ضمیر پر ضربِ کاری لگانے کے لئے وہ قادیانیت کی صورت میں ایک پودا لگاتا ہے کہ ایک روز یہ نخل ثمر آور بنے گا۔ رافضیت و خارجیت مسلمہ عقائد کا وجود خطرے میں ڈالے ہوئے ہیں۔ عشق رسول ﷺ کے جذبہ لاہوتی کو ختم کرنے کے لئے نجد کے صحراؤں سے ایک آندھی اُٹھتی ہے جسے محمد بن عبد الوہاب کی تائید حاصل ہوتی ہے اور بہت سے سادہ لوح مسلمان توحید پرستی کے زعم میں محبت رسول ﷺ کو فراموش کر بیٹھتے ہیں جو کہ ایمان کی اساس ہے۔ مسلم زعماء ڈھڑا دھڑا ایسی تصانیف پیش کر رہے ہیں جن سے جہاد کی مذمت اور انگریز کی اطاعت کی تعلیم ملتی ہے۔ انگریزی سامراج کے سائے میں پرورش پانے والا ہندو مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنانے کے لئے فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکا رہا ہے۔ وطن پرستی کے نام پر ہندو مسلم زعماء کے ایک طبقے کوششے میں اتار کر ہندو مسلم سکھ بھائی بھائی کا نعرہ لگا کر دو قومی نظریہ اسلام کی دھجیاں بکھیرنے پر تلا ہوا ہے۔ مسلم زعماء کی اسلامی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ خلافت کی تحریک چلاتے ہیں تو برصغیر کے سب سے بڑے اسلام دشمن مسٹر گاندھی کو منبر و محراب کی زینت بنانے لگتے ہیں۔ مصلحت آمیز کے اسیران مسلمانوں کو سبھاش چندر بوس اور پنیل میں عظمت اسلاف کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ مسلم تہذیبی اداروں کو ہندو سیاست کا

مرکز بنایا جا رہا ہے۔ اصلاح عقائد کے نام پر حضور اکرم ﷺ کی شخصیت، آپ کے کردار اور لامتناہی علم کو چیلنج کیا جا رہا ہے حتیٰ کہ امکانِ کذب باری کے سلسلے میں خدا کی ذات بھی احتساب سے بالاتر نظر نہیں آتی۔ یہ دور کٹھن بھی ہے اور پُرفتن بھی، تحریک ترک موالات کے نام پر پہلے سے پسماندہ مسلمانوں کے گھر لٹوائے جا رہے ہیں۔ مسائل بے شمار ہیں مگر اتنے مصلحین ایک ہی وقت میں کس طرح دستیاب ہو سکتے ہیں؟

اہل ایمان روشنی کی کرن کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ ۱۰ اشوال المکرم ۲۰۱۷ھ کو حضرت مولانا نقی علی خان کے گھر جنم لینے والے امام احمد رضا محدث بریلوی کی صورت میں برصغیر کے مسلمانوں کو وہ شخصیت عطا ہوتی ہے جو گفتار کی غازی اور کردار کی دھنی ہے۔ جس کی زبان محبت رسول ﷺ کی تاثیر سے فیض ترجمان بن چکی ہے۔ اس دانائے راز کی نظر مسلمانوں کی سیاسی، اخلاقی اور مذہبی ابتری کے ساتھ ساتھ اسلام دشمن تحریکات پر بھی پڑتی ہے۔ اس کے ارادوں میں سنگ خارا کی سختی اور سمندروں کی فراخی ہے اور اس کا حوصلہ پہاڑوں سے سر بلند اور فہم انسانی کی وسعتوں سے ماورا ہے۔ اسے احساس ہے کہ اسے چوکھی جنگ لڑنا ہے اسے ایک ہی وقت میں کئی دشمنوں سے جنگ کرنا ہے وہ مدافعت کا ہی نہیں بلکہ غنیم کی صفوں پر آگے بڑھ کر حملہ کرنے کے انداز بھی جانتا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی نے جب اسلامیانِ برصغیر کے دلوں میں جھانک کر دیکھا تو انہیں یہ دل عشقِ مصطفویٰ ﷺ وہ مرکز و محور ہے جس کے گرد روح ارضی طواف کرتی ہے۔ امت حضور ﷺ کے دلوں کو عقیدت رسول ﷺ سے کی تپش سے آشنا کرنے کے لئے آپ نے اپنی تمام فکری، نظری، علمی، عملی، روحانی، قلمی اور ادبی و شعری صلاحیتوں سے کام لیا۔ اعلیٰ حضرت بجا طور پر سمجھتے تھے کہ جب تک امت اسلامیہ عشقِ حضور ﷺ کو اپنا خضر راہ نہیں بنائے گی اُس وقت تک منزل آشنا نہیں ہو سکے گی۔ عشقِ مصطفویٰ ﷺ کی شمعیں ضو فگن کرتے ہوئے جب آپ نے ماحول پر ایک نظر ڈالی تو ایسی کتب کثیر تعداد میں نظر آئیں جن میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی تنقیص اور گستاخی کے پہلو غالب تھے اس پر اعلیٰ حضرت کا دل تڑپ اٹھا آپ نے ان کتب کے مصنفین کی توجہ کفریہ عبارات کی طرف مبذول کروائی تو بجائے اس کے کہ یہ حضرات بارگاہِ مصطفویٰ ﷺ میں معذرت کے طالب ہوئے انہوں نے اسے انا کا مسئلہ بنا لیا اور اپنی گستاخانہ عبارات کی حمایت میں کتب پیش کرنے لگے۔ اب اعلیٰ حضرت کا قلم حرکت میں آچکا تھا اس دور میں جب کہ ہمارے بیشتر علماء

رات بہت تھ جائے صبح ہوئے آرام کیا

کے مصداق غفلت کی نیند سو رہے تھے اعلیٰ حضرت نے کاروانِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے مقام و مرتبہ اور خصائل و

فضائل واضح کرنے کے لئے درجنوں تحقیقی اور تاریخی کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ ”حداائق بخشش“ عشق حضور ﷺ کی کامل دستاویز ہے۔ عشق رسول ﷺ کے ضمن میں آپ کے بدترین مخالف بھی آپ کی رسول خدا ﷺ سے محبت کو آپ کے لئے توشہ آخرت جانتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال پر جناب اشرف علی تھانوی کا اظہار تعزیت اور آپ کے عشق رسول ﷺ کے جذبہ کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے کہ میرے دل میں احمد رضا کا بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول ﷺ کی بناء پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔ (چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء)

خلاصہ یہ کہ وہ ایک فرد واحد تھا مگر پوری ملت کا ترجمان وہ ایک مرد حق تھا مگر پوری ملت اسلامیہ کے عقائد کا پاسبان وہ غوث الاعظم کا پرچم بردار، امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کا پاسدار، غزالی کے تدبیر کا افتخار، رازی کی گرہ کشائیوں کا امانت دار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تعلیمات کا شارح، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی شان تجدد کا آئینہ دار، امام فضل حق خیر آبادی کی حق گوئی کا علمبردار اور علامہ کفایت علی کافی کے عشق رسول ﷺ کا در شاہوار تھا۔ اس کا اپنا کوئی نہیں تھا وہ تو عمر بھر عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ کے لئے مصروف جہاد رہا۔ وہ کسی نئے فرقے کا بانی نہیں تھا بلکہ وہ تو زندگی کی آخری ساعتوں تک اسلام کی نشاط ثانیہ کے لئے محو عمل رہا۔ وہ کسی جدید نظریے کا خالق نہیں تھا بلکہ اس کے دل کی دھڑکنیں گنبد خضراء کی نورانی طلعتوں سے حیاتِ نو لیتی ہیں مگر اس کے باوجود اس کا نام برصغیر پاک و ہند میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں سنییت کا اظہار اور عشق رسالت مآب ﷺ کا اعزاز بن چکا ہے۔ اب وہ محض ایک شخص ہی نہیں رہا بلکہ اس کا نام لیتے پوری صدی کی داستان عشق و عقیدت کا ایک ایک ورق ہماری عقیدتوں کا خراج لے کر اس کے وجودِ تنہا کو پوری صدی پر محیط کر دیتا ہے۔

آخر وہ ہمہ صفت موصوف جو ٹھہرا

آخر وہ مجددِ ملت جو ٹھہرا

(معارفِ رضا کراچی ۱۹۹۲ء ملخصاً)

ساتھی ساتھ کہہ کر پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے

پھر جھنجھلا کر سردے ٹپکوں چل رے مولیٰ والی ہے

دل لغات

ساتھی، ہمراہی، ہم سبق، مددگار۔ جواب، اتر مقابل، ثانی، بدلا، موقوفی، جوڑا، نا منظوری۔ جھنجھلا کر، غصہ ہو کر، خفا ہو کر۔ ٹپکوں، ٹپکنا، قطرہ قطرہ گرنا، رہنا، چھننا، پکے پھل کا گرنا، زخم میں درد ہونا۔ والی، مالک۔

شرح

ایسے سخت پریشان کن ماحول میں میں پکاروں اور ساتھیو آؤ مل کر کام کریں تاکہ انگریز کا یہ بچھایا ہوا جال کہیں اہل اسلام پا مال نہ کر ڈالے لیکن کوئی ساتھی نہیں کہ مل کر کام کرے مایوس ہو کر خفا ہوتا ہوں لیکن کام کو جاری رکھتے ہوئے دل کے زخموں کی پردہ کئے بغیر خود کو کہتا ہوں چل اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ کریم غیبی مدد سے نوازے گا۔

ساتھیوں کو پکارا

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے معاصرین اہل سنت علماء کرام کو اپنے ساتھ ملانے کی بڑی کوشش فرمائی لیکن بجائے تعاون کے بعض تو اس قدر مخالف ہو گئے کہ مقدمہ بازی پر تل گئے جیسے بعض علمائے دکن و علمائے بدایوں و علمائے رامنور و علمائے فرنگی محل رحمہم اللہ تعالیٰ نے بعض مسائل میں ودیگر وجوہ سے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اتنا شدید ردِ عمل ممکن ہے آپ کے ساتھ بیگانوں نے نہ کیا ہو۔ ایک نمونہ جناب سید الطاف علی بریلوی کا عینی مشاہدہ ملاحظہ ہو

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عہد تھا کہ کبھی وہ انگریز کی عدالت میں نہ جائیں گے۔ اس کا سب سے زیادہ مشہور واقعہ جو میرے مشاہدہ میں آیا تھا علمائے بدایوں سے ”نماز جمعہ کی اذانِ ثانیٰ نزد منبر یا صحن مسجد کے ہو“ کے مسئلہ پر اختلاف تھا جس کی بناء پر مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی۔ اہل بدایوں مدعی تھے اور انہوں نے اپنے ہی شہر کی عدالت میں استغاثہ دائر کیا تھا۔ مولانا صاحب کے نام عدالت سے سمن آیا اس پر لوگ جمع ہو گئے نہ صرف جمع ہوئے بلکہ آس پڑوس کی سڑکوں اور گلیوں میں ڈیرے ڈال دیئے دن رات اس عزم کے ساتھ چوکسی ہونے لگی کہ جب وہ سب اپنی جان قربان کر دیں گے تو قانون کے کارندے مولانا کو کیسے ہاتھ لگا سکیں گے۔ فداکاروں اور جانثاروں کا ہجوم جب بہت بڑھ گیا اور محلہ سوگردان میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی تو گھنی آبادی سے دور مسجد نومحلہ کے قریب ایک کوٹھی میں حضرت کو منتقل کر دیا گیا۔ اس کوٹھی کے سامنے گورنمنٹ ہائی اسکول کا نہایت وسیع کمپاؤنڈ تھا جس میں کئی لاکھ آدمی سما سکتے تھے۔ اسی کشاکشی کے دوران بدایوں کی کچھری میں مقدمہ کی پیشیاں ہوتی رہیں جن میں بکثرت لوگ بریلی بھی جاتے تھے۔ اہل بدایوں کا بھی خاص اجتماع ہوتا ایک دوسرے کے مقابل کیمپ لگتے اور ہر لمحہ باہمی تصادم کا خوف رہتا۔ ایک پیشی کے موقع پر میں بھی اپنے چچا کے ہمراہ گیا تھا اور وہاں پہلی اور آخری بار میں نے اس دور کے مشہور ماہر قانون جناب مولوی حشمت اللہ بار ایٹ لا کو دیکھا یہ سرسید کے دوست تھے۔ ۱۸۹۲ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس ہفتم کے صدر ہوئے

تھے۔ فی الوقت میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ مولوی حشمت اللہ صاحب ہی کی کوشش سے مقدمہ مذکور اس طرح خارج ہو گیا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آن قائم رہی یعنی وہ ایک مرتبہ بھی عدالت حاضر نہ ہوئے اور انہوں نے زبانی یا تحریری کسی قسم کی معذرت خواہی کی کیونکہ بعد ازاں انتہائی وسیع پیمانے پر مبارکبادیوں کا سلسلہ کئی ہفتے تک جاری رہا۔ محلہ محلہ اور کوچہ کوچہ سے جلوس نکال کر سڑکوں پر اس طرح گشت کر کے مولانا صاحب کے دولت کدہ پر پہنچتے کہ چھڑکاؤ ہو جاتا، گلاب پاشی ہوتی اور میلا دھوانوں کی ٹولیاں گلوں میں ہار ڈالے جھوم جھوم کر جوش و خروش کے ساتھ خود مولانا کا نعتیہ کلام بلاغت نظام پڑھتے جاتے۔ مٹھائی اور ہار پھولوں کی خواں پوش سینیاں بھی ساتھ جاتیں جو منزل مقصود تک پہنچ کر حضرت کی خدمت اقدس میں پیش کر دی جاتیں حضرت ان سب چیزوں کو مجمع میں تقسیم کر دیتے۔ (معارف رضا کراچی ۱۹۸۶ء)

پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے

دل لغات

آس، امید، آرزو، اولاد، توقع، بھروسہ، حمل، پناہ۔ پاس، نزدیک۔ ہارے جی سے عاجز دل سے۔ رفاقت، ہمراہی، دوستی، وفاداری، ہمدردی۔ پالی ہے، حاصل کر لی ہے۔

شرح

ہر طرف پھر اور دیکھتا رہا کہ کوئی حامی و یار ملے لیکن کوئی توقع کہیں سے نہ ملی ہاں ٹوٹی آس نے اپنے ہارے جی سے رفاقت پالی۔

ہمت نہ ہاری

امام احمد رضا قدس سرہ کی ساری زندگی احیاء دین و سنت اور ناموس رسالت کی حفاظت و صیانت میں بسر ہوئی ہے وہ اپنی اور اپنے ابا و اجداد کی عزت پیارے آقا کی عزت پر قربان کرتا ہے۔ دشمنوں سے گالیاں سنتا ہے اور قرار پاتا ہے کہ کم از کم جتنی دیر وہ مجھے گالی دیتے اتنی دیر تو میرے آقا کی بدگوئی سے باز رہتے ہیں۔

جناب سید الطاف علی بریلوی لکھتے ہیں کہ

کثرت عبادت و ریاضت اور تحقیق علمی میں بے پناہ مصروفیات اور کسی قسم کی سیر و تفریح یا ورزش جسمانی سے عدم

تو جہی کے باعث نہ معلوم وہ کب سے ضعیف العمر نظر آتے تھے۔ دولت خانہ کے قریب ہی اپنی مسجد میں پانچوں وقت نماز باجماعت کے لئے تشریف لاتے تو ان کی آہستہ خرامی دیدنی ہوتی تھی۔

خواب گاہ میں کتابیں ہی کتابیں تھیں۔ فرش کی دری، اس کے قالین اور دوسرے فرنیچر پر صرف کتابیں نظر آتی تھیں۔ حد یہ کہ پلنگ کے تین جانب کتابوں کی باریں لگی رہتی تھیں۔ پانکتی کی طرف البتہ خالی جگہ رکھی جاتی لکھتے تو قلم بہت تیز چلتا اس کی روانی دیکھنے کے قابل ہوتی۔

علوم دینی میں مولانا کا جو مرتبہ اور مقام تھا اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو امام ابوحنیفہ کا ثانی لکھا ہے۔ (معارفِ رضا کراچی ۱۹۸۶ء)

آپ کے بھتیجے مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں اس ہندوستان میں کوئی باطل فرقہ ایسا نہیں جس کے رد میں ان کی بکثرت تحریریں موجود نہ ہوں جب دین میں کوئی نیا فتنہ اٹھتا تو سب سے پہلے حضور کے زبان و قلم کو حرکت ہوتی اور کامل استحصال فرما کر چھوڑتے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہر فتنہ انگیز کو فتنہ پھیلانے سے قبل یہ خیال مدت باز رکھتا کہ اعلیٰ حضرت کی سیف زبان و نیزہ قلم کا کیا جواب ہوگا۔ (وصایا شریف صفحہ ۷)

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بیکس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

شرح

اے پیارے حضور محبوب خدا ﷺ آپ عرب کے چاند اور عجم کے سورج ہیں۔ دیکھئے مجھ بیکس پر شبِ غم نے کیسی آفت دے ماری ہے براہ کرام اپنے غریب و مسکین غلام کی مدد فرمائیے۔

سابقہ اشعار میں حالات کی نا سازگاری اور دشمنوں کی ستم گاری اور دوستوں اور اپنوں (ہم مسلک) کی لا پرواہی کے صدمات پر آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو فریاد سنائی تا کہ ان مصائب و مشکلات میں آپ ہی مدد فرمائیں جیسے آپ کی عادتِ کریمہ ہے کہ غلاموں کی فریاد پر فریاد دہی فرماتے اور دکھ درد ڈالتے ہیں ہزاروں واقعات شاہد ہیں اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے اکابر و اسلاف کی سنت پر عمل فرمایا ہے۔

سیدہ زینب میدانِ کربلا میں

ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد ۸ میں لکھا کہ سیدنا امام حسین کی ہمیشہ سیدہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدان

کر بلا میں عرض کیا

یا محمد اہ یا محمد اہ صلی علیک اللہ

یا رسول اللہ یا رسول اللہ ہماری فریاد کو پہنچو اللہ تعالیٰ کو آپ کو رحمت سے نوازے۔

فائدہ

کر بلا کے میدان کی داستان زبانِ زد عوام ہے اس کے سنگین حالات جس طرح گزرے یہ اہل بیت کرام کو معلوم ہوگا لیکن دکھ درد کے وقت ہر انسان گناہ سے بچتا ہے چہ جائیکہ شرک میں پھنسے لیکن جو بات بھی خانہ ساز ہو اس کا کیا اعتبار کر بلا کے میدان میں بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی کیا جو ہمیں نصیب ہے ”یا رسول اللہ ﷺ“

فریاد جو کرے امتی حالِ زار میں ممکن نہیں خیر البشر کو خبر نہ ہو

انتباہ

حضور اکرم ﷺ اپنے اہل بیت کے حالات سے باخبر تھے بلکہ عالم رویا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے میدانِ کر بلا میں نہ صرف آپ کو بلکہ جملہ اکابر اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا لیکن چونکہ یہ امر الہی تھا اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ضروری تھا بلکہ یہ عین رضائے مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہوا اسی لئے جاہلوں کا سوال کرنا کہ رسول اللہ ﷺ نے کر بلا میں اپنے کنبے کی مدد کیوں نہ کی؟ وغیرہ وغیرہ

قصیدۂ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصیدہ مشہور ہے اور انہوں نے تمام قصیدہ میں رسول پاک ﷺ سے استغاثہ کیا اور اس میں وہی بیان فرمایا جیسے ہم اہل سنت کو نصیب ہے مثلاً

ان تلت یاریح الصبا یوما الی ارض الحرم بلغ سلامی روضة فیہا النبی المحترم

آخر میں عرض کیا

یا رحمة للعالمین ادرک لزین العابدین محبوس ایہ الظالمین فی المركب والمزدہم

اے صبا اگر تو مدینہ پاک پہنچے تو میرا سلام اس ذات سے کہنا جو گنبد خضریٰ میں آرام فرما ہیں۔

اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی خبر گیری فرمائیے وہ ظالمین کی قید میں مقید ہے۔

انتباہ

باوصا کو کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ رسول خدا دور سے نہیں سنتے یہ تو ایک عربی دستور ہے جو عموماً فصاحت و بلاغت کے طور پر ہوا کرتا ہے جسے جاہل تو ٹھکرا سکتا ہے اہل علم نہیں ہاں مخالف کو اس سے لازمی طور پر ماننا ہوگا کہ امام زین العابدین کا عقیدہ تھا کہ رسول خدا ﷺ زندہ ہیں اور امت کے حالات سنتے اور ان کے مشکلات باذن اللہ تعالیٰ حل فرماتے ہیں۔

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

حل لغات

بس (بالکسر، مذکر اردو) زہر۔ گانٹھ (اردو مونث) گرہ، جوڑ، گلٹی، جیب، تھیلی، گٹھڑی، پیکٹ وغیرہ۔ حرافہ (عربی، مونث) مکار، عیار، عورت، بہت باتیں بتانے والی۔ بھولی بھالی، سیدھی سادی عورت، نادان عورت۔

شرح

اے بندہ خدا تو دنیا کو کیا سمجھتا ہے یہ تو زہر کی گٹھڑی ہے مکار عورت کی طرح ہے اس ظالم کا ظاہر دیکھو تو نہایت بھولی بھالی محسوس ہوتی ہے۔

اس شعر میں دنیا کی مذمت فرمائی ہے دنیا کی مذمت میں قرآن و احادیث اور بزرگان دین کے اقوال بکثرت ہیں۔ علم الاخلاق، کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم کا مطالعہ فرمائیے۔

شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مردار پہ کیا لپچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

حل لغات

شہد، وہ شیرہ جو مہال کی لکھیاں جمع کرتی ہیں، رنگینیں۔ ڈائن، جادوگرنی، نظر لگانے والی عورت، بد صورت عورت۔ شوہر کش، شوہر کو قتل کرنے والی۔ مردار، اپنی موت سے مرا ہوا، ناپاک حرام، مردہ، فاحشہ۔ لپچایا از لپچانا بمعنی لالچ کرنا، چاہنا، رغبت کرنا، لبھانا، طمع کرنا۔ دیکھی بھالی، آزمائی ہوئی، مجرب۔

شرح

دنیا شہد دکھا کر زہر پلاتی ہے یہ قاتل ہے ڈائن اور شوہر کش ہے اس مردار پہ کیوں لٹو ہو رہے ہو یہ تو ضرر رسائی

میں آزمائی ہوئی ہے فلہذا اس سے دور رہو۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

حل لغات

مولا (اردو، مذکر و مؤنث) قیمت، دام۔ چکانا، بھاؤ کرنا۔

شرح

وہ تو جنت کا نہایت ہی سستا سودا بیچ رہے ہیں لیکن ہم مفلس کنگال کیا دام چکائیں جب کہ ہمارے ہاتھ ہی خالی ہیں۔

قرآن مجید

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَّهُمُ الْجَنَّةَ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۱۱)

بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔

راۃ خدا میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والے ایمان داروں کی ایک تمثیل ہے جس سے کمال لطف و کرم کا
اظہار ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انہیں جنت عطا فرمانا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا
یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے کس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہماری پیدا کی ہوئی
جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی مال ہے تو اس کا عطا فرمایا ہوا۔

شان نزول

جب انصار نے رسول کریم ﷺ سے شبِ عقبہ بیعت کی تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ
یا رسول اللہ ﷺ اپنے رب کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرمائیے جو آپ چاہیں فرمایا میں اپنے رب کے لئے تو یہ شرط
کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو
بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا
جنت۔

فائدہ

اس سستے سودے کو حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے یوں بیان فرمایا ہے

سرورت وی تو فبڑی یار موتیں دی کھان سرڈتین یار ملے تاں وی مستاجان

سرتو خون کی ایک چھوٹی سی ٹوکری ہے لیکن محبوب ﷺ موتیوں کی کان ہے اگر سر دینے پر محبوب کریم ﷺ ملتے ہیں تو یہ سودا سستا سمجھ۔

انتباہ

عشاق جنت کو بھی اس لئے چاہتے ہیں کہ یہاں ہی محبوب کریم ﷺ کی زیارت ہوگی ورنہ وہ براہ راست جنت کے طالب نہیں بلکہ وہ طالب الجنت کو بیکار بلکہ اعمالِ صالح پر جنت کے طلبگار کو بیوپار کہتے ہیں۔

مولیٰ تیرے غفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

حل لغات

ڈگری، جیت، ثبوت، قرضہ کا سرکاری فیصلہ، سند۔ اقبالی، اقرار۔

شرح

اے میرے مولیٰ (جل جلالہ) تیرے میری صفائی کے گواہ تیرا غفو و کرم ہو تو نجات کی امید ہو سکتی ہے ورنہ رضا (امام اہل سنت) جیسے چور (مجرم) یہ تو ڈگری ہو سکتی ہے جب کہ وہ اپنے جرائم پر خود اقرار کر رہا ہے۔

انتباہ

ہر متکلم اپنا نام لے کر خود کو مجرم قرار دے کر عمومی طور پر پند و نصیحت فرماتا ہے۔ یہاں امام اہل سنت نے وہی کیا لیکن عقل کے اندھوں اور علم سے یتیموں نے ایسے اشعار پر امام اہل سنت کو کیا سے کیا بنادیا نیز عاجزی و انکساری کی عجیب انتہا ہے۔

نعت شریف ۷۲

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
نبی راز دار مع اللہ لی ہے

شرح

نبی پاک، شہ لولاک ﷺ ہر پیغمبر اور ہر ولی اللہ کے سردار ہیں۔ ہمارے نبی پاک ﷺ کی شان یہ ہے کہ صرف اور صرف آپ ہی ”لی مع اللہ“ (میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص وقت ہے) کے راز دار ہیں۔

حدیث لی مع اللہ

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شعر میں اس عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کاملین پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ماسوی اللہ کی طرف ان کی توجہ ہوتی ہی نہیں اگرچہ اس آن میں ان سے کچھ پوچھا جائے تب بھی وہ اسی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ تو سب سے بڑھ کر مستغرق باللہ ہیں آپ کے اس مرتبہ تک کسی کی رسائی نہیں چنانچہ خود فرمایا

لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (جواہر جلد ۳ صفحہ ۱۵۳)

میرے لئے خدا کے حضور ایک ایسی ساعت ہے جہاں ملک مقرب اور نبی مرسل کی بھی رسائی نہیں ہے۔

عرش کیا اس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں
شب معراج جہاں پہنچے ہیں رفعت والے

ازالۃ وہم

اور یہ معراج سے خاص نہیں بلکہ معراج کے علاوہ عالم دنیا میں بھی ایسا واقع ہو جاتا۔ چنانچہ مروی ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہیں باہر گئی ہوئی تھیں جب واپس آئیں تو دروازہ کھولا اندر آپ ﷺ ایک تخت پوش پر پاؤں لٹکا کر بیٹھے تھے دروازہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کون ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں آپ کی غلام عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ نے فرمایا ”من عائشہ“

کون عائشہ؟ حضرت عائشہ بولیں میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی عائشہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”من ابوبکر کوئی ابو بکر؟“

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے دروازہ بند کر دیا اور میں کسی دوسری بیوی کے ہاں چلی گئی

جب واپس آئی تو حضور اکرم ﷺ نے پوچھا عائشہ آج گھر میں کھانے کا کوئی انتظام نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوئی تھی لیکن آپ نے فرمایا کہ کون عائشہ میں نے کہا ابو بکر کی بیٹی آپ نے فرمایا کون ابو بکر چنانچہ میں دوسری بیویوں کے ہاں چلی گئی تھی آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ تو سچی ہے میرا کوئی ایسا وقت بھی پروردگار کے ساتھ ہوتا ہے کہ مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی آئے تو اس کو بھی دخل حاصل نہ ہو۔

فائدہ

اس حدیث کی سند ات فقیر کی شرح مشکوٰۃ صدائے نوی میں ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے اس کی ترجمانی فرمائی ہے

لی مع اللہ شان خود قمرودہ من نمیدا نم کہ بندۂ حق یا حق توئی

اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک خاص وقت ہے اے حبیب خدا ﷺ آپ نے اپنی شان خود بتائی ہے مجھے معلوم نہیں کہ آپ بندہ خدا ہیں یا حق تعالیٰ کا خاص جلوہ ہیں۔

اعجوبہ

اس شعر اور اس حدیث پر منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کو انکار ہے لیکن الحمد للہ ان کے اکابر بھی مانتے ہیں کہ یہ حدیث ہے۔ ملاحظہ ہو (لولاک، فیصل آباد صفحہ ۵)

خطبہ جمعہ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۲ء

اور مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اسے احادیث تصوف میں اسے معنیٰ صحیح مانا ہے۔ یہی وہ قاعدہ اہل سنت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہوں یا دیگر انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام یا اولیائے کرام کہ بسا اوقات ان سے سوال کرنے پر جواب سوال کے مطابق نہیں ملتا تو اسے حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عدم التفات سے تعبیر فرماتے ہیں۔ (شامل امدادیہ) اور ہم اسے دوسرا نام استغراق کہتے ہیں اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو

رایت ربی فی احسن صورة میں نے اپنے رب تعالیٰ کو احسن صورت میں دیکھا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فیم یختصم الملاء الاعلیٰ ملا الاعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں

میں نے عرض کی ”انست اعلىٰ“ تو خوسب جانتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے قدرت کا ہاتھ مبارک میرے دونوں

کاندھے کے درمیان رکھا تو میں ٹھنڈک محسوس کی

فعلمت ما فی السموت وما فی الارض. (مشکوٰۃ، باب مواضع الصلوٰۃ، فصل ثانی صفحہ ۷۹، ۸۰)

تو میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان میں سب کچھ دیکھ لیا۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے اہل سنت نے حضور اکرم ﷺ کا علم کُلّی ثابت کیا ہے لیکن منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ نے اپنی بد قسمتی سے حضور اکرم ﷺ کے علم کی نفی پر استدلال کیا ہے اور استدلال بھی اسی حدیث کے سوالِ الہی کے جواب میں ”انت اعلم“ خوب جانتا ہے سے حالانکہ اس میں لاعلمی کا معمولی سا اشارہ بھی نہیں لیکن دشمنِ آخر دشمن ہے اس نے اپنی دشمنی سے کچھ نہ کچھ کہنا تو ہے اگر ان کے اس سوال کو صحیح مانا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ پر بھی اعتراض ہوتا ہے کہ اسے علم ہوتا تو پھر نبی کریم ﷺ سے سوال کیوں کیا تو ”ما ہو جوابکم فہو جوابہما“ یہ سوال و جواب ”میاں عاشق و معشوق و مزینست“ والا معاملہ ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”غایۃ المامول فی علم الرسول“ ملاحظہ ہو۔

دلیل استغراق کُلّی

اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا لاعلمی سے نہ تھا ملائکہ کرام و جملہ انبیاء علیہم السلام کو دکھانا تھا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام تھے کہ دیدار کے اشتیاق اور بصد منت و سماجت کے باوجود جب میں نے فرمایا

انْظُرْ اِلٰی الْجَبَلِ. (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۲۳) پہاڑ کی طرف دیکھ

تو وہ پہاڑ کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن یہ میرے حبیب ﷺ ہیں کہ ایسے مجددِ دیدار ہیں کہ میں بار بار ملا الاعلیٰ کے خوش منظر کی طرف متوجہ کرتا ہوں تو بھی میرے ہی دیدار میں مستغرق ہیں ماسویٰ اللہ تعالیٰ کی طرف ذرہ بھر بھی متوجہ نہیں ہوتے اور حضور اکرم ﷺ کا جواب بھی اسی استغراقِ کُلّی پر مبنی تھا کہ یا اللہ تعالیٰ اب تو میں تیرے دیدار سے سرشار ہوں مجھے ملا الاعلیٰ سے کیا غرض۔

یعقوب علیہ السلام کا استغراق

حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب بھی اسی استغراق اور عدم التفات اور مبنی بر مصلحت تھا نہ کہ لاعلمی مثلاً مخافین شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اشعار پیش کرتے ہیں

کہ اے روشن گھر پیر خرد مند

یکے پر سید ازاں گم کردہ قرزند

چرا در چاه کنعان نش ندیدی

زمصرش بوئے پیرهن شمیدی

دمے پیداؤ و دیگر دم نہانست

گفت احوال ما برق جہانست

گھہ بر پشت پائے خود نہ بینم

گھہ بر طارم اعلیٰ نشینم

خلاصہ ترجمہ

کسی نے یعقوب علیہ السلام سے پوچھا کہ مصر سے تو یوسف علیہ السلام کے پیرہن کی خوشبو کو یوسف علیہ السلام کا حامی بنا دیا لیکن اُس وقت آپ کو کیا ہو گیا تھا کہ اس کے بھائیوں نے اس چاہ کنعان میں پھینکا تو آپ کو معلوم نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا ہمارا حال چمکدار بجلی جیسا ہے کہ وہ ایک وقت چمکتی ہے تو دوسرے وقت چھپ جاتی ہے۔ اسی طرح ایک وقت تو عرش اعلیٰ پر ہوتے ہیں لیکن ایک وقت اپنے پاؤں کی پیٹھ کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ (گلستان سعدی)

تبصرہ اویسی غفرلہ

سائل کے جواب میں یعقوب علیہ السلام نے اپنی لاعلمی میں نہیں بلکہ استغراق کا اظہار فرمایا ہے اسی لئے اپنی اس حالت کو چمکدار بجلی سے تعبیر فرمایا ہے کہ اپنی بھی خبر نہیں ہوتی۔ اپنے پاؤں کی پشت نہ دیکھنا لاعلمی سے نہیں استغراق سے ہے ورنہ کون ہے جو اپنے پاؤں کی پشت بھی نہ دیکھ سکے ہاں بحالت استغراق ایسے ہوتا ہے (پاؤں کی پشت تو مثال کے طور پر فرمایا ہے) کہ خود اپنی حالت سے بھی گم جیسا کہ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی قدس سرہ نے فرمایا

سر مست جام طہور ہن

خود توں خودی تو دور ہن

اویس و چوں بھولے بھنن

حق دے ہمیش حضور ہن

(دیوان فرید)

خود اور خودی سے دور ہیں جام طہور میں مست ہیں ہمیشہ حق تعالیٰ کے حضور میں ہیں حجابات سے ہی مقاصد حاصل کرتے ہیں۔

ان اشعار کے سوال کے تحقیقی جوابات فقیر کے رسالہ ”رفع التعسف فی علم یعقوب ابی یوسف عرف علم یعقوب“ میں پڑھیئے۔

وہ نامی کہ نامِ خدا تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

حل لغات

نامی، نام والا، مشہور۔

شرح

آپ (ﷺ) وہ مشہور ذات یا نام والے ہیں کہ آپ کا ہر نام اللہ تعالیٰ کے نام سے موسوم ہیں مثلاً آپ (ﷺ) کا نام رؤف، رحیم، علیم، علی ہے (اور یہی اسماء اللہ تعالیٰ کے ہیں) امام ابو بکر ابن العربی الماکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الاحوذی شرح ترمذی میں اسماء کریمہ کے متعلق بعض صوفیہ کا یہ قول تحریر فرمایا ہے کہ اللہ جل مجدہ کے ایک ہزار نام ہیں اور اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے بھی ایک ہزار اسماء گرامی ہیں۔ یہ قول نقل کر کے امام ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں حصر مقصود نہیں ہے بلکہ فقط ان حضرات کے شمار کے مطابق یہ تعداد ہے اور یہ گنتی اس کی غیر محدود ذات کی بانسبت بہت کم ہے اس لئے کہ اسماء الہیہ اس کی ذات کی طرح غیر متناہیہ ہیں۔

ہے بیتاب جس کے لئے عرش اعظم
وہ اس رہر ولا مکان کی گلی ہے

حل لغات

رہر ولا مکان، لا مکان کی طرف تشریف لے جانے والا۔

شرح

جس ذات کے لئے عرش اعظم بیتاب ہے وہ اس رہر ولا مکان کی ایک گلی ہے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے جب عرش اعظم کو پیچھے چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال و ذات کی تجلیات سے نوازے گئے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت غیر متناہی ہے اس معنی پر عرش اعظم آپ کے سفر کی ایک معمولی سی گلی نہیں تو اور کیا ہے۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے

حل لغات

نکیرین۔ منکر نکیر یعنی وہ دونوں فرشتے جو قبر میں مُردے سے سوال و جواب کرتے ہیں۔

شرح

منکر نکیر میری تعظیم کرتے ہیں وہ صرف اس لئے کہ میں آپ پر فدا ہوں آپ کی وجہ سے یہ عزت عطا ہوئی۔

سوالات نکیرین منکر نکیر

نکیرین کے قبر میں سوالات کا انکار کسی بھی مسلمان کو نہیں ہو سکتا اور یہ بھی اہل حق کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے کہ روح اگر موت کے بعد مٹ جاتی ہے تو سوالات نکیرین کس سے۔

نکیرین کے سوالات اور انسان کے جوابات دلیل ہیں اس بات کی کہ روح زندہ ہے اور اس سلسلہ کی روایات ضعیف بھی نہیں بلکہ بقول امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سوالات نکیرین کی روایات متواترہ ہیں۔ (شرح الصدور للیسوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ازالہ وہم

ممکن ہے کہ کوئی صاحب اس شعر کو مبالغہ پر محمول کرے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے موت سے پہلے نکیرین کی اپنے تعظیم و تکریم کیسے ثابت کر لی۔

اس کا جواب واضح ہے کہ اولیاء اللہ کو اپنے امور مستقبلہ کا علم منجانب اللہ عطا ہوتا ہے۔ اس کے دلائل اپنے مقام پر لکھے جا چکے ہیں پہلے بھی بارہا لکھا جا چکا ہے کہ شاعر اپنا نام لے کر عمومی قاعدہ بیان کرتا ہے اگرچہ ہمارے نزدیک امام اہل سنت بلند پایہ ولی اللہ ہیں آپ نے اپنی فراست و ولایت کے ذریعے اپنی خبر دی ہے۔ اگر کوئی آپ کی ولایت کا منکر ہے تب بھی آپ نے ایک اسلامی قاعدہ کا اظہار فرمایا ہے کہ نکیرین غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

نکیرین اور صلحائے امت

ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی ملاحظہ کریں۔

تلاطم ہے کشتی پہ طوفانِ غم کا
یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے

حل لغات

تلاطم، پانی، تھپیڑے لہر، جوش، ولولہ۔ طوفان، تباہ کرنے والا پانی، نہایت شدت کی ہوا، کھرام، الزام، تہمت۔

شرح

کشتی پہ طوفانِ غم کی لہر ہے یہ کیسی مخالف ہوا چلی ہے۔

نہ کیونکر کہوں یا حبیبی اشقی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

حل لغات

یا حبیبی اغثنی، اے میرے پیارے میری فریاد کو پہنچو۔ ٹلی، ہٹ گئی، دفع ہوئی۔

شرح

”یا حبیبی اغثنی“ میرے پیارے میری فریاد کو پہنچو۔ کیوں نہ کہو جب کہ اس مقدس نام سے تو ہماری مصیبت ٹلی ہے۔

سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر عمل کرتے ہوئے کہا ”یا حبیبی اغثنی“ چنانچہ ام المومنین حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک رات حضور اکرم ﷺ کا شانہ نبوت میں وضو فرما رہے تھے کہ یکدم ناگہاں آپ ﷺ نے بلند آواز میں تین مرتبہ یہ فرمایا ”لیک لیک لیک“ تین مرتبہ بلند آواز سے آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ”نصرت نصرت نصرت“ جب آپ ﷺ وضو خانے سے نکلے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تنہائی میں کس سے گفتگو فرما رہے تھے تو ارشاد فرمایا اے میمونہ! غضب ہو گیا۔ میرے حلیف بنی خزاعہ پر بنی بکر اور کفار قریش نے حملہ کر دیا ہے اور اس مصیبت و بیکسی کے وقت میں بنی خزاعہ نے وہاں سے چلا چلا کر مجھے مدد کے لئے پکارا ہے اور مجھ سے مدد طلب کی ہے اور میں نے ان کی پکار سن کر ان کی ڈھارس بندھائی ہے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے تیسرے دن جب حضور اکرم ﷺ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز سے فارغ ہوئے تو دفعۃً بنی خزاعہ کے مظلومین نے رجز کے اشعار کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ اور اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کی اس پُر درد اور رقت انگیز فریاد کو بغور سنا۔ ان اشعار کو سن کر حضور اکرم ﷺ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ مت گھبراؤ میں تمہاری مدد کے لئے تیار ہوں۔

نام سے ہر مصیبت ٹلی

یہ مسلمات سے ہے کہ آدم علیہ السلام سے بڑھ کر کون مصیبت میں مبتلا ہوا ہوگا لیکن ان کی مصیبت اسی نام سے ٹلی۔

مواہب لدنیہ وغیرہ میں ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وصال قریب ہوا تو آپ نے اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی کہ جب کبھی تم کو کوئی مصیبت درپیش ہو تو جناب مصطفیٰ ﷺ کے توکل سے دعا کرنا ان شاء اللہ تکلیف بہت جلد دور ہو جائے گی۔ آپ نے پوچھا ابا جان محمد مصطفیٰ ﷺ کون ہیں؟ فرمایا میری اولاد میں سے ہوں گے اور قریباً کئی ہزار برس بعد ہوں گے اور فلاں جگہ آپ کی اس طرح پیدائش ہوگی تب شیث علیہ السلام نے پوچھا آپ نے کیسے پہچانا کہ ان کا نام حل مشکلات کے لئے اکسیر ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے تجربے سے۔ میں نے خطا وہ دانہ گندم کھالیا تھا جس پر میں نام ہو کر تین سو سال روتا اور توبہ کرتا رہا مگر رب کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا آخر کار رب کی توفیق اور اُسی کی مہربانی سے مجھے خیال آیا کہ میں نے آنکھ کھلتے ہی عرش اعظم پر رب کے نام کے ساتھ ایک اور نام بھی لکھا ہوا دیکھا تھا یعنی ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ میں نے رب سے پوچھا تھا یہ کس کا نام ہے جسے تیرے نام کے ساتھ عرش اعظم پر جگہ ملی۔ جواب ملا اے آدم یہ اُن کا نام ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی نہ ہوتے بظاہر یہ تمہارے نخل ہیں مگر حقیقت میں تمہاری اصل ہیں۔ میں نے سوچا کہ اسی نام پاک کی برکت سے توبہ اور معافی کی دعا کروں چنانچہ اس نام پاک سے دعا قبول ہوئی اور مجھے معاف فرما کر اپنی حفاظت سے عزت بخشی۔ بیٹا میرا یہ دستور ہو گیا کہ جب حاجت درپیش ہوتی ہے میں اس نام کی برکت سے مانگتا ہوں تو پوری ہو جاتی ہے تم بھی ہر حاجت پر سی ذات کو وسیلہ بنانا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن دو شخصوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا کیا جائے گا حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ عرض کریں گے الہی ہم کس وجہ سے جنت کے حقدار ہوئے ہیں ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہیں کیا۔ رب عز وجل فرمائے گا جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہو گا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ (حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن الکبیر، نسیم الریاض ومدارج)

انتباہ

اسم گرامی اس کے لئے مفید اور نافع اور نجات دلانے والا ہے جو مومن صحیح العقیدہ ہو۔ بد مذہبوں اور بے دینوں کے جن کا ارتداد شرعاً ہو چکا اُن کے لئے کوئی فائدہ نہیں جیسے نجدی عبدالوہاب بھی اس نام سے موسوم تھا مگر وہ مرتد خارجی تھا۔ (شامی)

اس لئے وہ اس جیسے دیگر سب اس نعمت سے محروم ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت میں ایک منادی ندا دے گا کہ جس کا نام محمد ہو وہ کھڑا ہوتا کہ اُسے بہشت میں داخل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا یہ محض میری عزت کی وجہ سے ہے۔ (ابو نعیم فی الحلیہ)

ایک روایت میں ہے کہ اُس کو اللہ تعالیٰ بلا کر کہے گا کہ دنیا میں تجھے میری نافرمانی کرتے وقت شرم بھی نہ آئی جب کہ تیرا نام محمد تھا اب مجھے حیا آتی ہے کہ تجھے عذاب دوں کیونکہ تیرا نام میرے محبوب کریم کے نام کے مطابق ہے۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے بہشت میں لے جاؤ۔ (شفاء شریف وغیرہ)

فائدہ

اس حدیث کے مطابق علامہ بوصیری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

فان لی ذمۃ منہ بتسمی محمداً و هو رؤ فی الخلق بالدمم

کیونکہ میرا نام بھی محمد (ﷺ) ہے سو اس ہمنامی کی وجہ سے آپ کا عہد و پیمان میری شفاعت کے لئے لازم الا یفا ہو گیا کیونکہ آپ تمام دنیا سے ایفاء عہد میں بڑھے ہوئے ہیں۔

قیامت میں اعلان ہوگا

یا محمد قم فادخل الجنة اے محمد (ﷺ) بہشت میں داخل ہو

عالم دنیا کے تمام محمد نام والے بہشت میں بلا حساب چلے جائیں گے انہیں کوئی نہیں روکے گا وہ صرف نام محمد ﷺ کی وجہ سے۔ (سیرت حلبی جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

صبا ہے مجھے صرصر دشت طیبہ
اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے

حل لغات

صبا، پچھلی رات کی ہوا۔ صرصر، آندھی، تیز ہوا۔ کلی، غنچہ، کھلی (بکسرا اکاف العجمی) از کھلنا کلی کا پھولنا، خوش ہونا، ہنسنا۔

شرح

دشت طیبہ کی سخت ہوا میرے لئے صبا ہے اس لئے کہ دشت طیبہ کی برکت سے تو میرا مرجھا ہوا دل باغ باغ ہوا۔

ادبِ مدینہ طیبہ

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے مدینہ پاک کا ادب سکھایا ہے کہ اگر چہ وہاں کی کوئی شے ناگوار ہو تو بھی اسے محبوب و مرغوب سمجھے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ وہاں کی ہر شے محبوب و مرغوب ہے لیکن یہ ایمان کی قوت و صنف پر مبنی ہے۔

ترے چاروں ہمد ہیں یک جان یکدل
ابوبکر و فاروق و عثمان علی ہیں

حل لغات

ہمد، دوست۔ یک جان، شیر و شکر۔ یکدل، متفق و متحد۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے چار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور شیر و شکر اور متحد و متفق ہیں۔ وہ چار یار یہ ہیں سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چار یاروں کے فضائل سے کتب اسلام پھری پڑی ہیں تبرکاً چند ایک ملاحظہ ہوں

احادیث مبارکہ

مشکوٰۃ شریف باب المناقب میں ہے کہ چاندنی رات کا دلکش منظر ہے چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے، ستارے جگمگا رہے ہیں جب کہ حبیب خدا، اشرف الانبیاء، شمس الضحیٰ، بدرالدجی، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اپنا سراقس ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں رکھ کر محو استراحت ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب ستاروں کا یہ حسین و دلکش منظر دیکھا تو خیال آیا کیا کوئی ایسا بھی خوش قسمت انسان ہوگا جس کی نیکیاں ان ستاروں کی مانند ہوں۔ خیال آتے ہی موقع کو غنیمت جانتے ہوئے نبی غیب داں ﷺ کی خدمت میں عرض کیا

یا رسول اللہ هل تكون لا حد من الحسنات عدد نجوم السماء؟

یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی؟

نبی غیب داں نے فرمایا ہاں پیارے عمر کی۔ حضرت ام المؤمنین کا خیال تھا کہ شاید سرکار ﷺ ان کے ابا جان

حضرت صدیق اکبر کا نام لیں گے جنہوں نے اپنی زندگی سرکار کی ہمراہی میں گزاری۔ اس الجھن کو دور کرنے کے لئے آپ نے پھر سوال کیا

فاین حسان ابی بکر؟ آقا (آپ کے رفیق خاص) ابو بکر کی نیکیاں کہاں گئیں؟

سرکار ﷺ نے فرمایا

انما جمیع حسنات عمر لحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر

بے شک پیارے عمر کی ساری نیکیاں پیارے ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔

دربارِ فاروقی لگا ہوا ہے۔ خدام حاضر خدمت ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ چھڑ گیا تو مرادِ مصطفیٰ (ﷺ) امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ فرمانے لگے: بھئی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کیا پوچھتے ہو۔ میری تو یہ آرزو رہی ہے کہ صدیق اکبر میری ساری نیکیاں خود لے لیتے اور اپنی دو نیکیاں مجھے دے دیتے (ایک رات اور ایک دن کی) حاضرین متعجب ہوئے کہ وہ کون سی دو نیکیاں ہیں جن کو حاصل کرنے کے لئے امیر المومنین فاروق اعظم (جن کی نیکیاں آسمان کے تاروں کی مانند ہیں) اپنی ساری نیکیاں صدیق اکبر کو پیش کرنے کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ فاروق اعظم نے صدیق اکبر کی ان دو نیکیوں سے حاضرین کو مطلع کرتے ہوئے فرمایا آپ کی رات تو وہ رات ہے جب آپ رسول پاک ﷺ کے ساتھ غار کی طرف پہنچے تو آپ نے سرکار سے عرض کی اللہ کی قسم آپ اس میں داخل نہ ہوں حتیٰ کہ آپ سے پہلے میں داخل ہو جاؤں اگر اس میں کوئی (تکلیف دہ) چیز ہو تو وہ مجھے پہنچے نہ کہ آپ کو۔ چنانچہ صدیق اکبر غار میں داخل ہوئے اسے صاف کیا اور اس کے ایک کنارے میں سوراخ پایا تو آپ نے تہ بند پھاڑ کر اس سے سوراخ بند کیا ان میں سے دو سوراخ رہ گئے تو ان میں اپنے پاؤں دے دیئے پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آقا تشریف لائیے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اپنا سر آپ کی گود میں رکھ کر سو گئے پھر ابو بکر کے پاؤں میں سوراخ سے ڈس لیا گیا مگر آپ نے بالکل جنبش نہ کی کہ کہیں آقا کے آرام میں خلل واقع نہ ہو جائے۔

مگر صدیق نے پاؤں کو جنبش تک نہ ہونے دی یہی ڈرتھا کہیں آنکھیں کھل نہ جائیں پیغمبر کی

پھر آپ کے آنسو رسول پاک ﷺ کے چہرے پر گرے۔ سرکار ﷺ نے چشمانِ مبارک کھول کر فرمایا

مالک یا ابابکر اے ابو بکر تجھے کیا ہوا

تو آپ نے عرض کی

لدغت فداک ابی وامی

آقا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے تو ڈس لیا گیا

تب رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ تکلیف جاتی رہی جو وہ پاتے تھے پھر وہ زہر لوٹ آیا اور آپ کی

وفات کا سبب بنا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۶)

ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔

ایو اقیقہ والجو اہر میں روایت نقل ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ایک دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

فرمایا کہ آج آلِ محمد ﷺ نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ نہ تھا۔ یہ سن کر صدیق اکبر گھر

گئے اور اپنا سارا مال سرکار کی خدمت میں پیش کر دیا تو سرکار نے فرمایا

ماترکت لا ہلک یا ابابکر

اے ابو بکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔

تو آپ نے عرض کی ”اللہ ورسولہ“

حضرت عمر نے یہ بات سنی تو وہ بھی گھر کا آدھا مال لے کر حاضر ہو گئے۔ سرکار نے حضرت عمر سے بھی پوچھا

ماترکت لا ہلک یا عمر

اے عمر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔

تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آدھا ان کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ سرکار نے دونوں کے جوابات سن کر فرمایا

بینکما ما بین کلمیتکما

مولانا حسن رضا خان بریلوی نے کیا خوب لکھا

ہے یارِ غار محبوب خدا صدیق اکبر کا

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا

کہ لٹ لٹ کر حسن گھر بن گیا صدیق اکبر کا

لٹیا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت میں

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے

دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

حل لغات

آگاہ، واقف، جاننے والا۔ خفی، پوشیدہ۔ جلی، ظاہر۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے (اے حبیب کبریٰ ﷺ) آپ کو ہر شے سے آگاہ فرمایا یعنی دونوں عالم کی ہر شے کا خواہ وہ پوشیدہ ہے یا ظاہر ہے۔

غیب الغیب

امام احمد رضا قدس سرہ نے وہی عقیدہ جو مشہور ہے (کہ نبی پاک ﷺ ماکان و مایا تک جانتے ہیں) کو بیان فرمایا ہے اس کے متعلق لکھنے کی حاجت نہیں اس لئے کہ اس موضوع پر سینکڑوں تصانیف موجود ہیں لیکن یہاں صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان نہایت ہی قابل قدر ہے اسی لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

غیب کی دو قسم ہیں

ایک وہ جو تجھ سے غائب ہے وہ عالم ارواح ہے کہ تو اس کے ہاں حاضر تھا جب کہ تو اس عالم میں روح کے ساتھ تھا اور ”اَلْكَسْتُ بِرَبِّكَ“ ایک ذرہ کی طرح تیرا وجود تھا اور اس وقت حق کے خطاب سن رہا تھا اور آثارِ ربوبیت کا مطالعہ کر رہا تھا اور فرشتگان کا مشہود بھی ہوتا تھا اور ارواحِ انبیاء و اولیاء و غیرہم سے بھی تعارف ہوتے رہے جب تو عالم انسانیت سے اور جسمانیات سے متعلق ہوا اور جب تو حواسِ خمسہ کے ساتھ یعنی محسوسات جو کہ عالم اجسام سے ہوئے کو دیکھنے لگا تو وہ غیب تجھ سے غائب ہو گیا۔

اور دوسرا غیب کہ جس سے تو غائب ہے وہ غیب الغیب ہے یعنی بارگاہِ اہل یزل کے حضور کہ تو اپنے وجود کے اعتبار سے اس سے غائب ہے مگر وہ اپنے وجود کے اعتبار سے تجھ سے غائب نہیں وہ تیرے ساتھ ہے جہاں بھی تو ہے تو اس سے بعید ہے مگر وہ تیرے ہر وقت قریب ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ وَ نَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (پارہ ۲۶، سورہ ق، آیت ۱۶)

اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وہیں عجب تر من ازوئے مہجورم

دوست نزد یکتر از من بمنست

اس کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ایک مقام پر بیان فرمایا کہ

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

فائدہ

اللہ تعالیٰ محیط بکل شئی اور خفی سے اخفی ہے اس کے باوجود نبی پاک ﷺ نے اس ذات بے عیب و بے مثال کو اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا۔

عقیدہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یہی عقیدہ امام احمد رضا قدس سرہ نے بتایا ہے یہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما فاخبرنا عن پیدا الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار
منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسیه من نسیه (رواہ البخاری جلد ۱ صفحہ ۴۵۳)

حضور اکرم ﷺ ایک دن خطبہ دیا اور ابتدا آفرینش سے خبر دی یہاں تک کہ جنتی جنت میں داخل ہو گئے اور دوزخی لوگ دوزخ میں یاد رکھا اُسے جس نے یاد رہا بھلا دیا اُس نے جس نے بھلا دیا۔

مسلم شریف میں بروایت حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح مروی ہے مگر اُس میں یوں ہے

فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیمة فاعلمنا احفظنه

ہمیں حضور اکرم ﷺ نے قیامت تک تمام ہونے والے واقعات کی خبر دی اب ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو زیادہ ان باتوں کا حافظ ہے۔

بخاری و مسلم میں بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

ما ترک شیئا یكون فی مقامه الی یوم القیمة الا حدث به حفظه من حفظ نسیه من نسیه

حضور اکرم ﷺ نے اسی جگہ پر قیامت تک ہونے والی کسی شے کو بھی نہ چھوڑا سب کچھ ہمیں بتا دیا جس نے یاد رکھا اُس نے یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

فائدہ

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے روز اول سے لے کر قیامت کے ذرہ ذرہ کی خبر دی۔

کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر
کہ تجھ پر مری حالت دل کھلی ہے

حل لغات

عالم السر، پوشیدہ امور جاننے والا۔ کھلی ہے، ماضی از کھلنا (بضم الکاف العجمی) ظاہر ہونا۔

شرح

اے حبیب کریم، رؤف رحیم ﷺ میں اب کیا عرض کروں آپ تو پوشیدہ امور کو جانتے ہیں میرے دل کی حالت
تو آپ پر روشن اور ظاہر ہے۔

تمنا ہے فرمائیے روزِ محشر
یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے

حل لغات

رہائی، خلاصہ، آزادی، چھٹکارا۔ چٹھی، خط، رقعہ۔

شرح

میری آرزو یہ ہے کہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں حبیب کریم ﷺ فرمائیں کہ لو یہ تیری نجات کی چٹھی اللہ
تعالیٰ سے عطا ہوئی ہے۔

چٹھی کی احادیث مبارکہ

قیامت میں بعض وہ خوش قسمت ہوں گے جنہیں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے یا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے
بخشش کے پروانے عطا ہوں گے ان میں سے ایک نمونہ ملاحظہ ہو

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یستخلص رجلا من
امتی علی رووس الخلائق یوم القیامة فینشر علیہ تسعة و تسعین سجلا کل سجل مثل ثم یقول
اتنکر من هذا شیئا اظلمک کتبتی الحافظون فیقول لا یا رب فیقول (فتلک) لا یمینا رب
فیقول بلی ان لک عندنا حسنة و انه لا ظلم علیک الیوم فیخرج بطاقة فیها اشهد ان لا اله الا الله و
اشهد ان محمدا عبده و رسوله فیقول یا رب احضر وزنک فیقول یا رب ما هذه البطاقة مع هذا

السجلات فيقول انك لا تظلم قال فتوضع السجلات في كفة و البطاقة في كفة
السجلات و ثقلت البطاقة و لا يثقل مع اسم الله شئ

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان والحاکم وصحیحہ والبیہقی وغیرہ ”نور الصفا“ امام احمد رضا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے ایک امتی کو تمام مخلوق کے سامنے نجات کی نوید سناتے ہوئے اس کے سامنے ننانوے اعمال نامے دفتر بکھیر دے گا ہر دفتر تاحد نگاہ نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے کردار کا انکار ہے عرض کریگا نہیں پھر فرمائے گا کوئی عذر ہو تو بتاؤ عرض کرے گا نہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہمارے ہاں تیری ایک نیکی ہے اور آج کسی پر ظلم بھی نہ ہوگا۔ اس کے بعد ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا ”اشھدان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبده رسول اللہ“ فرمائے گا تیرے اعمال تو لے جائیں گے تو یہاں کھڑا ہوگا عرض کرے گا یا اللہ یہ ان دفاتروں کے مقابلہ یہ پرچہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس پرچہ کو ترازو کے ایک پلڑے میں دوسرے تمام دفاتر دوسرے پلڑے میں پھریں ہوگا کہ دفاتر کم ہوں گے اور وہ پرچہ سب پر بھاری ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کون سی شے سے بوجھل ہو سکتا ہے (اس پر اس کی بخشش ہوگی)

مقصد زیارت کا برآئے پھر تو
نہ کچھ قصد کیجئے یہ قصد دلی ہے

شرح

مقصد زیارت پورا ہو جائے تو پھر اور کوئی قصد نہ ہوگا میرا دلی مقصد یہی ہے۔

عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ زندگی بھر اسی آرزو میں رہتے ہیں کہ کاش کسی وقت چہرہ مصطفیٰ ﷺ سامنے آجائے اور جی

بھر کر زیارت کریں چنانچہ بہت سے خوش قسمت اس آرزو کو حاصل کر بھی لیتے ہیں۔

ترے در کا درباں ہے جبریل اعظم
ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

شرح

اے حبیب کبریا ﷺ آپ کے دربارِ اقدس کا دربان حضرت جبریل اعظم علیہ السلام ہے آپ کے مدح خواں

جملہ اولیاء ہیں (ﷺ)

جبریل امین خادم

یہ مضمون متعدد مقامات پر آیا ہے یہاں بھی چند روایات حاضر ہیں۔

جبریل علیہ السلام خادم دربار

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو کندھے پر بٹھا کر ایک چٹان پر لے گیا اس سے مشرکین سے آڑ ہو گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے پس پشت دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا

هذا جبریل يخبرني انه لا يراك يوم القيمة لفى صدل الا انفتناك (ملہ بن عساكر)

یہ جبریل علیہ السلام مجھے بتا رہے ہیں کہ اے طلحہ قیامت میں تمہیں وہ جس وحشت میں دیکھیں گے اس سے تمہیں چھڑا لیں گے۔

اختیار رسول ﷺ

ایک شب حضور اکرم ﷺ کا کجاوہ مرکب کی پشت سے گر گیا آپ نے فرمایا کون ہے جو میرا کجاوہ ٹھیک کر دے اور جنت لے یہ سنتے ہی حضرت طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دوڑے اور کجاوہ درست کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ سوار ہو گئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

ياطلحة هذا جبريل يقرئك السلام ويقول انا معك في احوال القيمة حتى انجينك منها

(طبرانی فی الاوسط)

اے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جبریل علیہ السلام ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن قیامت کی ہولناکیوں میں ساتھ ہوں گا یہاں تک میں تمہیں ان سے نجات دوں گا۔

ہر نبی مدح خوان

روح البیان پارہ ۲۸ سورۃ الصف کے دوسرے رکوع میں ہے کہ ہر نبی ﷺ نے اپنی امت کو حضور ﷺ کی خوشخبری سنائی یہاں تک کہ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت ۶)

اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

شرح

رضا (احمد رضا امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی حشر میں شفاعت کرے آپ کے سوا یہ قدرت اور کسے عطا ہوئی ہے
فلہذا غلام پر نظر کرم فرمانا۔

احادیث شفاعت

بکثرت مقامات پہ احادیث شفاعت مذکور ہوئیں ایک تبرکاً یہاں عرض کی جاتی ہے۔
امام احمد بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انى لقائم انتظر امتى تعبر الصراط اذ جاء نى عيسى عليه الصلاة والسلام فقال هذه الانبياء قد جاء
تك يا محمد يسألون ويدعون الله ان يفرق بين جميع الأمم الى حيث يشاء لعظم ما هم فيه فالخلق
يلجمون فى العرق فاما المؤمن فهو عليه كالزكمة وأما الكافر فتغشاها الموت قال يا عيسى انتظر
حتى ارجع اليك فذهب نبي الله ﷺ فقام تحت العرش فلقى ما لم يلق ملك مصطفى
مرسل ﷺ (الحديث)

میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہوں گا کہ صراط پر گزر جائے۔ ”مفصل ترجمہ احادیث شفاعت میں گزرا“ (از تجلی
الیقین)

☆☆☆☆☆☆